﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد23

جمعۃ المبارک 11 مارچ 2016ء

01/ جمادی الثانی 1437 ہجری قمری ❁ 11/امان 1395 ہجری شمسی

شمارہ11

فتوحات کے تقاضے

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خدا تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں بہت سی نعمتیں اور فتوحات دے گا۔ تم میں سے جس کو یہ سب نصیب ہو وہ خدا کا تقویٰ اختیار کرے۔ نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے۔

(جامع ترمذی کتاب الفتن باب النھی عن سب الریاح حدیث نمبر:2183)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

یقیناً وہ لوگ جو دنیا کے گوشت کے ٹکڑے اور اس کے پانی کی تلچھٹ پر گرتے ہیں اور اللہ کی عطاءِ جزیل سے مایوس ہوتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جن سے اللہ ہمکلام نہیں ہوتا۔

یقیناً مَیں ذوالقرنین کی طرح تیز رَو ہوں، مَیں نے ایک قوم کو سخت گرمی میں اور دوسری قوم کو آنکھوں کے فقدان کی وجہ سے سخت سردی اور گدلے چشمے پر پایا۔ مَیں صائب الرائے ہوں اور مَیں اللہ (کے دکھانے) سے دیکھتا ہوں۔

"اور جب ان پر کوئی سختی آئے تو وہ صبر کرتے ہیں وہ ایذا دینے والے بداطوار (لوگوں) سے احسان کا سلوک کرتے ہیں خواہ وہ ڈاکوؤں کے گروہ سے ہوں۔ وہ اللہ کی حضوری میں رہتے ہیں اور اس سے جدا نہیں ہوتے اور اُسی کے آستانے پر دھونی رمائے رہتے ہیں۔ اور جنہیں اپنے ایمان کے متعلق ہمیشہ خوف لگا رہتا ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ ایمان اُڑ جانے میں چڑیا سے بھی زیادہ تیز ہے اور خوف صفائی کرنے میں مسواک سے بڑھ کر ہے۔ پس وہ ہلکی بارش پر قناعت نہیں کرتے وہ (نفس کی) سنگلاخ زمین کو لتاڑتے ہیں تاکہ اُسے نرم اور ہموار کردیں اور وہ اسی طرح اس میدان میں تجربہ کار ہیں اور جب اوّل وآخر شب چلتے ہیں تو وہ ابتلاء کی تیز آندھی سے ڈرتے ہیں۔ وہ شام وسحر بے خواب آنکھ اور پاک صاف دل سے روتے ہیں۔ وہ غمخواری کرتے ہیں اور اس میں بخل سے کام نہیں لیتے۔ اپنے مقروض کو چھوٹ دیتے ہیں اور ان کا مال نہیں چھینتے۔ وہ بخیل اور بدخلق نہیں ہوتے اور نہ ہی وہ ڈینگیں مارتے ہیں۔ وہ دنگے فساد اور توڑ پھوڑ سے گریز کرتے ہیں اور تُو اُن میں ضُعفِ دین نہیں پائے گا اور نہ ہی وہ مداہنت کرتے ہیں۔ وہ سلوک کی راہوں پر چلتے اور اُن پر رواں دواں ہیں۔ انہوں نے اپنے محبوب (خدا) کے لئے اپنی سواریوں کے کجاوے کس لئے ہیں اور دنیا سے قطع تعلّق اختیار کر لی ہے اور صرف اللہ میں رغبت رکھتے ہیں۔ وہ ان لوگوں کی طرح بیٹھ نہیں رہتے جو آخرت سے مایوس ہو چکے ہوں بلکہ وہ اللہ کی طرف دوڑتے چلے جاتے ہیں۔ وہ اپنی سواریوں سے اُترتے نہیں اور نہ ہی اپنے اونٹوں کو آرام کرنے دیتے ہیں۔ وہ لوگوں کی محتاجی سے بچتے ہیں اور کہیں نہیں ٹھہرتے۔

وہ اپنے ربّ کی رضا کی خاطر سجدہ ریز ہوکر اور کھڑے ہوکر رات گزارتے ہیں اور آسائش کی زندگی بسر نہیں کرتے۔ اور وہ جو تمام حجاب دور ہونے اور حق تعالیٰ کا دیدار کرنے کے لئے بے قرار رہتے ہیں۔ وہ پوری کوشش کرتے ہیں کہ اُن پر رحم کیا جائے۔ وہ اللہ کی نسبت اپنے نفس کو آسودہ نہیں کرتے۔ خواہ ان کا خون بہا دیا جائے۔ وہ اپنے نفوس میں محبت الٰہی کی آگ روشن کرتے ہیں اور ہر آن اُسے روشن رکھتے ہیں۔ وہ وفا کی گرہ کو مضبوطی سے باندھتے ہیں اور اس پر قائم رہتے ہیں خواہ وہ ٹکڑے ٹکڑے کردیئے جائیں۔ یہی لوگ ہیں جن پر اللہ رحم کرتا ہے اور ہر دروازے سے ان پر اپنی چہرہ نمائی کرتا ہے اور انہیں وہاں سے عطا فرماتا ہے جو اُن کے وہم وگمان میں بھی نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ اللہ سے پیار کرتے، اُس کا کامل تقویٰ اختیار کرتے اور اسی سے ڈرتے ہیں۔

یقیناً وہ لوگ جو دنیا کے گوشت کے ٹکڑے اور اس کے پانی کی تلچھٹ پر گرتے ہیں اور اللہ کی عطاءِ جزیل سے مایوس ہوتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جن سے اللہ ہمکلام نہیں ہوتا اور وہ کسی ویران جنگل میں پھینک دیئے جاتے ہیں اور وہ اندھے ہونے کی حالت میں ہی مرجاتے ہیں۔ وہ آنکھیں نہیں کھولتے باوجود سورج کی روشنی کے جو اُن پر طلوع ہوئی، اور نہ ہی وہ آنکھوں کو حرکت دیتے ہیں گویا ان پر سورج طلوع ہی نہیں ہوا اور گویا وہ جانتے ہی نہیں۔

اور اللہ تعالیٰ کی سنت اسی طرح جاری ہے کہ وہ شخص جو اُس کے حضور حصولِ رضا کے لئے آیا وہ اُس شخص کی طرح نہیں ہوسکتا جس نے نافرمانی کی اور گمراہ ہوگیا۔ بے شک وہ (اللہ) غافلوں کی پرواہ نہیں کرتا۔ وہ اس کی طرف دوڑ کر جاتا ہے جو اُس کی طرف چل کر آتا ہے۔ اور وہ متقیوں سے محبت کرتا ہے۔ اس کی ایسی سنت ہے جو مخفی نہیں جیسے سیلاب کے بعد رہ جانے والی جھاگ۔ سنو، سنو! اُس کی سنت صبح روشن کی طرح ظاہر ہے جو ہر وقت دیکھی جاسکتی ہے۔ جھوٹا تباہ ہوگیا اور سچا سربلند اور منصب عالی پر متمکن ہوگیا۔ پس خوشخبری ہے اُس کے لئے جو خدا کی طرف لوٹا اور اس کے لئے مشتاق ہوا اور اُس کی چوکھٹ پر بیٹھ گیا اور صرف اسی سے محبت کرنے لگا۔ بلاشبہ وہ (خدا) محبت کرتا ہے اُس شخص سے جو اُس کی خاطر پس جاتا ہے۔ اور وہ فربہ انسان کو پسند نہیں کرتا۔ پس ہلاکت ہے اُن کے لئے جو اندھے چوہے کی طرح دَم سادھے بیٹھے رہتے ہیں۔ اُن کے وسوسے ایک کثیر الاولاد عورت کی اولاد کی طرح کثیر ہیں۔ اللہ کی طلب میں تو انہیں پیاس نہیں ہے اور دنیا کے گوناگوں فوائد ان کے دلوں پر مسلّط ہیں۔ ان کے نفوس کمزور ہوگئے، پس بارِ ایمان (ان پر) گراں ہوگیا اور وہ بوجھ تلے دب گئے۔ وہ ہمیشہ دنیا کی یاد میں لگے رہتے ہیں اور اُن کی ساری بے قراری دنیا کے لئے ہوتی ہے۔ قریب ہے کہ وہ دین کا جامہ پھاڑ دیں اور وہ جانتے بوجھتے ہوئے اللہ کی طرف غلط باتیں منسوب کرتے ہیں۔ اور جس مکر کو انہوں نے اختیار کیا۔ اس سے انہوں نے اپنی آنکھیں پھوڑ دیں بایں ہمہ کہتے ہیں کہ ہم بینا قوم ہیں۔ انہوں نے اپنی (ناقۂ) فراست کو لوٹا یا اور اُسے ذبح کر ڈالا۔ قرآن انہیں پابند کر رہا ہے اور وہ ہیں کہ وہ اُس سے رُوگردانی کر رہے ہیں۔ اُن کی حالت اُس کھیتی سی ہے جسے بارش کی کثرت نے خراب کردیا ہو یا اس روئیدگی کی سی ہے جسے سردی کی شدت یا پانی کی قلت نے نقصان پہنچایا ہو۔ اللہ کی تو یہی منشاء تھی کہ وہ انہیں علم میں بڑھائے لیکن وہ اپنا سبق بھول گئے۔ یا اُن کی حالت اُس شخص کی سی ہے جو ایک ایسی جگہ بیٹھا ہو جہاں کبھی بھی دھوپ نہیں پڑتی، پس سورج طلوع ہوا یہاں تک کہ اس کے سر پر آگیا اور وہ اندھیرے میں ہی رہا، اور کچھ دوسرے لوگ ہیں جو شدت گرما پر راضی ہیں اور ان میں سے ایک، دوسرے کے بالمقابل ہے۔

یقیناً مَیں ذوالقرنین کی طرح تیز رَو ہوں، مَیں نے ایک قوم کو سخت گرمی میں اور دوسری قوم کو آنکھوں کے فقدان کی وجہ سے سخت سردی اور گدلے چشمے پر پایا۔ مَیں صائب الرائے ہوں اور مَیں اللہ (کے دکھانے) سے دیکھتا ہوں۔ اور مجھے خوب معلوم ہے کہ قضاء وقدر نے اپنا تیر نکالا اور چلایا، اس لئے اے عقل مندو! آنسو بہانے والی آنکھ سے اللہ کو یاد کرو تا کہ جُود وکرم میں سے تھوڑا یا زیادہ حصہ پاؤ۔ سلامتی ہو اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی۔ میں ہوں خدائے یگانہ کا بندۂ فقیر۔ **غلام احمدؐ القادیانی المسیح الربّانی**"۔

(تذکرۃ الشہادتین، عربی حصّہ کا اردو ترجمہ۔ صفحہ 45 تا 49)

خطبہ نکاح

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 02 ستمبر 2013ء بروز سوموار مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا۔ تشہد وتعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

I would like to make announcements of some Nikahs today but before announcing and getting the consent of the parties I would like to read the translation of these verses.

پھر حضور انور نے خطبہ نکاح میں تلاوت فرمودہ قرآنی آیات کا انگریزی ترجمہ کرنے کے بعد فرمایا:

This is the beautiful guideline for successful marriages. These are the verses which are commonly recited for performing Nikahs. This is the beauty of Islam that it guides in every sphere of life. Thus all those who are going to get married today, those Nikahs are going to be settled today, they should remember all the time that their marriages can only be sucessful when they follow these guidelines. With these few words, now I will make announcements of the Nikahs.

Why did I read the translation in English? Because today, we have three Nikahs of non-Pakistani couples. So just to let them understand, I have read this translation.

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اب میں نکاحوں کا اعلان کروں گا۔

پہلا نکاح عزیزہ سیدہ ملاحت پاشا بنت مکرم سید حمید اللہ نصرت پاشا صاحب کا ہے جو عزیزم بصیر احمد خان ابن مکرم ظہیر احمد خان صاحب کے ساتھ دس لاکھ روپے حق مہر پر طے پایا ہے۔ لڑکی کے والد یہاں نہیں ہیں، وہ پاکستان میں ہیں۔ ان کے وکیل مرزا طیب احمد صاحب ہیں۔

اس کے بعد حضور انور نے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا اور لڑکے سے ایجاب وقبول کرتے وقت حضور انور نے ایک دفعہ روپے کی بجائے سہواً پاؤنڈ کا لفظ کہہ دیا۔ پھر خود ہی اس کی درستی فرما دی اور مسکراتے ہوئے لڑکے سے فرمایا کہ پاؤنڈ سن کر گھبرا گئے ہو گے؟

دوسرا نکاح عزیزہ سیدہ ثمرۃ الحئی رفعت بنت مکرم سید توقیر مجتبیٰ صاحب ربوہ کا ہے جو عزیزم طارق ہارون ملک ابن مکرم جاوید یامین ملک صاحب جو امریکہ کے رہنے والے ہیں ۔ ہمارے واقفِ زندگی ہیں۔ اس وقت ریویو آف ریلیجنز میں کام کر رہے ہیں۔ ان کے ساتھ ساڑھے تین ہزار یو ایس ڈالر حق مہر پر طے پایا ہے۔ لڑکی کے والد یہاں نہیں ہیں۔ ان کے وکیل عزیزم مرزا وقاص احمد صاحب مقرر ہیں۔

اگلا نکاح عزیزہ عائشہ حمدیٰ مجید بنت مکرم عبدالمجید شاہد صاحب مرحوم ربوہ کا ہے جو عزیزم محمد نیر احمد منگلا مربی سلسلہ ربوہ کے ساتھ ڈیڑھ لاکھ روپے حق مہر پر طے پایا ہے۔ جو مکرم اسلم شاد صاحب منگلا کا بیٹا ہے جو ہمارے ربوہ میں پرائیویٹ سیکرٹری ہیں۔ لڑکی کے وکیل مکرم ملک جمیل الرحمٰن صاحب رفیق ہیں اور لڑکے کی طرف سے بھی ان کے والد اسلم شاد منگلا صاحب ہی وکیل ہیں۔

اگلا نکاح عزیزہ ثمرین اعظم بنت مکرم اعظم جاوید صاحب کا ہے۔ یہ عزیزم رانا عطاء الرحمٰن (مربی سلسلہ یوکے) ابن مکرم محمد ارشد صاحب کے ساتھ دو ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔ لڑکی کے وکیل مکرم وسیم طاہر صاحب ہیں۔

اگلا نکاح عزیزہ حرا حفیظ بنت مکرم عبدالحفیظ صاحب جرمنی کا ہے جو عزیزم رشید احمد صاحب مربی سلسلہ وکالت تبشیر لندن ابن مکرم رحمت علی صاحب کے ساتھ اڑھائی ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

اگلا نکاح عزیزہ سحرش گل واقفہ نو کا ہے جو مکرم بشارت احمد خان صاحب راولپنڈی کی بیٹی ہیں۔ یہ مکرم محمد اظہار احمد راجہ مربی سلسلہ ابن مکرم مبشر احمد راجہ صاحب کے ساتھ دو لاکھ پینسٹھ ہزار روپے حق مہر پر طے پایا ہے۔ لڑکی کے وکیل ان کے بھائی نعمان بشارت نون صاحب ہیں اور لڑکے کے وکیل مکرم امیر قیصر داؤد صاحب ہیں۔

اگلا نکاح عزیزہ زینوبیہ عفت بنت مکرم محمد عبداللہ صاحب مربی سلسلہ چلی کا ہے جو عزیزم طاہر محمود ابن مکرم محمود احمد صاحب کے ساتھ سات ہزار یورو حق مہر پر طے پایا ہے ۔ لڑکے کے وکیل ان کے بھائی مکرم ارشد ندیم صاحب ہیں۔

اگلا نکاح عزیزہ لبیدہ محمود ناصر بنت مکرم ناصر محمود صاحب اوکاڑہ پاکستان کا ہے جو عزیزم عثمان احمد خان ابن مکرم تنویر احمد خان صاحب لاہور کینٹ کے ساتھ ساڑھے تین لاکھ روپے حق مہر پر طے پایا ہے۔ اور دونوں لڑکے اور لڑکی کے وکیل یہاں موجود ہیں۔ مکرم نعمان احمد خان صاحب لڑکی کے اور مکرم عمیر احمد صاحب لڑکے کے وکیل ہیں۔

اگلا نکاح عزیزہ سعدیہ بتول ملک واقفہ نو کا ہے جو مکرم محمد اسلم ملک صاحب مانچسٹر کی بیٹی ہیں۔ یہ عزیزم ذکاء اللہ میر ابن مکرم میر مبشر احمد صاحب لندن کے ساتھ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔ دلہن کے وکیل مکرم محمد اکرم ملک صاحب مربی سلسلہ ہیں۔ یہ بچی کے چچا بھی ہیں اور بچی ان کے پاس ہی پلی بڑھی ہے۔

اگلا نکاح عزیزہ صوفیہ صدیقہ احمد کاہلوں بنت مکرم چوہدری منصور احمد صاحب کاہلوں کا ہے جو عزیزم خرم عثمان خالد وقفِ نو کے ساتھ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے جو مکرم خالد محمود الحسن بھٹی صاحب کے بیٹے ہیں۔

اگلا نکاح عزیزہ عالیہ رفعت بنت مکرم فہیم خالد رانا صاحب پاکستان کا ہے جو عزیزم سید الدین احمد طالبعلم جامعہ احمدیہ ربوہ ابن مکرم خلیل الدین احمد صاحب کے ساتھ ایک لاکھ روپے حق مہر پر طے پایا ہے۔ دونوں لڑکی اور لڑکے کے وکیل ہیں۔ مکرم رانا محمد انور صاحب لڑکی کے اور مکرم خلیل الدین احمد صاحب لڑکے کے وکیل ہیں۔

اگلا نکاح عزیزہ طلعت صالح واقفہ نو بنت مکرم محمد صالح زاہد صاحب کا ہے جو عزیزم فرحان احمد وقفِ نو کے ساتھ دس ہزار کنیڈین ڈالر حق مہر پر طے پایا ہے۔ یہ مکرم برہان احمد ظفر صاحب ناظر تعلیم قادیان کے بیٹے ہیں ۔ لڑکی کے وکیل مکرم محمد ادریس شاہد صاحب ہیں۔

اگلا نکاح عزیزہ نرگس قدسیہ حیات بنت مکرم اعزاز احمد حیات صاحب لندن کا ہے جو عزیزم عطاء الرحیم احسن ابن مکرم عنایت اللہ زاہد صاحب مربی گھانا کے ساتھ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

اگلا نکاح عزیزہ عابدہ محمود واقفۂ نو کا ہے جو مکرم طاہر احمد محمود صاحب کی بیٹی ہیں، جو ہالینڈ کے رہنے والے ہیں اور عزیزم مدثر احمد ذکی وقف نو ابن مکرم منیر احمد باجوہ صاحب کے ساتھ جو یوکے میں رہتے ہیں، دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

اگلا نکاح عزیزہ صوفیہ سردار بنت مکرم فضل الٰہی سردار صاحب کا ہے جو عزیزم اسد محمود ابن مکرم مرزا خالد محمود صاحب کے ساتھ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر (طے پایا ہے)۔

اگلا نکاح عزیزہ سحر ناز بنت مکرم محمد اصغر ناصر صاحب اسلام آباد کا ہے جو عزیزم ریاض الدین طارق ابن مکرم غالب الدین صاحب اسلام آباد کے ساتھ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

مذکورہ بالا نکاحوں کے فریقین میں اردو میں ایجاب و قبول کروانے کے بعد حضور انور نے درج ذیل نکاحوں کے فریقین میں انگریزی میں ایجاب وقبول کرواتے ہوئے فرمایا:

Next Nikah is of Miss Rizawana Haneef, Daughter of Mr Azhar Haneef Sahib Murabbi-e-Silsila USA. This has been settled with Mr Emir Bajramovic. This Nikah has been settled at a Haq Mehr of 10,000.

Then Huzoor enquired about the consent of each party and said:

Next Nikah is of Miss Maria Isabelle Losa Serna Daughter of Mr Pedro Eugenio Losa of London. It has been settled with Mr Jonathan Butterworth son of William Butterworth of London at a Haqq Mehr of 10,000pounds. The Brides Wakeel is Mr Nasir Arif Sahib.

Then Huzoor enquired about the consent of each party and said:

The next Nikah is of Miss Maria A. H. Bajwa daughter of Mr Wajeeh Bajwa Sahib of USA. This Nikah has been settled with Mr Abdul Hayee Thomas son of Mr Mark D Thomas of USA at a Haqq Mehr of $30,000.

Then Huzoor enquired about the consent of each party and said:

May Allah bless all these Nikahs. Now please join me in silent prayer.

دعا کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فریقین کو شرف مصافحہ بخشتے ہوئے مبارک باد دی۔

(مرتبہ: ظہیر احمد خان ۔ مربی سلسلہ شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس، لندن)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ نے ہمیں دنیا میں جس غرض کے لئے پیدا کیا ہے وہ یہ ہے کہ ہم اپنی اصلاح کرتے ہوئے اس مقام تک پہنچ جائیں کہ اللہ تعالیٰ کے حقیقی عبد کہلا سکیں۔ اگر یہ مقصد حاصل نہیں ہوتا تو پیدائش کی غرض پوری نہیں ہو سکتی۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ میں اللہ تعالیٰ نے یہی امر بیان فرمایا ہے کہ انسانی پیدائش کی غرض اس کا عبد بننا ہے اور عبودیت کا اظہار صرف قول سے نہیں بلکہ فعل سے بھی ہوا کرتا ہے۔ پس اگر ہم خدا تعالیٰ کے عبد ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہماری عبودیت کا اظہار دنیا پر نہ ہو اور لوگ یہ محسوس نہ کریں کہ ہمارا کسی بالا ہستی کے ساتھ تعلق ہے۔ اس لحاظ سے ہمیں غور کرنا چاہئے کہ ہمیں دیکھنے اور ہماری حرکات وسکنات کا مطالعہ کرنے والے لوگ ہمارے متعلق کیا رائے رکھتے ہیں۔ کیا وہ ہمیں دیکھ کر یہ اقرار کرتے ہیں کہ ان لوگوں کا کسی بالا ہستی سے تعلق ہے جس کی وجہ سے ان کی زندگی کی کایا پلٹ گئی یا نہیں۔ اگر ہمارے اعمال کو قریب سے دیکھنے والے اپنے دلوں میں یہ محسوس کرتے ہیں اور وہ ہماری چال ڈھال، اُٹھنے بیٹھنے اور کھانے پینے پر نظر رکھ کر اس حقیقت کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ یہ اپنا ہاتھ کسی اَور کے ہاتھ میں دے چکے ہیں، یہ زمینی نہیں بلکہ آسمانی نفوس بن گئے ہیں تو ہم خوش ہو سکتے ہیں اور کہہ سکتے ہیں کہ واقعہ میں ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا لیکن اگر ہمارے اعمال لوگوں کو بغیر ایک لفظ سننے کے یہ یقین نہیں دلاتے کہ ہم کسی اَور ہستی کے غلام ہیں جس کے ہر حکم کے نیچے ہمارے گردنیں جھکی ہوئی ہیں تو ہمارے منہ کے دعوے ہمیں کبھی نجات نہیں دلا سکتے۔“

(خطبات محمود جلد 15 صفحہ 162-163)

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 391

جلسہ سالانہ قادیان2015ء میں عربوں کی شرکت (3)

اس تیسری قسط میں بھی جلسہ سالانہ قادیان میں عربوں کی شرکت کے حوالے سے کچھ مزید امور بیان کئے جائیں گے۔

جلسہ پر آنے والے مہمانوں کا استقبال

عربوں کی رہائش سرائے وسیم میں تھی جس کے ساتھ والے گراؤنڈ میں ربوہ سے جلسہ پر آنے والے قافلوں کی بسیں رکتی تھیں اور پھر یہاں سے مہمانوں کو مختلف رہائش گاہوں میں منتقل کیا جاتا تھا۔ جب بھی کوئی قافلہ آتا تو لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ نعرے لگائے جاتے اور أَهْلًا وَسَهْلًا وَّمَرْحَبا کہا جاتا۔ بعض عرب احباب نے اس بارہ میں پوچھا تو انہیں بتایا گیا کہ پاکستان سے آنے والے مہمانوں کا استقبال کیا جارہا ہے۔ بعض نے پوچھا کہ کیا جلسہ پر آنے والے سب لوگوں کا ایسے ہی استقبال کیا جاتا ہے؟ انہیں بتایا گیا کہ عموماً مختلف مقامات سے آنے والے قافلوں کا اس طرح استقبال ہوتا ہے۔ اور اس میں تکلف سے بعید دراصل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام يَاْتِيْكَ مِنْ كُلِّ فَجٍ عَمِيْقٍ کی صداقت کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھنے سے دل کی گہرائیوں سے ایسے نعرے نکلتے ہیں۔ لیکن پاکستان کے مہمانوں کے استقبال کے لئے ایسا کرنا اور بھی کئی وجوہات لئے ہوئے ہے۔ جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ پاکستان میں بسنے والے احمدی تو اذان بھی نہیں دے سکتے کجا یہ کہ انہیں نعرہ لگانے کی اجازت ہو۔ نہ ان کے جلسے ہوتے ہیں نہ بڑے اجتماعات۔ ان کی مسجدیں گرائی جاتی ہیں۔ ان کے کاروباروں کو نذر آتش کیا جاتا ہے۔ اور احمدی کا جینا دوبھر کر کے اس کے قتل کو بھی ثواب کا موجب سمجھا جاتا ہے۔ وہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی تبلیغ نہیں کر سکتے۔ نہ مسجد کو مسجد کہہ سکتے ہیں۔ مسلمان ہیں پہ خود کو مسلم نہیں کہہ سکتے بلکہ اسلامی شعائر پر بھی عمل نہیں کر سکتے۔ اور تو اور اگر السلام علیکم بھی کہہ دیں تو جیل کی سزا ہوسکتی ہے۔ ایسے لوگوں کا حق بنتا ہے کہ ان کا اس شان سے استقبال کیا جائے۔

یہ سن کر بعض عرب احباب وخواتین نے پروگرام بنایا کہ ایسے احمدیوں کے استقبال کے لئے انہیں بھی جانا چاہئے۔ چنانچہ جب لاؤڈ اسپیکر پر نعرہ ہائے تکبیر بلند ہوتے تو ان میں سے بعض گراؤنڈ میں بسوں کے پاس جا پہنچتے اور آنے والے مہمانوں سے اپنا تعارف کروا کے ملتے۔ اُن کا درد اِن کی آنکھوں سے اشک بن کر بہنے لگتا اور اِن کی خوشی اُن کے ہونٹوں پر مچلنے لگتی۔ پھر سب خدا کی اس نعمت کا شکریہ ادا کرتے کہ اس نے اپنے مسیح ومہدی کو بھیج کر ہمیں ایک ہاتھ پر جمع کر دیا اور ہمارے دلوں میں یہ کیسی عجیب اخوت ومحبت پیدا کردی ہے جس کی دنیا میں کوئی مثال نہیں ہے۔

جلسہ سالانہ کی بعض انتظامی سہولیات

اس سال جلسہ سالانہ قادیان کئی ایسی خصوصیات کا حامل رہا جو غیر معمولی طور پر قابل ذکر ہیں۔ چونکہ عرب احباب جلسہ میں حضور انور ایدہ اللہ کے خطاب کے علاوہ جملہ تقاریر کا عربی ترجمہ ہی سنتے ہیں اور سابقہ سسٹم میں بسا اوقات خرابی کے باعث ترجمہ کی آواز کٹ جاتی تھی یا واضح نہ ہوتی تھی، اس لئے اس مشکل کے پیش نظر حضور انور کی خاص ہدایت اور راہنمائی میں کافی تلاش کے بعد اس سال چائنا کی ایک کمپنی کا سسٹم خریدا گیا جو 2.4 GHZ پر چلنے والا لائسنس فری بینڈ ہے جس کے ایک فریکوئینسی پوائنٹ سے بیک وقت چار زبانوں کا ترجمہ ٹرانسمٹ ہوسکتا ہے۔ اور ٹرانسمیشن Digital Encrypted ہونے کی وجہ سے ایک زبان دوسری کو متاثر نہیں کرتی اور محض چار فریکوئینسی پوائنٹس سے ہی سولہ زبانوں کا ترجمہ چلایا جا سکتا ہے جو جلسہ کی ضروریات کے لئے کافی ہیں۔ اس نظام میں مترجم بیک وقت سٹیج سے آنے والی آواز کو لے کر اس کا بھی ترجمہ کرسکتا ہے اور اس کے کسی اور زبان میں ہونے والے لائیو ترجمہ کو بھی لے کر آگے اپنی زبان میں ترجمہ کرسکتا ہے۔ نیز بیک وقت دو مترجم بیٹھ کر بھی ترجمہ کر سکتے ہیں۔ اسی طرح لندن سے ہونے والے لائیو ترجمہ کو بھی باسانی لے کر اس سسٹم پر مہیا کرنے کی سہولت میسر ہے۔ چونکہ یہ نظام مکمل طور پر وائرلیس ہے۔ اس لئے جلسہ گاہ میں کہیں بھی بیٹھ کر اس سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ عرب احباب نے اسے بہت پسند کیا اور اس کے ذریعہ جلسہ کی کارروائی سے بھرپور استفادہ کیا۔

علاوہ ازیں امسال جلسہ گاہ میں واش رومز کے دو یونٹس بنائے گئے تھے۔ ایک مردانہ جلسہ گاہ میں اور دوسرا زنانہ جلسہ گاہ میں۔ ہر یونٹ Steel Structure کے 25 واش رومز اور 45 وضو کی ٹوٹیوں پر مشتمل ہے، نیز وضو کے لئے پاؤں دھونے کا انتظام موجود ہے۔ اس انتظام سے بھی جلسہ کے دوران بہت زیادہ سہولت ہو گئی ہے۔ عربوں نے جلسہ کی کارروائی اور تمام تقاریر سے بھرپور استفادہ کیا۔

ایک عرب بہن لکھتی ہیں:

جب جلسہ کے آغاز کا اعلان ہوا تو میں بہت روئی اور اللہ تعالیٰ کا اس نعمت عظمیٰ پر بہت شکر بھی ادا کیا۔ مَیں اپنی سوچوں میں ایسی ڈوبی کہ چشم تصور سے میں نے دیکھا کہ کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے چند صحابہ کے درمیان پہلے جلسے میں اسلام کی ترقی کی داغ بیل ڈال رہے ہیں۔ پھر یہ خواہش پیدا ہوئی کہ حضور علیہ السلام سے عرض کروں کہ اب ہم تقریباً بیس ہزار کی تعداد میں اسی قادیان میں جمع ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ ہمارا یہ جلسہ اسلام کا جھنڈا بلند کرنے کے لئے مقبول ٹھہرے۔

جلسہ سالانہ میں حضور انور کا خطاب

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ 28 دسمبر 2015ء کو جلسہ سالانہ قادیان کا اختتامی خطاب لندن میں ارشاد فرمایا۔ اس تاریخی خطاب میں حضور انور نے جلسہ گاہ میں بیٹھے ہوئے عربوں کو بھی مخاطب فرما کر بھاری ذمہ داری سونپی۔ آپ نے فرمایا:

”اس وقت بھی قادیان میں جلسہ میں شامل ہونے والے بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کا دنیا کے مختلف ممالک سے تعلق ہے .... روس سے بھی اور عرب ممالک سے بھی اور افریقہ سے بھی جن کو احمدیت میں داخل ہوئے زیادہ عرصہ نہیں گزرا۔ اسی طرح اور ملکوں سے بھی قادیان آئے ہوئے احمدی ہیں جن کو احمدیت میں شامل ہوئے کچھ عرصہ ہی ہوا ہے.... ایک زمانہ تھا کہ دنیا میں عربوں کے ذریعہ سے اسلام پھیلا اور اللہ تعالیٰ نے دین کی فراست انہیں عطا کی ہوئی تھی لیکن آج جب احمدیت کا سوال آتا ہے تو قرآن کریم کی تعلیم بھی یہ لوگ بھول جاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوہ اور تعلیم بھی بھول جاتے ہیں۔ ان کی فراست پر بھی تالے پڑ جاتے ہیں اور صرف ایک چیز کی رَٹ لگاتے ہیں کہ نعوذ باللہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کذّاب تھے، جھوٹے تھے، کیونکہ ہندوستان اور پاکستان کے نام نہاد علماء یہ کہتے ہیں۔ حقیقت میں اب ہندوستان کے مولوی ہی نہیں بلکہ تمام دنیا کے مولوی یہ فتوے دیتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود سعید روحیں احمدیت اور حقیقی اسلام میں داخل ہورہی ہیں۔ عربوں میں سے بھی ہورہی ہیں، جیسا کہ مَیں نے کہا **اس وقت عرب بھی وہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور ان عربوں کا اب کام ہے کہ وہی علم اور وہی فراست دوبارہ اپنے اندر قائم کریں اور آج مسیح موعود کے پیغام کو تمام عرب دنیا میں پھیلا دیں۔“**

جلسہ کے بعد عربوں کی میٹنگ

حضور انور نے جلسہ سالانہ کے خطاب میں عربوں کو تبلیغ کرنے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام تمام عرب دنیا میں پھیلانے کا ارشاد فرمایا تو قادیان میں موجود عرب احباب نے اپنی ذمہ داری کو سمجھا اور سر جوڑ کر بیٹھ گئے۔ اور باہمی مشورہ سے حضور انور کے ارشاد پر عمل کرنے کی سکیم تیار کر کے حضور انور کی خدمت میں بغرض منظوری اور راہنمائی ارسال کی۔ الحمدللہ۔

ایک بیعت

عراق سے آنے والے عرب دوست مکرم عبدالستار صاحب نے جلسہ میں شمولیت کے علاوہ انڈیا میں بعض ماہر ڈاکٹرز سے اپنا علاج بھی کروانا تھا۔ ان کے ساتھ ان کے ایک کزن بھی جماعت کے بارہ میں مزید تحقیق کے لئے تشریف لائے تھے۔ چنانچہ انہوں نے جلسہ کے ماحول کو دیکھ کر اور بعض احباب سے سوال وجواب کرنے کے بعد جلسہ کے ایام میں ہی بیعت فارم پُر کر دیا۔ الحمدللہ۔

بزرگان سلسلہ کے ساتھ ایمان افروز مجالس

اس سال جلسہ کے بعد مختلف علماء وبزرگان کے ساتھ بعض ایمان افروز روحانی مجالس سجیں جن سے عربوں نے علمی اور ایمانی وروحانی لحاظ سے بہت فائدہ اٹھایا۔ ہر روز رات کو خاندانِ مسیح موعود علیہ السلام کے بعض بزرگان یا علمائے کرام میں سے کوئی شخصیت مہمان ہوتی تھی اور پھر ان کے ساتھ علم ودانش، پند ونصائح، ایمان افروز واقعات اور سوال وجواب پر مشتمل یہ عجیب روحانی مجالس تادیر جاری رہتیں، اور پھر محض چند ساعات سونے کے بعد سب تہجد کے لئے اٹھ جاتے۔

ان مجالس میں مکرم ومحترم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید ربوہ، مکرم ومحترم مبشر احمد کاہلوں صاحب مفتی سلسلہ، مکرم ومحترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب، مکرم ومحترم سید قمر سلیمان صاحب، مکرم ومحترم حافظ مظفر احمد صاحب، مکرم ومحترم مرزا فضل احمد صاحب، مکرم ومحترم سید مدثر احمد صاحب، مکرم ومحترم مرزا علی احمد صاحب (جن کی جہلم میں فیکٹری جلائی گئی)، مکرم ومحترم مرزا عثمان احمد صاحب نیز خاندان مسیح موعود علیہ السلام کے بعض دیگر نوجوان بھی تشریف لائے۔ فجزاھم اللہ خیرا۔

اسی طرح ایک خصوصی نشست مکرم افسر صاحب جلسہ سالانہ قادیان کے ساتھ بھی ہوئی۔

علاوہ ازیں عرب خواتین کو بھی خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض سیدات نے شرف ملاقات بخشا اور ان کے ساتھ بھی علیحدہ ایمان افروز مجالس سجیں جن سے عرب خواتین نے بہت زیادہ علمی اور روحانی فائدہ اٹھایا۔

ایک عرب بچی کی شادی

عربوں کی رشتہ ناطہ کمیٹی کے توسط سے ایک سیرین بچی مکرمہ ہبہ المرعی صاحبہ کی شادی قادیان کے ایک مبلغ سلسلہ محمود فانی صاحب سے طے پائی تھی۔ بچی جلسہ پر سیریا سے آنے والے مہمانوں کے ہمراہ قادیان آگئی تھی اور جلسہ کے بعد ان کی شادی کی تقریب منعقد ہوئی جس میں تمام عرب احباب نے ہر لحاظ سے بچی کے اہل خانہ کا کردار ادا کرتے ہوئے اسے اپنی دعاؤں سے سرائے وسیم سے رخصت کیا جہاں عربوں کی رہائش تھی۔

مختلف امور کے بارہ میں تاثرات

مہمان نوازی پر مامور خدام کی بے لوث خدمت کو سب نے سراہا۔

اس بارہ میں ایک عرب بہن نے لکھا: جن باتوں نے مجھے غیر معمولی طور پر متاثر کیا وہ جامعہ کے طلبہ کا مہمان نوازی کا اعلیٰ نمونہ اور اس میں ان سب کی ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی خواہش اور کوشش تھی۔

ایک عرب احمدی نے لکھا کہ جلسہ کے کارکنان میں امیر وفقیر، ڈاکٹر انجینئر اور مزدور میں کوئی امتیاز نہ تھا، سبھی مہمانوں کی خدمت میں مصروف تھے۔ ہر شخص دوسرے کے آرام کے لئے کوشاں تھا اور بدلہ میں صرف دعا کا طلبگار تھا۔

ایک بہن نے لکھا کہ پاکستان میں احمدیوں پر مظالم کے واقعات سننے اور ایک شہید کی بیوہ سے ملنے کے بعد ان کے لئے دعا کرنے کے بڑے قوی جذبات پیدا ہوئے۔

ایک اور بہن نے لکھا کہ جب میں نے قادیان اور پاکستان کی احمدی خواتین کا خشوع وخضوع دیکھا تو مجھے ان کے ایمان، خشوع، وقار اور تواضع پر رشک آنے لگا جبکہ اپنی نماز کی حالت پر ندامت سی محسوس ہوتی۔

واپسی پر بعض جذبات وتأثرات

کسی نے لکھا کہ اس سفر نے مجھے خدا تعالیٰ کے قریب کر دیا ہے۔ کاش یہ روحانی حالت تادیر قائم رہے۔

اور کسی نے یہ کہا کہ اس سفر میں مجھے یہ بھی احساس ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق علیہ السلام نے اپنے ماننے والوں پر کس قدر اثر کیا ہے۔

بعض نے لکھا کہ میرے قادیان آنے سے قبل اور یہاں آنے کے بعد کے ایمان میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ اور کسی نے لکھا کہ واپس تو آگئے ہیں لیکن دل قادیان میں چھوڑ آئے ہیں۔

ایک بہن نے لکھا کہ قادیان سے رخصت ہوتے وقت میرا دل شدت غم کے باعث قابو سے نکلا جا رہا تھا۔ بہت دعا کی کہ خدا تعالیٰ مجھے اس فراق کو برداشت کرنے کی ہمت دے اور دوبارہ بچوں کے ساتھ یہاں آنے کی توفیق دے۔

شاید یہ حال اخلاص نیت کے ساتھ قادیان جانے والے ہر شخص کا تھا اور اس کے دل سے یہی دعا نکلتی تھی کہ:

یونہی دیدار سے بھرتا رہے یہ کاسۂ دل
یونہی لاتا رہے مولیٰ ہمیں سرکار کے پاس

........................(باقی آئندہ)

غیر مذاہب کے بارہ میں
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور تعامل

(تقریر: حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃالمسیح الثانی رضی اللہ عنہ
فرمودہ 2 جون 1929ء بر موقع جلسہ سیرۃ النبیؐ بمقام قادیان)

قسط نمبر 4

غیر مذاہب کے بارہ میں
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور تعامل

اب مَیں مضمون کا دوسرا حصہ بیان کرتا ہوں جو یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری قوموں سے کیا سلوک کیا اور ان کے متعلق کیا تعلیم دی۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت واضح طور پر یہ تعلیم دی ہے کہ کسی کی خوبی کا انکار نہیں کرنا چاہئے اور یہ بھی کہ ہر مذہب میں کچھ نہ کچھ خوبیاں ہیں جن کا انکار کرنا ظلم ہے۔

چنانچہ قرآن میں آتا ہے وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارَى عَلَى شَيْءٍ وَقَالَتِ النَّصَارَى لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلَى شَيْءٍ وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتَابَ (البقرہ:114)۔ فرمایا کیسے ظلم کی بات ہے، عیسائی کہتے ہیں یہودیوں میں کوئی خوبی نہیں اور یہودی کہتے ہیں عیسائیوں میں کوئی خوبی نہیں، حالانکہ دونوں ایک ہی کتاب پڑھنے والے ہیں۔ کیا اس میں کوئی بھی خوبی نہیں۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تعلیم دی کہ دوسروں کی خوبی کو تسلیم کرنا چاہئے۔

جو شخص کہتا ہے کہ دوسرے مذاہب میں کوئی خوبی نہیں، وہ غلطی کرتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ایسی اعلیٰ تعلیم دی ہے کہ اس کے ذریعہ تمام اقوام کے دل رکھ لئے ہیں۔ کسی کے مذہب کے متعلق یہ کہنا کہ اس میں کوئی بھی خوبی نہیں اس مذہب کے پیروؤں کے لئے بہت تکلیف دہ بات ہے۔ اس کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اصل پیش کیا ہے کہ ہر قوم کی خوبی تسلیم کرو۔ اس طرح آپ نے تمام قوموں پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔

دوم: آپؐ نے فرمایا کہ کسی مذہب کے افراد کے متعلق یہ نہ کہو کہ وہ اپنے مذہب کو فریب سے مانتے ہیں۔ باوجود اس کے کہ پہلے مذاہب بگڑ چکے ہیں تاہم ان کے ماننے والوں میں سے اکثر انہیں دل سے سچا سمجھتے ہیں۔

چنانچہ قرآن کریم میں بعض یہود اور نصاریٰ کی تعریف آئی ہے۔ یہودیوں کے متعلق آتا ہے ان میں سے بعض ایسے ہیں کہ اگر انہیں پہاڑ کے برابر بھی سونا دے دیا تو وہ اس میں خیانت نہ کریں گے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں میں ایسے لوگ تھے جو اپنے مذہب کو سچا سمجھ کر مانتے تھے۔ آجکل مسلمانوں میں بھی یہ نقص پیدا ہو گیا ہے کہ وہ سمجھتے ہیں دیگر مذاہب کے لوگ اپنے اپنے مذاہب کو جھوٹا سمجھتے ہیں اور باوجود اس کے ان کو نہیں چھوڑتے۔ حالانکہ ہندوؤں، عیسائیوں، یہودیوں میں سے 99 فی صدی ایسے ہیں جو اپنے مذہب کو سچا سمجھ کر مانتے ہیں۔

اسی طرح عیسائیوں کے متعلق قرآن کریم میں آتا ہے کہ ان میں ایسے لوگ ہیں جو خدا کا ذکر سن کر رونے لگ جاتے ہیں، خشیّت سے ان کے دل بھر جاتے ہیں۔ کیا ایسے لوگ اپنے مذہب کو فریب سے ماننے والے ہو سکتے ہیں۔ یہ تعلیم دے کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیگر مذاہب کے لوگوں کے احساسات کا ادب اور احترام کرنا سکھایا ہے۔

تیسری تعلیم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دی ہے کہ آپ نے حکم دیا سب قوموں کے متعلق تسلیم کرو کہ ان میں انبیاء آئے۔ اس بات پر اجمالی طور پر ایمان لاؤ کہ سب اقوام میں نبی آئے۔

اس طرح آپ نے انٹرنیشنل لاء کو مذہب میں جاری کر دیا۔ گزشتہ جنگ کے دوران میں روس کی حکومت میں تبدیلی ہو گئی جس پر باقی حکومتیں اس حکومت کو تسلیم نہیں کرتیں۔ روسی اس کے لئے منّتیں کرتے ہیں مگر ان کی شنوائی نہیں ہوتی۔ بعض لوگ کہیں گے دوسری حکومتوں کے تسلیم کر لینے سے کیا فائدہ ہوتا ہے کہ روسی اس کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ بات یہ ہے کہ اس میں بہت بڑے فائدے ہوتے ہیں جس حکومت کو دوسری حکومتیں تسلیم کر لیں، اسے بین الاقوامی قانون کے فوائد حاصل ہونے لگ جاتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہ پہلے انسان ہیں جنہوں نے تمام مذاہب کے حقوق کو تسلیم کیا اور یہ قرار دیا کہ سب مذاہب خدا کی طرف سے ہیں۔ ان مذاہب کی غلط باتوں سے اختلاف بھی کیا، ان کا مقابلہ بھی کیا مگر ان کے ماننے والوں کے احساسات کا احترام کیا اور ان کے حقوق قائم کئے۔ یہ بہت بڑا حق تھا جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کو دیا۔

چوتھی تعلیم آپ نے یہ دی کہ جب کسی قسم کی بحث ہو تو گالیوں پر نہ اُتر آؤ۔

چنانچہ آتا ہے: لَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ (الانعام:109)۔ جب دوسری قوموں سے جھگڑا ہو تو وہ ہستیاں جنہیں تم نہیں مانتے، خواہ انہیں خدا کے مقابلہ میں پیش کیا جاتا ہو، انہیں تم بُرا نہ کہو ورنہ وہ بھی اس خدا کو گالیاں دیں گے جسے تم مانتے ہو۔ اس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت کلامی سے روکا ہے۔

پانچویں بات آپ نے یہ فرمائی کہ مذہب کے اختلاف کی وجہ سے کسی قوم پر حملہ نہیں کرنا چاہئے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے سمجھا جاتا تھا جس قوم سے مذہبی اختلاف ہو اس پر حملہ کر کے اس کو تباہ کرنے کا حق حاصل ہے۔ لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خلاف حکم دیا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ فرمایا: وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا (البقرہ:191)۔ تم جنگ کر سکتے ہو مگر انہی سے جو تم پر حملہ آور ہوں۔ مذہب کے اختلاف کی وجہ سے کبھی کسی پر حملہ نہ کرنا۔

اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلموں کو حُریّت ضمیر عطا کی کہ خواہ کسی کا کوئی مذہب ہو، اس وجہ سے کسی کو حق نہیں کہ اسے مارے یا نقصان پہنچائے۔

چھٹا سلوک آپ نے یہ کیا کہ تمام دنیا کے لئے ہدایت کا رستہ کھول دیا۔

پہلے کہا جاتا تھا کہ ہدایت صرف ہماری قوم کے لئے ہے۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کے لئے ہدایت کا دروازہ کھول دیا اور اپنی قوم اور دوسری قوموں میں کوئی فرق نہیں رکھا چنانچہ فرمایا: اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (الاعراف:159)۔ مَیں دنیا کی سب اقوام کے لئے رسول ہو کر آیا ہوں، سب کو ہدایت کا رستہ دکھا سکتا ہوں۔

ساتواں حق غیر مسلم اقوام کا یہ قرار دیا کہ فرمایا عہد وہی قائم نہیں رکھنا چاہئے جو اپنی قوم کے اندر ہوا ہو بلکہ خواہ کسی قوم سے عہد ہو، اسے قائم رکھنا چاہئے۔

لوگوں کو یہ بہت بڑی غلطی لگی ہوتی ہے اور اس غلطی میں وہ مسلمان بھی مبتلا ہو گئے ہیں جو قرآن کریم پر تدبّر نہیں کرتے کہ غیروں سے جو عہد ہو، اسے توڑ دینا کوئی حرج کی بات نہیں ہے۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خلاف حکم دیا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں آتا ہے: وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَاءٍ (الانفال:59) کہ اگر کوئی قوم عہد توڑ دے تو اسے بتا دینا چاہئے کہ تم نے عہد توڑ دیا ہے اب ہم پر بھی عہد کی پابندی نہیں۔ یونہی اس پر حملہ نہیں کر دینا چاہئے۔ چنانچہ ابوسفیان جب مکّہ سے آیا اور آ کر اس نے کہا اب مَیں نئے سرے سے عہد کرتا ہوں، تو اس موقع پر اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہتے تو اچانک حملہ کر سکتے تھے۔ مگر آپ نے فرمایا: ابوسفیان تم نے یہ اعلان کیا ہے، مَیں نے نہیں کیا اور اس طرح بتا دیا کہ ہم حملہ کریں گے۔ اس کے مقابلہ میں آج کل کیا ہوتا ہے، یہ کہ جب کسی پر حملہ کرنا ہوتا ہے تو اس قسم کے اعلان کئے جاتے ہیں کہ فلاں حکومت سے ہمارے بڑے اچھے تعلقات ہیں۔ پیچھے اٹلی نے جب ترکی پر حملہ کیا تو اس حملہ سے تین دن قبل یہ اعلان کیا گیا تھا کہ ترکی کے ساتھ ہمارے آج کل ایسے اچھے تعلقات ہیں جیسے پہلے کبھی نہیں ہوئے تھے۔ یہ اس لئے تھا تا کہ ترکی بالکل غافل رہے۔ مگر ابوسفیان نے جب اعلان کیا اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہتے تو آپ پر کوئی ذمہ واری عائد نہ ہوتی تھی۔ مگر آپ خاموش نہ رہے اور فرما دیا کہ یہ تمہارا اعلان ہے، ہمارا نہیں۔ اس طرح ان کو بتا دیا کہ ہم حملہ کریں گے۔

آٹھویں آپ نے یہ تعلیم دی کہ مسلم اور غیر مسلم کے تمدّنی حقوق ایک قرار دیئے۔

یہ بات صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم کی جو آپ سے پہلے نہ تھی۔ یہودیوں کو یہ حکم تھا کہ تم اپنے بھائیوں یعنی یہودیوں سے سُود نہ لو، دوسروں سے لے لیا کرو۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سُود نہ یہودیوں سے لو نہ عیسائیوں سے نہ مسلمانوں سے، غرض کسی سے بھی سُود نہ لو۔ سب سے ایک سلوک کرنے کا حکم دیا۔ اس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمدنی سلوک کے بارے میں مسلم اور غیر مسلم کو ایک قرار دیا۔

نویں تعلیم یہ دی کہ غلاموں کی آزادی میں بھی مسلم اور غیر مسلم کا امتیاز نہیں رکھا۔

کہا جائے گا قرآن میں مسلمان غلام آزاد کرنے کا حکم آتا ہے۔ مگر یہ حکم اسی موقع کے لئے ہے جہاں مسلمانوں کو نقصان اور صدمہ پہنچا ہو، ورنہ عام طور پر سب غلاموں کی آزادی کا آپؐ نے حکم دیا۔ جنگ حنین کے موقع پر سینکڑوں غلام جو پکڑے آئے، باوجود اس کے کہ وہ دشمن تھے انہیں آپ نے آزاد کر دیا۔

دسویں تعلیم غیر مسلموں کے متعلق آپؐ نے یہ دی کہ جہاں اسلامی حکومت ہو، وہاں مسلمانوں پر زیادہ بوجھ رکھا جائے اور دوسروں پر کم۔

(1) مسلمان لڑائی میں شامل ہوں۔ (2) عشر یعنی دسواں حصہ پیداوار کا دیں۔ (3) زکوٰۃ دیں۔ یعنی جمع مال کا حصہ دیں۔ یہ خدمات مسلمانوں کے لئے رکھی گئیں اور غیر مسلموں کے لئے اڑہائی روپیہ کے قریب فی کس ٹیکس رکھا جو مسلمانوں کے مقابلہ میں بہت کم ہے۔ اور پھر اسی وجہ سے مسلمانوں پر ان کی حفاظت کی ذمہ داری رکھی گئی ہے۔ آج کل یورپ میں دس دس روپیہ فی کس ٹیکس لگا ہوا ہے اور بعض ممالک میں اس سے بھی زیادہ ہے۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے لئے زیادہ ٹیکس رکھا اور جنگی خدمات بھی ان کا فرض قرار دیا۔ لیکن دوسروں کے لئے ٹیکس بھی کم رکھا اور جنگی خدمات سے بھی آزاد کر دیا۔

غیر مذاہب کے انسانوں کے متعلق
رسول کریمؐ کا عملی نمونہ

اب مَیں یہ بتاتا ہوں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مذاہب کے انسانوں کے متعلق اپنا عمل کیا رکھا۔ اس کے لئے دو تین مثالیں پیش کرتا ہوں کیونکہ وقت تنگ ہو رہا ہے۔

پہلی مثال یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر قوم کے نیک انسانوں کا عملاً احترام کیا۔ لکھا ہے طی قوم سے جب جنگ ہوئی تو کچھ مشرک بطور قیدی پکڑے آئے۔ ان میں حاتم طائی کی بیٹی بھی تھی۔ اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا آپ جانتے ہیں مَیں کس کی بیٹی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: کس کی بیٹی ہو؟ اس نے کہا مَیں اس شخص کی بیٹی ہوں جو مصیبتوں کے وقت لوگوں کے کام آیا کرتا تھا۔ یعنی حاتم کی۔ وہ مسلمان نہ تھا لیکن چونکہ لوگوں سے اچھا سلوک کرتا تھا اس لئے اس کی وجہ سے اس کی بیٹی کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد کر دیا۔ اس کا بھائی گرفتاری کے خوف سے بھاگا پھرتا تھا۔ آپؐ نے اُسی وقت اُسے روپیہ اور سواری دے کر کہا کہ جا کر بھائی کو لے آؤ۔ وہ گئی اور اُسے لے آئی۔ اس پر اس سلوک کا ایسا اثر ہوا کہ وہ مسلمان ہو گیا۔

اس سے ظاہر ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عملی طور پر غیر مذاہب کے لوگوں کی خوبیوں کا اعتراف کیا اور اس وجہ سے اچھا سلوک کیا۔

دوسری مثال نصاریٰ نجران کا واقعہ پیش کرتا ہوں۔ نجران کے نصاریٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بحث کے لئے آئے۔ انہوں نے ایسے رنگ میں بحث کی کہ تاریخوں میں آتا ہے بے ادبی سے گفتگو کرتے رہے۔ جب گفتگو کرتے کرتے اٹھ کر اس لئے جانے لگے کہ ان کی نماز کا وقت آ گیا تھا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہیں نماز ادا کر لو۔ چنانچہ انہوں نے مسجد میں ہی اپنی صلیبیں نکالیں اور انہیں سامنے رکھ کر عبادت کر لی۔

(زرقانی مؤلفہ علامہ محمد عبدالباقی۔ جلد 4 صفحہ 41۔ مطبوعہ مصر 1327ھ)

غرض یہ عملی سلوک ہے غیر اقوام سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ کون کہہ سکتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی جانیں لینے کے لئے اور ان پر ظلم کرنے کے لئے آئے تھے۔ جو جانیں لینے کے لئے آیا کرتا ہے کیا وہ اپنی آنکھوں کے سامنے اپنی مسجد میں صلیبیں پوجنے کی اجازت دے سکتا ہے۔ اور مسجد بھی وہ جس کے متعلق آپ نے اٰخِرُ الْمَسَاجِدِ فرمایا اور جس میں نماز پڑھنے پر دیگر مساجد کی نسبت بہت زیادہ ثواب رکھا گیا ہے۔

(مسلم کتاب الحج باب فضل الصلوٰۃ بمسجدی مکۃ و مدینۃ)

باقی صفحہ 16 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

20رفروری کا دن جماعت احمدیہ میں پیشگوئی مصلح موعود کے حوالے سے جانا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے ایک بیٹے کی پیدائش کی خبر دی گئی تھی جو دین کا خادم ہوگا۔ عمر پائے گا اور بیشمار دوسری خصوصیات کا حامل ہوگا۔ پھر اپنوں اور غیروں نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جو یہ پیشگوئی تھی بڑی شان سے پوری ہوئی۔ اس پیشگوئی کے مصداق جیسا کہ وقت نے ثابت کیا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی تھے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے خطبات کے حوالہ سے پیشگوئی کے پورا ہونے سے متعلق مختلف پہلوؤں کے بارہ میں ایمان افروز تذکرہ

مکرم صوفی نذیر احمد صاحب ابن مکرم میاں محمد عبداللہ صاحب مرحوم کی وفات۔ مرحوم کا ذکرِ خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 19رفروری 2016ء بمطابق 19 تبلیغ 1395 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن۔ لندن۔

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

20رفروری کا دن جماعت احمدیہ میں پیشگوئی مصلح موعود کے حوالے سے جانا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے ایک بیٹے کی پیدائش کی خبر دی گئی تھی جو دین کا خادم ہوگا۔ عمر پائے گا اور بیشمار دوسری خصوصیات کا حامل ہوگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس پیشگوئی کی اہمیت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

’’یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشانِ آسمانی ہے جس کو خدائے کریم جلّ شانہٗ نے ہمارے نبی کریم رؤوف ورحیم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صداقت وعظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے اور درحقیقت یہ نشان ایک مردہ کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلیٰ واَولیٰ واکمل وافضل واَتم ہے کیونکہ مُردہ کے زندہ کرنے کی حقیقت یہی ہے کہ جناب الٰہی میں دعا کر کے ایک روح واپس منگوایا جاوے……جس کے ثبوت میں معترضین کو بہت سی کلام ہے۔……مگر اس جگہ بفضلہٖ تعالیٰ واحسانہٖ وبہ برکت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خداوند کریم نے اس عاجز کی دعا کو قبول کر کے ایسی بابرکت روح بھیجنے کا وعدہ فرمایا جس کی ظاہری وباطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی۔ سو اگرچہ بظاہر یہ نشان احیائے موتی کے برابر معلوم ہوتا ہے مگر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ یہ نشان مُردوں کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ بہتر ہے۔ مُردہ کی بھی روح ہی دعا سے واپس آتی ہے اور اس جگہ بھی دعا سے ایک روح ہی منگائی گئی ہے مگر اُن روحوں اور اِس روح میں لاکھوں کوسوں کا فرق ہے‘‘۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 115-114۔ اشتہار 22مارچ 1886ء)

پھر اپنوں اور غیروں نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جو یہ پیشگوئی تھی بڑی شان سے پوری ہوئی۔ اس پیشگوئی کے مصداق جیسا کہ وقت نے ثابت کیا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی تھے۔ جماعت کے علماء اور افراد جماعت تو یقین رکھتے تھے کہ یہ پیشگوئی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے بارے میں ہی ہے لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے خود کبھی اس بات کا اظہار یا اعلان نہیں کیا تھا کہ پیشگوئی میرے بارے میں ہے اور مَیں ہی مصلح موعود کا مصداق ہوں یہاں تک کہ آپ کی خلافت پر تقریباً تیس سال گزر گئے۔ آخر 1944ء میں آپ نے اس بات کا اعلان فرمایا کہ مَیں مصلح موعود ہوں۔

آج میں حضرت مصلح موعود کے اس بارے میں دو خطبات سے خلاصۃً آپ کے ہی الفاظ میں عموماً کچھ بیان کروں گا۔ حضرت مصلح موعود نے اپنے 28رجنوری 1944ء کے خطبہ میں فرمایا کہ آج مَیں ایک ایسی بات کہنا چاہتا ہوں جس کا بیان کرنا میری طبیعت کے لحاظ سے مجھ پر گراں گزرتا ہے لیکن چونکہ بعض نبوّتیں اور الٰہی تقدیریں اس بات کے بیان کرنے سے وابستہ ہیں اس لئے مَیں اس کے بیان کرنے سے باوجود اپنی طبیعت کے انقباض کے رک بھی نہیں سکتا۔ پھر آپ نے اپنی ایک لمبی رؤیا کا ذکر فرمایا ہے اور اس کی تعبیر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ’’وہ پیشگوئی جو مصلح موعود کے متعلق تھی خدا تعالیٰ نے میری ہی ذات کے لئے مقدر کی ہوئی تھی‘‘۔ اس سے پہلے کبھی آپ نے اس بارے میں واضح اظہار نہیں فرمایا تھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے کہا اور بار بار کہا کہ آپ کی ان پیشگوئیوں کے بارے میں کیا رائے ہے؟ مگر میری یہ حالت تھی کہ میں نے کبھی سنجیدگی سے ان پیشگوئیوں کو پڑھنے کی کوشش بھی نہیں کی تھی اس خیال سے کہ میرا نفس مجھے کوئی دھوکہ نہ دے اور میں اپنے متعلق کوئی ایسا خیال نہ کرلوں جو واقعہ کے خلاف ہو۔

پس دیکھیں جو اصل ہے وہ تو اتنی احتیاط کرتا ہے اور دوسرے جن کے دماغ الٹے ہوئے ہیں بغیر نشان کے ہی اس کے اظہار کرتے رہتے ہیں تو سوائے اس کے کہ ان کو پاگل کہا جائے اور کیا کہا جاسکتا ہے۔ بہرحال اس پیشگوئی کے بارے میں اپنی شرم اور جھجھک کا ایک جگہ آپ نے اس طرح ذکر فرمایا ہے کہ حضرت خلیفہ اول نے ایک دفعہ مجھے ایک خط دیا اور فرمایا کہ یہ خط جو تمہاری پیدائش کے متعلق ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے لکھا تھا۔ اس خط کو تشحیذ الاذہان میں چھاپ دو۔ یہ رسالہ تشحیذ الاذہان حضرت مصلح موعود نے ہی شروع کیا تھا اور آپ ہی اس کی اشاعت بھی کرتے تھے۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ مَیں نے حضرت خلیفہ اول کے احترام میں وہ خط لے لیا اور شائع بھی کر دیا۔ مگر مَیں نے اس وقت بھی اسے غور سے نہیں پڑھا۔ لوگوں نے اس وقت بھی خط شائع ہونے پر کئی قسم کی باتیں کیں مگر میں خاموش رہا۔ میں یہی کہتا تھا کہ ضروری نہیں کہ جس شخص کے بارے میں یہ باتیں ہیں انہیں اس کے سامنے بھی لایا جائے اور بتایا جائے یا ضروری نہیں کہ جس شخص کے بارے میں یہ پیشگوئیاں ہیں وہ ضرور بتائے بھی کہ میں ان پیشگوئیوں کا مصداق ہوں۔ مثال کے طور پر آپ فرماتے ہیں کہ ریل کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی تھی۔ آپ نے فرمایا تھا ایک زمانے میں ریل شروع ہو جائے گی اور ماننے والے مانتے ہیں کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی کیونکہ واقعات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ ضروری نہیں کہ ریل خود بھی دعویٰ کرے کہ مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کی مصداق ہوں۔ بہرحال آپ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے مختلف پیشگوئیاں میرے بارے میں میرے سامنے رکھیں اور اصرار کیا کہ میں ان کا اپنے آپ کو مصداق قرار دوں۔ مگر میں نے ہمیشہ یہی کہا کہ پیشگوئی اپنے مصداق کو آپ ظاہر کرتی ہے۔ اگر یہ پیشگوئیاں میرے متعلق ہیں تو زمانہ خود بخود دیکھ لے گا کہ مَیں ان کا مصداق ہوں اور اگر میرے متعلق نہیں تو زمانے کی گواہی میرے خلاف ہوگی۔ دونوں صورتوں میں مجھے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر میرے متعلق نہیں تو مَیں کیوں گناہگار بنوں۔ اور اگر میرے متعلق ہیں تو مجھے جلد بازی کی ضرورت نہیں ہے خدا تعالیٰ خود بخود حقیقت ظاہر کر دے گا۔ جیسے الہام میں کہا گیا تھا کہ ’’انہوں نے کہا آنے والا یہی ہے یا ہم دوسروں کی راہ تکیں‘‘۔ یہ الہام کے فقرے تھے۔ دنیا نے یہ سوال اتنی دفعہ کیا، اتنی دفعہ کیا کہ اس پر ایک لمبا عرصہ گزر گیا۔ اس لمبے عرصے کے متعلق بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات میں خبر موجود ہے۔ مثلاً حضرت یعقوب علیہ السلام کے متعلق حضرت یوسف کے بھائیوں نے حضرت یعقوب کو کہا تھا کہ تُو اسی طرح یوسف کی باتیں کرتا رہے گا یہاں تک کہ قریب المرگ ہو جائے گا یا ہلاک ہو جائے گا۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ یہی الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی ہوا۔ اسی طرح یہ الہام ہونا کہ یوسف کی خوشبو مجھے آرہی ہے۔ (آپ کو یہ الہام بھی ہوا۔ آپ نے اس کا ایک شعر میں بھی ذکر کیا ہوا ہے) یہ بتاتا تھا کہ خدا تعالیٰ کی مشیت کے ماتحت یہ چیز ایک لمبے عرصے کے بعد ظاہر ہوگی کیونکہ حضرت یوسف بھی اپنے باپ کو بڑے لمبے عرصے کے بعد ملے تھے یا وہ پیشگوئی پوری ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ مَیں تو اس یقین پر قائم ہوں کہ اگر موت تک بھی مجھ پر یہ ظاہر نہ کیا جاتا کہ یہ پیشگوئیاں میرے متعلق ہیں تب بھی واقعات خود

بخود بتا دیتے کہ یہ پیشگوئیاں میرے ہاتھ سے اور میرے زمانے میں پوری ہوئی ہیں اس لئے میں ہی ان کا مصداق ہوں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی مشیت کے تحت اس امر کو ظاہر کر دیا اور مجھے علم بھی دے دیا کہ مصلح موعود سے تعلق رکھنے والی پیشگوئیاں میرے بارے میں ہیں۔

آپ نے بعض پیشگوئیوں کا مختصر ذکر کیا ہے مثلاً ''وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا''۔ اس کے متعلق آپ یہ فرماتے ہیں کہ ہمیشہ یہ سوال کیا جاتا ہے کہ اس کا کیا مطلب ہے۔ اسی طرح ہے ''دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ''۔ اس کے متعلق سوال کیا جاتا ہے۔ ان دونوں باتوں کی آپ نے اس طرح وضاحت فرمائی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذہن ''تین کو چار کرنے والا'' کی پیشگوئی کے بارے میں اس طرف گیا ہے کہ وہ تین بیٹوں کو چار کرنے والا ہوگا۔ اگر یہ مطلب لیا جائے تو چوتھے بیٹے کے لحاظ سے بھی مطلب صاف ہے۔ مجھ سے پہلے مرزا سلطان احمد صاحب، مرزا فضل احمد صاحب اور مرزا بشیر احمد اوّل پیدا ہوئے اور چوتھا میں ہوا۔ اور میرے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تین بیٹے ہوئے اس لحاظ سے بھی مَیں تین کو چار کرنے والا ہوا۔ پھر میری خلافت کے ایام میں اللہ تعالیٰ نے مرزا سلطان احمد صاحب کو احمدیت میں داخل ہونے کی توفیق دی اس طرح بھی مَیں تین کو چار کرنے والا ہوا۔ اگر یہ اولاد کے لحاظ سے دیکھا جائے تو گویا تین کو چار کرنے والا مَیں تین طرح سے ہوا۔ لیکن فرماتے ہیں کہ میرا ذہن اللہ تعالیٰ نے اس طرف بھی منتقل کیا ہے کہ الہامی طور پر یہ نہیں کہا گیا کہ وہ تین بیٹوں کو چار کرنے والا ہوگا۔ الہام میں صرف یہ بتایا گیا تھا کہ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ پس میرے نزدیک یہ اس کی پیدائش کی تاریخ بتائی گئی ہے۔ یہ پیشگوئی ابتداءً 1886ء میں کی گئی تھی۔ مصلح موعود کی جو پیشگوئی ہے یہ ابتداءً 1886ء میں ہوئی تھی۔ اور آپ نے فرمایا کہ میری پیدائش 1889ء میں (eighteen eighty-nine) میں ہوئی۔ پس تین کو چار کرنے والی پیشگوئی میں یہ خبر دی گئی تھی کہ اس کی پیدائش چوتھے سال میں ہوگی اور ایسا ہی ہوا۔

اور یہ جو آتا ہے ''دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ''۔ اس کے اَور معنی بھی ہو سکتے ہیں مگر میرے نزدیک اس کی ایک واضح تشریح یہ ہے کہ دوشنبہ ہفتے کا تیسرا دن ہوتا ہے۔ دوسری طرف روحانی سلسلوں میں انبیاء اور ان کے خلفاء کا الگ الگ دور ہوتا ہے اور جس طرح نبی کا زمانہ اپنی ذات میں ایک مستقل حیثیت رکھتا ہے اسی طرح خلیفہ کا زمانہ اپنی ذات میں ایک مستقل حیثیت رکھتا ہے۔ اس لحاظ سے غور کر کے دیکھو۔ پہلا دور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تھا۔ دوسرا دور حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا۔ اور آپ فرماتے ہیں کہ تیسرا دَور میرا ہے۔ ادھر اللہ تعالیٰ کا ایک اور الہام بھی اس تشریح کی تصدیق کر رہا ہے۔ حضرت مسیح موعود کو الہام ہوا تھا اور وہ الہام یہ ہے کہ 'فضل عمر'۔ حضرت عمر بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تیسرے نمبر پر خلیفہ تھے۔ پس ''دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ'' سے یہ مراد نہیں کہ کوئی خاص دن خاص برکات کا موجب ہوگا بلکہ مراد یہ ہے کہ اس موعود کے زمانے کی مثال احمدیت کے دور میں ایسی ہی ہوگی جیسے دوشنبہ کی ہوتی ہے۔ یعنی اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خدمت دین کے لئے جو آدمی کھڑے کئے جائیں گے ان میں وہ تیسرے نمبر پر ہوگا۔ فضل عمر کے الہامی نام میں بھی اسی طرف اشارہ ہے۔ گویا کلام اللہ میں يُفَسِّرُ بَعْضُهٗ بَعْضًا کے مطابق فضل عمر کے لفظ نے ''دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ'' کی تفسیر کر دی۔ فرمایا کہ مگر الہام میں ایک اور خبر بھی ہے اور خدا تعالیٰ مبارک دوشنبہ ایک ایسے ذریعہ سے بھی لانے والا ہے جو (فرماتے ہیں کہ) میرے اختیار میں نہیں تھا اور کوئی انسان نہیں کہہ سکتا تھا کہ میں نے اپنے ارادے سے اور جان بوجھ کر اس کا اجراء کیا ہے۔ یعنی تحریک جدید کا اجراء جسے 1934ء میں ایسے حالات میں جاری کیا گیا جو آپ فرماتے ہیں کہ میرے اختیار میں نہیں تھے۔ گورنمنٹ کے ایک فعل نے جس میں جماعت کے خلاف بعض سخت اقدامات کرنے کے منصوبے تھے اور احرار کی فتنہ انگیزی کی وجہ سے آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس تحریک کا میرے دل میں القاء فرمایا تھا اور اس تحریک کے پہلے دَور کے لئے میں نے دس سال مقرر کئے۔ ہر انسان جب قربانی کرتا ہے تو قربانی کے بعد اس پر ایک عید کا دن آتا ہے۔ چنانچہ دیکھ لو رمضان کے روزوں کے بعد عید کا دن ہوتا ہے۔ اسی طرح جب ہماری دس سالہ تحریک جدید ختم ہوگی (اس وقت تک ابھی ختم نہیں ہوئی تھی) تو اس سے اگلا سال (آپ فرماتے ہیں) ہمارے لئے عید کا سال ہوگا۔ اور یہ سال 1944ء میں ختم ہوئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ تحریک جدید کے حوالے سے جو پہلے دس سال کی تاریخ تھی اُسے اگر اس لحاظ سے دیکھا جائے تو عجیب بات ہے کہ 1945ء کا سال گیارھواں سال ہے اور وہ عید کا سال ہے اور یہ سال پیر کے روز سے شروع ہو رہا ہے اور پیر کا دن دوشنبہ کہلاتا ہے۔

(ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 25 صفحہ 49 تا 63 خطبہ بیان فرمودہ 28 جنوری 1944ء)

پس اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں یہ خبر بھی دی تھی کہ ایک زمانے میں اسلام کی نہایت کمزور حالت میں اس کی اشاعت کے لئے ایک اہم تبلیغی ادارے کی بنیاد رکھی جائے گی اور جب اس کا پہلا دور کامیابی سے مکمل ہوگا تو یہ جماعت کے لئے مبارک وقت ہوگا اور حالات نے اب دیکھیں ثابت بھی کر دیا کہ تحریک جدید کے ذریعہ سے دنیا کے ہر کونے میں اسلام اور احمدیت کی تبلیغ پہنچ رہی ہے۔ اور آج ہم دیکھتے ہیں کہ تحریک جدید کی تحریک بھی اپنی کئی دہائیاں مکمل کر کے دنیا کے ہر ملک میں جہاں بھی احمدیت کا پودا لگ چکا ہے وہاں قائم ہے۔

پھر اس لمبی رؤیا جس کے بارے میں مَیں نے بتایا کہ اس کے بعد حضرت مصلح موعود نے مصلح موعود ہونے کا اعلان کیا تھا اس کے بارے میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس رؤیا میں میری زبان پر یہ فقرہ جاری ہوا تھا کہ اَنَا الْمَسِیْحُ الْمَوْعُوْدُ مَثِیْلُہٗ وَ خَلِیْفَتُہٗ۔ ان الفاظ کا میری زبان پر جاری ہونا عجوبہ تھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ جاگتے ہوئے تو ہونا ہی تھا کہ میرے بارے میں یہ عجیب قسم کے الفاظ ہیں لیکن خواب میں بھی مجھے یہ احساس ہوا کہ یہ عجیب الفاظ میری زبان پر جاری ہوئے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ بعد میں بعض لوگوں نے جب یہ رؤیا سنی تو کہا کہ مسیحی نفس ہونے کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشتہار 20؍فروری 1886ء میں ہے۔ فرمایا کہ دوسرے دن حضرت مولوی سرور شاہ صاحب نے کہا کہ اشتہار میں یہ الفاظ ہیں کہ ''وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا''۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے بھی رؤیا میں دیکھا تھا کہ میں نے بت تڑوائے ہیں۔ بہت سارے بت ہیں جو میں نے تڑوا دیئے۔ اس میں بھی یہی اشارہ ہے کہ ''وہ روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا''۔ روح الحق توحید کی روح کو کہتے ہیں اور آپ نے تبلیغ اسلام کی دنیا میں بنیاد ڈال کر دنیا کے دلوں کو شرک سے پاک کیا۔ فرمایا کہ تیسرے میں نے رؤیا میں دیکھا تھا کہ میں بھاگ رہا ہوں۔ یہی نہیں کہ میں تیزی سے چلتا ہوں بلکہ دوڑتا ہوں اور زمین میرے قدموں تلے سمٹتی چلی جاتی ہے۔

پسرِ موعود کی پیشگوئی میں یہ بات ہے کہ ''وہ جلد جلد بڑھے گا''۔ اس طرح رؤیا میں دیکھا کہ میں بعض غیر ملکوں کی طرف گیا ہوں اور پھر میں نے وہاں جا کے اپنے کام کو ختم نہیں کر دیا بلکہ میں اَور آگے جانے کا ارادہ کر رہا ہوں۔ میں نے رؤیا میں کہا کہ اے عبدالشکور اب میں آگے جاؤں گا اور جب سفر سے واپس آؤں گا تو دیکھوں گا کہ تو نے توحید کو قائم کر دیا ہے، شرک کو مٹا دیا ہے اور اسلام اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کو دلوں میں راسخ کر دیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر جو اللہ تعالیٰ نے کلام نازل فرمایا اس میں اسی طرف اشارہ پایا جاتا ہے کہ وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ یعنی تبلیغ کے کاموں کو آگے بڑھانے والا ہوگا اور ہم دیکھتے ہیں کہ یہ پیشگوئی بھی یقیناً حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں بڑی شان سے پوری ہوئی ہے۔ اسی طرح آپ کی اس طویل رؤیا میں پیشگوئی مصلح موعود سے ملتی جلتی بہت سی باتیں ہیں جو مختلف پیرائے میں آپ کو رؤیا میں دکھائی گئیں۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 25 صفحہ 71)

بہرحال اب میں رؤیا کے حوالے سے بیان کرنے کے بجائے حضرت مصلح موعود نے واقعات کے حوالے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیشگوئی کا جو تطابق بیان کیا ہے کہ آپ کے زمانے سے اور اب اس پیشگوئی کو پورا کرنے والے جو واقعات ہوئے وہ کس طرح اس سے مطابقت رکھتے ہیں ان کا مختصراً ذکر کروں گا۔

آپ فرماتے ہیں کہ لوگ کہتے تھے یہ بچہ ہے۔ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے خلافت کے مقام پر مجھے کھڑا کیا۔ اس کی طرف بھی پیشگوئی میں اشارہ کیا گیا تھا کہ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ پھر آپ نے ایک واقعہ بیان کیا کہ ایک دفعہ میں حضرت امّاں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کمرے میں نماز کے انتظار میں ٹہل رہا تھا اور یہ کمرہ مسجد کے ساتھ تھا تو مجھے مسجد سے اونچی اونچی آوازیں بھی آئیں جن میں سے ایک شیخ رحمت اللہ صاحب کی آواز میں نے پہچان لی جو یہ کہہ رہے تھے کہ ایک بچے کو آگے کر کے جماعت کو تباہ کیا جا رہا ہے۔ ایک بچے کے لئے یہ فساد برپا کیا جا رہا ہے۔ تو آپ فرماتے ہیں کہ مجھے حیرت ہوئی کہ وہ بچہ کون ہے۔ آخر مسجد میں جا کر میں نے ایک دوست سے پوچھا کہ وہ بچہ کون ہے؟ تو وہ دوست ہنس کر کہنے لگے کہ وہ بچے تم ہی ہو۔ فرماتے ہیں کہ مخالفین کا یہ قول حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام کی تصدیق کر رہا تھا کہ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ آپ فرماتے ہیں خدا نے مجھے اتنی جلدی بڑھایا کہ دشمن حیران رہ گیا کیونکہ چند ماہ قبل مجھے بچہ کہنے والے چند ماہ کے بعد ہی مجھے ایک شاطر تجربہ کار کہہ کر میری برائی کر رہے تھے۔ بالکل الٹ گئے وہ۔ گویا بچپن میں ہی اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھوں سے سلسلہ میں رخنہ ڈالنے والوں کو شکست دلوا دی۔ فرماتے ہیں کہ باوجود اس کے کہ لوگ مجھے بچہ سمجھتے تھے اور باوجود اس کے کہ میں واقعہ میں بچہ ہی تھا اللہ تعالیٰ نے پچیس سال کی عمر میں ایک حکومت پر قائم کر دیا اور حکومت بھی ایسی جو روحانی حکومت تھی۔ جسمانی حکومت میں تو بادشاہ کے پاس تلوار ہوتی ہے، طاقت ہوتی ہے، جتھہ ہوتا ہے، فوجیں ہوتی ہیں، جرنیل ہوتے ہیں، جیل خانے ہوتے ہیں، خزانے ہوتے ہیں وہ جس کو چاہتا ہے پکڑ کر سزا بھی دیتا ہے لیکن روحانی حکومت میں جس کا جی چاہتا ہے مانتا ہے اور جس کا جی چاہتا ہے انکار کرتا ہے اور طاقت کا کوئی سوال ہی نہیں ہوتا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حکومت روحانی پر ایسی حالت میں کھڑا کیا جب خزانے میں صرف چند آنے تھے، چند پیسے خزانے میں رہ گئے تھے اور خزانے پر ہزارہا روپیہ کا قرض تھا اور پھر خدا تعالیٰ نے یہ کام ایسی حالت میں سپرد کیا جب جماعت کے ذمہ دار افراد تقریباً سب کے سب مخالف تھے اور یہاں تک مخالف تھے کہ ان میں سے ایک نے مدرسہ ہائی سکول کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ ہم تو جاتے ہیں لیکن عنقریب تم دیکھو گے کہ ان عمارتوں پر عیسائیوں کا قبضہ ہوگا۔ پس ایک پچیس برس کا لڑکا جس کے لئے تمام ظاہری اسباب مخالفت

میں کھڑے تھے، نہ خزانہ، نہ تجربہ کار کام کرنے والے اور میدان دشمن کے قبضے میں تھا اور وہ خوشیاں منا رہا تھا کہ عنقریب یہاں عیسائیوں کا قبضہ ہو جائے گا اور وہ لوگ یہ کہتے تھے کہ جس کو حکومت دی گئی ہے اس کے دن تنزل اور ادبار میں بدل جائیں گے۔ وہ ذلت و رسوائی دیکھے گا۔ ایک انسان غور کر سکتا ہے کہ ایسے حالات میں قوم کا کیا حال ہو سکتا ہے۔ مگر وہ دن گیا اور آج کا دن آیا۔ دیکھنے والے دیکھ رہے ہیں کہ جماعت کی جو تعداد اس وقت تھی جب وہ میرے سپرد کی گئی آج خدا تعالیٰ کے فضل سے اس سے سینکڑوں گنا زیادہ ہے۔ جن ممالک میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام پہنچ چکا تھا آج اس سے بیسیوں گنا زیادہ ممالک میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام پہنچ چکا ہے۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ جس خزانے میں صرف اٹھارہ آنے تھے آج لاکھوں روپے اس خزانے میں موجود ہیں۔ فرماتے ہیں کہ آج میں اگر مر بھی جاؤں تب بھی خزانے میں لاکھوں روپے چھوڑ کر جاؤں گا۔ اس سلسلہ کی تائید میں اس سے بہت زیادہ کتابیں چھوڑ کر جاؤں گا جو مجھے ملیں یعنی لٹریچر میں اور مَیں سلسلہ کی خدمت کے لئے اس سے بہت زیادہ علوم چھوڑ کر جاؤں گا جو مجھے اس وقت ملے تھے جب خدا نے مجھے خلافت کے مقام پر کھڑا کیا تھا۔ پس وہ خدا جس نے کہا تھا کہ وہ جلد جلد بڑھے گا اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہو گا اس کی وہ پیشگوئی ایسے عظیم الشان رنگ میں پوری ہوئی ہے کہ دشمن سے دشمن بھی اس کا انکار نہیں کر سکتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس پیشگوئی کو تو اتنا اہم قرار دیا ہے جیسا کہ میں نے شروع میں بھی اقتباس پیش کیا تھا کہ یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ عظیم الشان نشان ہے۔ اس لڑکے کی پیدائش پیشگوئی کے مطابق نو برس میں ہونی تھی۔ یہ بھی اس پیشگوئی میں الفاظ تھے جو اصل پیشگوئی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ’’نو برس کے عرصے تک تو خود اپنے زندہ رہنے کا ہی حال معلوم نہیں اور نہ ہی یہ معلوم کہ اس عرصہ تک کسی قسم کی اولاد خواہ مخواہ ہوگی چہ جائیکہ لڑکا پیدا ہونے پر کسی اٹکل سے قطع اور یقین کیا جائے۔‘‘ پھر صرف لڑکا ہی پیدا نہیں ہونا تھا بلکہ یہ بھی پیشگوئی تھی کہ وہ لڑکا اسلام کی شان و شوکت کا موجب ہو گا۔ وہ کیا زمانہ تھا جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر دشمن چاروں طرف سے حملے کر رہے تھے محض اس بناء پر کہ آپ نے الہام کا دعویٰ کیا تھا۔ آپ نے فرمایا تھا کہ مجھے الہام ہوتا ہے۔ مجددیت کا دعویٰ نہیں تھا۔ ماموریت کا دعویٰ بھی نہیں تھا۔ اس وقت ایک لڑکے کی پیشگوئی ان اعلیٰ صفات کے ساتھ آپ نے بیان فرمائی۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ جب کسی کے نائب کی شہرت کا کہا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کے آقا و مطاع کی شہرت ہوگی۔ پس جب خدا تعالیٰ نے پیشگوئی میں یہ کہا کہ وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا تو اس کے یہ معنی تھے کہ اس کے ذریعہ سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام بھی دنیا کے کناروں تک پہنچے گا۔ اب دیکھ لو پیشگوئی کتنی واضح ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں افغانستان صرف ایسا ملک تھا جہاں کسی اہمیت کے ساتھ یا کچھ حد تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام پہنچا تھا کیونکہ دو شہداء بھی تھے۔ دوسرے ممالک میں صرف اُڑتی ہوئی خبریں تھیں وہ یا مخالفین کی پھیلائی ہوئی تھیں یا کسی کے ہاتھ کوئی کتاب پہنچی تو اس نے آگے کسی کو دکھا دی۔ باقاعدہ جماعت کسی ملک میں قائم نہیں تھی۔ خواجہ کمال الدین صاحب انگلستان گئے تھے (یہاں آئے تھے) مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت کا نام لینا، کہتے تھے یہ تو زہر کے برابر ہو گا اس لئے جماعت کا نام نہیں لینا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام نہیں لینا۔ پس اگر انگلستان میں نام پھیلا تو خواجہ صاحب کا نام پھیلا۔ جماعت کا نہیں، نہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اور جب حضرت مصلح موعود کو اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنایا تو خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ فرماتے ہیں کہ سماٹرا میں، جاوا میں، سٹریٹس سٹلمنٹ میں، چین میں احمدیت پھیلی۔ ماریشس میں، افریقہ کے دوسرے ممالک میں احمدیت پھیلی۔ مصر میں، فلسطین میں، ایران میں، دوسرے عرب ممالک میں اور یورپ کے کئی ممالک میں احمدیت پھیلی۔ بعض جگہ حضرت مصلح موعود کے وقت بھی جماعت کی تعداد ہزاروں تک پہنچ گئی اور افریقہ کے ممالک میں لاکھوں میں بھی تھی۔

پھر اس پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک یہ خبر بھی دی گئی تھی کہ ’’وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا‘‘۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں دعوے کرنے کا عادی نہیں لیکن اس کے باوجود اس حقیقت کو چھپا نہیں سکتا کہ اسلام کے وہ مہتم بالشان مسائل جن پر روشنی ڈالنا اس زمانے کے لحاظ سے نہایت ضروری تھا خدا تعالیٰ نے ان کے متعلق میری زبان اور میری قلم سے ایسے مضامین نکلوائے ہیں کہ مَیں دعویٰ کر کے کہہ سکتا ہوں کہ ان تحریروں کو اگر ایک طرف کر دیا جائے تو اسلام کی تبلیغ دنیا میں نہیں کی جا سکتی۔ قرآن کریم میں بہت سے ایسے امور ہیں جن کو اس زمانے کے لحاظ سے لوگ سمجھ نہیں سکتے تھے جب تک کہ دوسری آیات سے ان کی تشریح نہ کر دی جاتی اور یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے میرے ذریعہ سے ان مشکلات کو حل کیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ اسلام اس وقت ایک ایسے دور سے گزر رہا ہے جو ضعف اور کمزوری کا دور ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ پھر اللہ تعالیٰ نے اسلام کی حفاظت کی بنیاد رکھی۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں اسلام پر وہ تمدنی حملہ نہیں ہوا تھا جو آج کیا جا رہا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ آپ کی پیشگوئی کے مطابق اس زمانے میں ایک ایسے شخص کو اپنے کلام سے سرفراز فرمائے جو روح الحق کی برکت اپنے اندر رکھتا ہو یا اپنے ساتھ رکھتا ہو جو علوم ظاہری اور باطنی سے پُر ہو۔ جو دشمن کے ان تمدنی حملوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تشریح اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ تشریح اور قرآن کریم کے منشاء کے مطابق دُور کرے اور اسلام کی حفاظت کا کام سرانجام دے۔ سو خدا تعالیٰ نے اپنا کام کر دیا اور میری تحریروں پر اپنی مہر تصدیق کر دی۔ آپ نے فرمایا کہ جب تک خدا تعالیٰ نے مجھے نہیں کہا میں چُپ رہا اور جب خدا تعالیٰ نے بتا دیا اور نہ صرف بتا دیا بلکہ ارشاد فرمایا کہ لوگوں کو بھی بتا دوں تو میں بتا رہا ہوں کہ یہ پیشگوئی ہر لحاظ سے مجھ پر پوری ہوتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ نہ صرف خدا تعالیٰ نے مجھے ارشاد کیا کہ بتا دوں بلکہ اپنے فضل سے ایسے حالات پیدا فرمائے جو اس پیشگوئی کی صداقت کے لئے بطور دلیل کے ہیں۔

جس طرح آسمان پر چاند چمکتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ارد گرد ستارے پیدا کر دیتا ہے اسی طرح ان دنوں میں بہت سے لوگوں کو ایسی خوابیں آئی ہیں جن میں اس خواب کا مضمون دہرایا گیا ہے جو میں نے دیکھی تھی۔ چنانچہ میری رؤیا کے بعد ایک دوست ڈاکٹر محمد لطیف صاحب نے مجھے بتایا کہ انہوں نے رؤیا میں دیکھا ہے کہ ایک فرشتہ میرا نام لے کر کہہ رہا ہے کہ انبیاء و رسل کے ساتھ اس کا نام لیا جائے گا۔ انبیاء و رسل کے ساتھ نام لئے جانے کے وہی معنی ہیں جس کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی میں بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ وہ مثیل مسیح ہو گا۔ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو نبی اور رسول ہیں ان کے ساتھ میرا بھی نام لیا جائے گا۔ اسی طرح ایک اور دوست نے لکھا کہ رؤیا میں میں نے دیکھا کہ مینار پر کھڑے ہو کر آپ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ کا اعلان کر رہے ہیں۔ ’’اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ‘‘ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ابتدائی الہاموں میں سے الہام ہے۔ اور مینار پر اس الہام کے اعلان کرنے کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ تبلیغ احمدیت کو میرے ذریعہ سے اور بھی مضبوط کر دے گا۔ چنانچہ جیسے ابھی پہلے بیان بھی ہوا ہے کہ کس طرح مختلف ممالک میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں تبلیغ کا کام وسیع پیمانے پر شروع ہوا اور وہی بنیادیں ہیں جن پر آج بھی آگے کام چلتا چلا جا رہا ہے۔

پھر آپ نے اپنے بعض رؤیا اور الہامات کا اپنی تائید میں ذکر فرمایا۔ آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی وحی سے نوازا اور اس بات کی بھی کہ اس نے اس کام کے لئے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی میں ہے مجھے تیار کیا ہے (شہادت) یہ ہے کہ مجھے ایک رؤیا ہوا جو غالباً زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا ابتدائے خلافت حضرت خلیفہ اول میں مَیں نے دیکھا تھا۔ (یہ رؤیا میں نے اسی وقت میجر سید حبیب اللہ شاہ صاحب حال سپرنٹنڈنٹ سینٹرل جیل لاہور کو اور دوسرے احباب کو سنا دی تھی۔ فرماتے ہیں ابھی چند دن ہوئے انہوں نے خود بخود مجھ سے اس رؤیا کا ذکر کیا کہ) میں نے دیکھا تھا کہ میں مدرسہ احمدیہ میں ہوں اور اسی جگہ مولوی محمد علی صاحب بھی کھڑے ہیں۔ اتنے میں شیخ رحمت اللہ صاحب آ گئے اور ہم دونوں کو دیکھ کر کہنے لگے کہ آؤ مقابلہ کریں۔ آپ کا قد لمبا ہے یا مولوی محمد علی صاحب کا۔ میں اس مقابلے سے کچھ ہچکچاہٹ محسوس کرتا ہوں مگر وہ زبردستی مجھے کھینچ کر اس جگہ پر لے گئے جہاں مولوی محمد علی صاحب کھڑے ہیں۔ یوں تو مولوی محمد علی صاحب قد میں مجھ سے چھوٹے نہیں بلکہ غالباً کچھ لمبے ہی ہیں۔ لیکن جب شیخ صاحب نے مجھے ان کے پاس پاس کھڑا کیا تو وہ بے اختیار کہہ اٹھے (یعنی شیخ صاحب کہہ اٹھے) کہ مَیں تو سمجھتا تھا کہ مولوی صاحب اونچے ہیں لیکن اونچے تو آپ نکلے۔ چنانچہ رؤیا میں مَیں دیکھتا ہوں کہ بمشکل میرے سینے تک ان کا سر پہنچتا ہے۔ پھر شیخ رحمت اللہ صاحب ایک میز لائے اور اس پر ان کو کھڑا کر دیا مگر تب بھی وہ مجھ سے چھوٹے ہی رہے۔ اس کے بعد انہوں نے اس میز پر ایک سٹول رکھا اور اس پر مولوی صاحب کو کھڑا کیا مگر پھر بھی مولوی صاحب مجھ سے چھوٹے ہی رہے۔ اس کے بعد انہوں نے مولوی صاحب کو اٹھا کر میرے سر کے برابر کرنا چاہا لیکن وہ پھر بھی نیچے ہی رہے بلکہ مزید برآں ان کی ٹانگیں اس طرح ہوا میں لٹک گئیں گویا کہ وہ میرے مقابل پر بالکل ایک بچے کی حیثیت رکھتے ہیں اور بمشکل میری کہنیوں تک پاؤں آئے۔ اب دیکھو اس میں کس طرح اس تمام مقابلہ اور پھر اس کے انجام کی بھی خبر دی گئی ہے جو مولوی محمد علی صاحب سے ہونے والا تھا۔ حالانکہ اگر ابتدائے خلافت اولیٰ کے وقت کی رؤیا ہے تو اس وقت جماعت میں خواجہ کمال الدین صاحب سر اٹھا رہے تھے، نہ کہ مولوی محمد علی صاحب۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس میں عجیب طریق پر بعد میں پیدا ہونے والے جھگڑوں کا نقشہ کھینچ کر رکھ دیا۔ چنانچہ دیکھ لو مولوی محمد علی صاحب میرے مقابلے میں اتنے نیچے ہوئے، اتنے نیچے ہوئے کہ اب ان کا سارا زور ہی اس بات کو ثابت کرنے پر صرف ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے حضور وہی لوگ معزز ہوتے ہیں جو چھوٹے ہوں۔ پہلے کہا کرتے تھے کہ ہم پچانوے فیصدی ہیں اور یہ چار پانچ فیصدی ہیں اور جماعت کی اکثریت کبھی ضلالت پر نہیں ہو سکتی۔ (یہ پہلے مولوی صاحب کہا کرتے تھے) مگر اب کہتے ہیں کہ بیشک قادیان کی جماعت زیادہ ہے اور ہم تھوڑے ہیں لیکن ان کا زیادہ ہونا ہی ان کے جھوٹے ہونے کا ثبوت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے حقیقی بندے تو تھوڑے ہوا کرتے ہیں۔ یہ بالکل وہی نقشہ ہے جو اس رؤیا میں بتایا گیا تھا۔ وہ اتنے چھوٹے ہوئے، اتنے چھوٹے ہوئے کہ اب انہیں اپنا چھوٹا ہونا ہی اپنی صداقت کی دلیل نظر آتا ہے۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 25 صفحہ 92-93)

پھر ایک اور رؤیا بلکہ الہام کا ذکر ہے۔ فرمایا کہ جس وقت جماعت میں اختلاف پیدا ہوا اللہ تعالیٰ نے مجھے الہاماً بتایا کہ لَنُمَزِّقَنَّهُمْ کہ ہم ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے۔ اس وقت یہ لوگ اپنے آپ کو

پچانوے فیصدی کہا کرتے تھے مگر اب ان کی کیا حالت ہے۔ خدا نے ان کو اس پیشگوئی کے مطابق حقیقت میں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔ چنانچہ خواجہ کمال الدین صاحب نے اپنی وفات سے پہلے لکھا کہ مرزا محمود نے ہمارے متعلق جو الہام شائع کیا تھا وہ بالکل پورا ہو گیا ہے اور ہم واقعہ میں ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو جیسا کہ الہام میں خبر دی گئی تھی میرے مقابلہ میں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

میں اس کلام الٰہی کی مثالیں جو مجھ پر خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے نازل فرمایا (آپ فرماتے ہیں کہ) اس وقت اسی قدر بیان کرتا ہوں۔ بعض اَور بھی بیان کی ہیں۔ یہاں تو میں نے دو بیان کی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ میرا ارادہ ہے کہ تحدیث نعمت کے طور پر ایک مختصر رسالہ میں کسی قدر تفصیل کے طور پر اپنے بعض الہاموں اور کشوف اور رؤیا کا ذکر کر دوں۔ (ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 25 صفحہ 93) اب تو یہ کتاب کی صورت میں چھپی ہوئی ہے۔ کافی ضخیم کتاب ہے۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے متعدد مرتبہ مجھ پر اپنے غیب کو ظاہر کر کے اس پیشگوئی کو سچا کر دیا ہے کہ مصلح موعود خدا تعالیٰ کی روح حق سے مشرف ہو گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے نشانات ہیں جو اس نے مجھ پر ظاہر فرمائے۔ لوگ کہتے ہیں کہ اس میں کیا حکمت تھی کہ دوست تو پہلے ہی مجھے ان پیشگوئیوں کا مصداق قرار دیتے رہے اور میں نے اب ان پیشگوئیوں کا مصداق ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ (اس میں کیا حکمت ہے؟) میں کہتا ہوں اس میں حکمت وہی ہے جو قرآن کریم کہتا ہے کہ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ کہ اللہ تعالیٰ جب نبی کی بعثت کے بعد موعود کھڑا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ یہ پسند نہیں کرتا کہ اس کی قائم کردہ جماعت کفر کا شکار ہو جائے اور ان کا ایمان ضائع ہو جائے۔ اس لئے وہ ایسے حالات پیدا کر دیتا ہے کہ اکثریت اسے موعود ماننے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ پس لوگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کو مجھ پر پورا ہوتے دیکھا تو ایمان اور یقین میں کامل ہوئے، مزید بڑھے، ان کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان بھی مزید بڑھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ میری طرف سے بعد میں اعلان ہونے اور جماعت کی طرف سے پہلے مجھے اس پیشگوئی کا مصداق قرار دینے میں اللہ تعالیٰ کی حکمت یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کو دوسری دفعہ کفر و اسلام کے امتحان میں ڈال کر ان کے ایمان کو ضائع کرنے کے لئے تیار نہ تھا اور نہیں چاہتا تھا کہ دو موتیں اپنی جماعت پر وارد کرے۔ پہلی موت تو وہ تھی جب انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نہ مانا۔ مسیح موعود کو جھٹلایا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی کسی نیکی کی وجہ سے رحم کر کے انہیں زندہ کر دیا۔ اور انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں شامل فرما دیا۔ انہوں نے رشتہ داروں کو چھوڑا۔ تکالیف برداشت کیں لیکن اپنے ایمان کو سلامت رکھا۔ اس کے بعد یہ خیال کرنا کہ اس ابتلاء میں سے گزرنے والے لوگوں کی زندگی میں خدا تعالیٰ ایک ایسا موعود بھیج دے گا جس کی صداقت کے نشان اس کے دعوے کے ایک لمبے عرصے کے بعد ظاہر ہوں گے اس کا مطلب یہ ہے کہ مومن کو پھر کفر کے گڑھے میں دھکیل دیا جائے اور صحابہ کو پھر کافر و منکر بنا دیا جائے۔ جماعت ابتلاء میں پڑ جائے۔ یہ خدا تعالیٰ کی سنت کے خلاف ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے مصلح موعود کے متعلق جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تیار کردہ جماعت تھی کی زندگی میں آنے والا تھا (یعنی جس نے صحابہ کے وقت میں آنا تھا) یہ تدبیر اختیار کی کہ پہلے اسے جماعت کا خلیفہ بنا کر ان سے عہد اطاعت لے لیا اور ان پیشگوئیوں کو پورا کرنے کے سامان پیدا کر دیئے جو اس کے متعلق بتائی گئی تھیں اور جب حقیقت جماعت پر روز روشن کی طرح کھل گئی تو پھر اسے بھی یعنی خلیفۃ المسیح کو بھی یا مصلح موعود ہونے والے کو بھی اس حقیقت سے بذریعہ آسمانی اخبار کے علم دے دیا تا آسمان اور زمین دونوں کی گواہی جمع ہو جائے اور مومنوں کی جماعت کفر و انکار کے داغ سے بھی محفوظ کر دی جائے۔

(ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 25 صفحہ 69 تا 95 خطبہ بیان فرمودہ 4 فروری 1944ء)

اللہ تعالیٰ اس زمانے میں بھی سب کے ایمان کو سلامت رکھے۔ ہر احمدی کے ایمان کو سلامت رکھے اور کفر و انکار کے داغ سے ہمیشہ محفوظ رکھے۔ احباب جماعت کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم و معرفت کے کلام سے بھی زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنا چاہئے جو اردو میں بھی ہے اور باقی زبانوں میں بھی کچھ لٹریچر ہے، اس کو پڑھنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ اس کی سب کو توفیق دے۔

ابھی نمازوں کے بعد میں ایک جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا جو مکرم صوفی نذیر احمد صاحب ابن مکرم میاں محمد عبداللہ صاحب مرحوم کا ہے۔ آپ 7 فروری کو جرمنی میں تقریباً 93 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ پارٹیشن سے قبل یہ فوج میں ملازمت کرتے تھے اور پارٹیشن کے بعد پھر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم پر قائم ہونے والی فرقان فورس میں بھی شامل ہو کر بطور انسٹرکٹر اپنے فرائض بجالاتے رہے۔ اس کے بعد پھر کراچی میں کچھ عرصہ ملازمت کی۔ پھر آپ نے محمد آباد اسٹیٹ سندھ میں رہائش اختیار کر لی اور وہاں اپنا ذاتی کاروبار شروع کر دیا۔ لمبا عرصہ وہاں سیکرٹری مال کے طور پر خدمت کی بھی توفیق پائی۔

اس کے بعد پھر یہ کچھ عرصہ کے لئے ربوہ منتقل ہو گئے۔ کاروبار میں ان کے بھائی بھی شاید ان کے ساتھ ہی تھے۔ جب یہ ربوہ آ گئے تو بھائی کو بعض کاروباری مشکلات پیش آئیں۔ انہوں نے ان کو کہا کہ آپ سندھ آ جائیں لیکن انہوں نے جواب دیا کہ اب میں ربوہ میں رہوں گا۔ یہیں آ گیا ہوں۔ اس پر ان کے بھائی نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خدمت میں لکھا کہ میرے بھائی کو واپس سندھ آنے کی تلقین فرمائیں۔ چنانچہ حضور، خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بلا کر سندھ جانے کی تلقین کی۔ ربوہ میں محلّہ کے صدر جماعت بھی اس وقت وہاں موجود تھے۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضور یہ ہمارے بہت مخلص کارکن ہیں۔ تو اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے فرمایا کہ سندھ میں بھی ہمیں مخلص کارکنان کی ضرورت ہے۔ اس طرح پھر صوفی صاحب واپس سندھ چلے گئے اور خود ان کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ صرف خلیفۃ المسیح کے ارشاد پر لبیک کہتے ہوئے انہوں نے اپنا ربوہ کا کاروبار بند کیا۔ فیملی کو بھی وہیں چھوڑا اور سندھ چلے گئے۔ ایک لمبا عرصہ سندھ گزارنے کے بعد آپ دوبارہ ربوہ آئے۔ صدر انجمن احمدیہ کے مختلف شعبہ جات میں اعزازی طور پر کام کرتے رہے۔ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری ربوہ میں بھی لمبا عرصہ خدمت بجالاتے رہے۔ 1986ء میں جرمنی منتقل ہو گئے اور وفات تک پھر وہیں جرمنی میں رہے۔ جرمنی میں آپ ہائیڈل برگ کی جماعت کے صدر کے طور پر کام کرتے رہے۔ مجلس انصار اللہ کے زیر انتظام جرمنی کے چار ریجنز میں سے ایک ریجن کے ناظم علاقہ کے طور پر خدمت بجالاتے رہے۔ بحیثیت ناظم علاقہ خلافت رابعہ میں آپ کو اول انعام بھی ملا۔ آپ کے پسماندگان میں دو بیٹیاں اور چار بیٹے ہیں۔ دو بیٹے جلال شمس صاحب اور منیر احمد جاوید صاحب واقف زندگی ہیں۔ ایک داماد حنیف محمود صاحب بھی ربوہ میں مربی سلسلہ ہیں۔ نائب ناظر اصلاح وارشاد ہیں، واقف زندگی ہیں۔

آپ کے بیٹے ڈاکٹر جلال شمس صاحب جو یہاں ٹرکش ڈیسک کے انچارج ہیں، لکھتے ہیں کہ ہمیشہ یہ کوشش ہوتی تھی کہ خلیفہ وقت اگر موجود ہیں یا جب وہ یہاں آئے ہوئے ہیں تو خلیفہ وقت کے پیچھے نماز ادا کریں۔ نہایت عبادت گزار تھے اور انداز دعا بھی بڑا خوبصورت تھا۔ دعا کے وقت اس قدر درد ہوتا تھا اور اتنی آہ و زاری ہوتی تھی کہ یوں لگتا تھا کہ بس ابل ابل کے جذبات باہر آ رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور گریہ وزاری ہو رہی ہے۔ کہتے ہیں کہ ان کے بھائی منیر جاوید صاحب چھ ماہ کے تھے تو ایک دفعہ ان کو نمونیہ ہو گیا۔ بیمار ہو گئے۔ بچنا مشکل تھا تو ہمارے ڈاکٹر نے جواب دے دیا تھا۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے میری والدہ نے بھی اور والد نے بھی اس وقت بڑی گڑگڑا کر دعائیں کیں کہ اللہ تعالیٰ اس بچے کو وقف کروں گا تو اللہ تعالیٰ نے دعائیں سنیں لیکن ایک وقت میں ایسی حالت آ گئی تھی کہ ان کی والدہ نے کہا کہ بچے کی حالت مجھے تو نزع کی لگ رہی ہے۔ آپ کہاں جا رہے ہیں؟ نماز کا وقت تھا۔ باجماعت نماز پڑھنے مسجد جا رہے تھے۔ کہتے ہیں اسی کے پاس جا رہا ہوں جس کو صحت دینے کی طاقت ہے، اسی سے مانگنے جا رہا ہوں تو ان کو اپنے خدا پر بھی اتنا یقین تھا۔

سندھ میں جو جماعت کی زمینیں ہیں وہاں سے اکاؤنٹنٹ یا جب کوئی کارکن رخصت پر جاتا تو اس کی جگہ آپ رضاکارانہ طور پر خدمت سرانجام دیتے۔ وصیت آپ نے خود بھی بہت شروع میں کر لی تھی اور نوجوانوں کو وصیت کرانے کا بڑا شوق تھا۔ وصیت فارم بھی اپنے پاس رکھتے تھے اور تلقین کیا کرتے تھے کہ رسالہ الوصیت پڑھو اور وصیت کرو۔

یہ لکھتے ہیں کہ اپنی نصف اولاد چار بیٹوں میں سے دو بیٹوں کو وقف کیا اور دو بیٹیوں میں سے ایک بیٹی کو وقف زندگی کو دیا۔

ان کی بیٹی نے غالباً یہ لکھا ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت نہ صرف تمام عمر آپ کی روزانہ روٹین رہی بلکہ تمام بچوں کو بھی اپنے پوتے پوتیوں اور نواسے نواسیوں کو بھی نماز اور تلاوت قرآن کریم کی تلقین کیا کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ روزانہ کا معمول تھا۔ آپ کہا کرتے تھے کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا تین بار مطالعہ کیا ہے اور بیٹی کہتی ہیں کہ مجھ سے بھی پوچھا تم بھی پڑھتی ہو کہ نہیں۔

رسم و رواج کے سخت مخالف تھے۔ کہتی ہیں کہ اول تو ہمارے خاندان میں رسم و رواج کا تصور نہیں لیکن اس کا ذرا سا بھی امکان محسوس کرتے تھے تو طبیعت پر ناگوار گزرتا اور وہاں سے ناراض ہو کر اٹھ کر چلے جاتے۔ خدا پر بڑا توکل تھا۔ ان کی آخری بیماری بھی کافی لمبی تھی، تکلیف دہ تھی لیکن بڑے صبر اور شکر سے انہوں نے بیماری کو کاٹا ہے۔

ان کی عبادت کے بارے میں تو خاص طور پر ان کے ملنے والوں اور ان کے بچوں، ساروں نے ہی لکھا ہے کہ ایسا نظارہ تھا اور اس طرح عبادت کیا کرتے تھے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کے حضور ان کی روح پگھل رہی ہو۔ اور خلافت سے بھی ان کا بے انتہا تعلق تھا۔ یہاں بھی جب آیا کرتے تھے تو دفتر میں اس انتظار میں ہوتے تھے کہ کبھی میں دفتر سے باہر آؤں تو سلام کریں اور بعض دفعہ انتظار میں باوجود بڑی عمر کے اور کمزوری کے کافی کافی دیر کھڑے رہا کرتے تھے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت ساری خوبیاں دی تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور درجات بلند فرمائے۔ ان کی اولاد کو ان کی دعاؤں کا بھی وارث بنائے اور ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆☆☆

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا

مخالفین کی ایذاء رسانیوں پر ردّعمل

(سہیل احمد ثاقب۔استاد جامعہ احمدیہ کینیڈا)

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

یَا حَسۡرَۃً عَلَی الۡعِبَادِ مَا یَاۡتِیۡہِمۡ مِّنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا کَانُوۡا بِہٖ یَسۡتَہۡزِءُوۡنَ (یٰسین:31) ترجمہ: ہائے افسوس بندوں پر کہ جب کبھی بھی ان کے پاس کوئی رسول آتا ہے وہ اس کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنے لگ جاتے ہیں اور تمسخر کرتے ہیں۔

انبیاء کی زندگیاں اس امر کا بیّن ثبوت ہیں کہ جس مقصد کے حصول کے لئے وہ دنیا میں بھیجے جاتے ہیں اس کی راہ میں تمسخر اور ٹھٹھے کا بسیرا ہوتا ہے، خاردار جھاڑیاں ہوتی ہیں، پُرخطر راستے ہوتے ہیں، مصائب کی آندھیاں ہوتی ہیں، حوادث کے پہاڑ ہوتے ہیں۔ لہٰذا وہ اور ان کی جماعتیں تلواروں کے سایہ تلے پلا کرتی ہیں، ان کے لیے پھولوں کی سیج نہیں بچھائی جاتی، وہ دن اور رات ابتلاء دیکھتے ہیں، صبح وشام مصائب ان کے سروں پر منڈلاتے ہیں مگر وہ ڈرتے نہیں، ان کے ایمان کمزور نہیں ہوتے بلکہ وہ صبرو استقامت کا کوہِ وقار بن جاتے ہیں اور وہ کامل یقین رکھتے ہیں کہ بالآخر وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ ان تکالیف کا صحیح ادراک فی زمانہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تیار کردہ جماعت کے سوا کسی کو نہیں ہوسکتا۔ ان ابتلاؤں اور مصائب کی بابت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی پیاری جماعت کو بہت پہلے خبردار کر دیا تھا۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا:

”اگر کوئی میرے قدم پر چلنا نہیں چاہتا تو مجھ سے الگ ہو جائے۔ مجھے کیا معلوم کہ ابھی کون کون سے ہولناک جنگل اور پُرخار بادیہ درپیش ہیں جن کو میں نے طے کرنا ہے۔ پس جن لوگوں کے نازک پیر ہیں وہ کیوں میرے ساتھ مصیبت اٹھاتے ہیں۔ جو میرے ہیں وہ مجھ سے جدا نہیں ہو سکتے، نہ لوگوں کے سبّ وشتم سے، نہ آسمانی ابتلاؤں اور آزمائشوں سے۔ اور جو میرے نہیں عبث دوستی کا دم مارتے ہیں کیوں کہ وہ عنقریب الگ کیے جائیں گے“۔

(انوار الاسلام۔ روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 24،23)

آج جب مسیحِ زمان کے متبعین پر طرح طرح کے ظلم اور بربریت کے بازار گرم کیے جا رہے ہیں تو دیکھنا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ان سبّ وشتم، ابتلاؤں اور آزمائشوں کا خود کس طرح مقابلہ کیا۔ طرح طرح کی دی جانے والی تکالیف پر آپ کا اپنا نمونہ اور ردِّعمل کیا تھا؟

ایک دفعہ حضور لاہور میں تھے۔ ایک شخص سراج الدین نامی بازار میں سامنے آیا اور فحش گالیاں دینی شروع کیں۔ حضور کے ہاتھ میں گلاب کا پھول تھا آپ اسے سونگھتے رہے۔ وہ گالیاں نکالتا رہا۔ حتّٰی کہ آپ قیامگاہ پر تشریف لے آئے۔ وہ بھی وہاں آگیا۔ اور تقریباً آدھ گھنٹہ وہاں رُوبرو کھڑا ہو کر سخت فحش بکتا رہا۔ آپ خاموش بیٹھے رہے۔ جب وہ چُپ ہو گیا تو آپ نے فرمایا بس۔ اور کچھ فرمایئے۔ اس پر وہ شرمندہ ہو کر چلا گیا۔

(ماخوذ از سیرتِ احمد مصنفہ قدرت اللہ سنوری صفحہ 15)

اسی طرح ایک دفعہ جب آپؑ دہلی تشریف لے گئے تو وہاں ایک شخص ہر روز آ کر آپ کو گالیاں دیا کرتا تھا۔ حضورؑ نے حضرت امّ المومنین سے فرمایا کہ اسے ایک گلاس شربت کا بنا کر بھیج دو اس کا گلا گالیاں دیتے دیتے سوکھ گیا ہوگا۔ اسی سفر سے واپسی پر آپ نے لدھیانہ میں قیام کیا وہاں بھی کئی مخالفوں نے آ کر گالیاں دیں۔ جب حضرت میر ناصر نواب صاحب مرحوم نے روکنا چاہا تو حضرت صاحبؑ نے فرمایا کہ میر صاحب! مت روکو۔ ان کو دل خوش کر لینے دو۔ (ماخوذ از سیرت المہدی حصہ پنجم صفحہ 228)

غیر تو غیر اپنوں نے بھی اس سلسلہ میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ چنانچہ ہم پڑھتے ہیں کہ بعض دفعہ مرزا نظام الدین کی طرف سے کوئی رذیل آدمی اس بات پر مقرر کر دیا جاتا تھا کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گالیاں دے۔ چنانچہ بعض دفعہ ایسا آدمی ساری رات گالیاں نکالتا رہتا تھا۔ آخر جب سحری کا وقت ہوتا تو حضورؑ کہتے کہ اب اس کو کھانے کو کچھ دو۔ یہ تھک گیا ہوگا۔ اس کا گلا خشک ہو گیا ہوگا۔ جب کہا جاتا کہ ایسے کم بخت کو کچھ نہیں دینا چاہیے۔ تو آپ فرماتے: ہم اگر کوئی بدی کریں گے تو خدا دیکھتا ہے۔ ہماری طرف سے کوئی بات نہیں ہونی چاہیے۔

(ماخوذ از سیرت المہدی حصہ چہارم صفحہ 102)

کافر و ملحد و دجّال ہمیں کہتے ہیں
نام کیا کیا غمِ ملّت میں رکھایا ہم نے
گالیاں سن کے دُعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

اللہ تعالیٰ کے انبیاء کا یہ رحم ہی ہوتا ہے جو مخالفین کی مخالفتوں کے باوجود ان کے لیے دعائیہ کلمات ہی ان کی زبان پر لاتا ہے۔ جس کی گواہی حضرت مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ کے الفاظ میں ملاحظہ ہو۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:

”مَیں مختلف شہروں اور ناگوار نظاروں میں آپ کے ساتھ رہا ہوں۔ دہلی کی ناشکر گزار اور جلد باز مخلوق کے مقابل۔ پٹیالہ، جالندھر، کپورتھلہ، امرتسر، لاہور اور سیالکوٹ کے مخالفوں کی متفق اور منفرد دلآزار کوششوں کے مقابل میں آپ کا حیرت انگیز صبر اور حلم اور ثبات دیکھا ہے۔ کبھی آپ نے خلوت میں یا جلوت میں ذکر تک نہیں کیا کہ فلاں شخص یا فلاں قوم نے ہمارے خلاف یہ ناشائستہ حرکت کی اور فلاں نے زبان سے یہ نکالا۔ مَیں صاف دیکھتا تھا کہ آپ ایک پہاڑ ہیں کہ ناتواں پست ہمت چوہے اس میں سرنگ کھود نہیں سکتے۔ ایک دفعہ آپ نے جالندھر کے مقام میں فرمایا۔ ابتلاء کے وقت ہمیں اندیشہ اپنی جماعت کے بعض ضعیف دلوں کا ہوتا ہے۔ میرا تو یہ حال ہے کہ اگر مجھے صاف آواز آوے کہ تُو مخذول ہے اور تیری کوئی مراد ہم پوری نہ کریں گے تو مجھے خدا تعالیٰ کی قسم ہے کہ اس عشق ومحبت الٰہی اور خدمت دین میں کوئی کمی واقع نہ ہوگی۔ اس لیے کہ مَیں تو اسے دیکھ چکا ہوں“۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ از حضرت عبدالکریم سیالکوٹی صفحہ 55)

یہ واقعات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا منہ بولتا ثبوت ہیں کہ آپ صبر واستقامت کا کوہِ وقار تھے۔ آپ قرآنی حکم فَاصۡبِرۡ کَمَا صَبَرَ اُولُوا الۡعَزۡمِ مِنَ الرُّسُلِ (احقاف:36) کی عملی تصویر تھے۔ آپ کبھی بھی مخالفین کی گالیوں اور ٹھٹھوں سے گھبرائے نہیں بلکہ عین انبیاء کی سنت کے مطابق عظیم الشان صبر اور وسیع تر حوصلہ کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے مقصد کے حصول میں پُرعزم رہے، چنانچہ ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”جو جوش خدا تعالیٰ نے مجھے ہمدردی مخلوق کا دیا ہوا ہے وہ مجھے ان باتوں کی کچھ بھی پروا نہیں کرنے دیتا۔ مَیں تو خدا کو خوش کرنا چاہتا ہوں، نہ لوگوں کو۔ اس لیے مَیں ان کی گالیوں اور ٹھٹھوں کی کچھ پروا نہیں کرتا۔ مَیں دیکھتا ہوں کہ میرا مولیٰ میرے ساتھ ہے“۔

(ملفوظات، جلد 3، صفحہ 84۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مسجد مبارک کی چھت پر شام کی مجلس میں امرتسر کے ایک دوست نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور مولوی ثناء اللہ بہت تنگ کرتا ہے۔ اس کے لیے بددُعا فرمائیں۔ اس پر حضور نے فرمایا: نہیں۔ وہ ہماری بہت خدمت کرتے ہیں۔ ان کے ذریعہ سے ہمارے دعویٰ کا ذکر ان لوگوں میں بھی ہو جاتا ہے جو نہ ہماری بات سننے کو تیار ہیں اور نہ ہماری کتابیں پڑھتے ہیں۔ وہ تو ہمارے کھیت کے لیے کھاد کا کام دے رہے ہیں۔ بدبو سے گھبرانا نہیں چاہیے۔

(ماخوذ سیرت المہدی حصہ چہارم صفحہ 140)

اسی طرح فرمایا: ”مامور من اللہ کے دشمن ضرور ہوتے ہیں جو ان کو تکلیفیں اور اذیتیں دیتے ہیں۔ توہین کرتے ہیں۔ ایسے وقت میں سعید الفطرت اپنی روشن ضمیری سے ان کی صداقت کو پالیتے ہیں۔ پس ماموروں کے مخالفوں کا وجود بھی اس لیے ضروری ہے۔ جیسے پھولوں کے ساتھ کانٹے کا وجود ہے۔ تریاق بھی ہیں، تو زہریں بھی ہیں۔ کوئی ہم کو کسی نبی کے زمانہ کا پتہ دے جس کے مخالف نہ ہوئے ہوں اور جنہوں نے اس کو دوکاندار، ٹھگ، جھوٹا، مفتری نہ کہا ہو۔...... آپ میری مخالفت میں بھی بہت سی باتیں سنیں گے اور بہت قسم کے منصوبے پائیں گے، لیکن میں آپ کو نصیحتاً للہ کہتا ہوں کہ آپ سوچیں اور غور کریں کہ یہ مخالفتیں مجھے تھکا سکتی ہیں؟ یا ان کا کچھ بھی اثر مجھ پر ہوا ہے؟ ہرگز نہیں۔ خدا تعالیٰ کا پوشیدہ ہاتھ ہے جو میرے ساتھ کام کرتا ہے، ورنہ مَیں کیا اور میری ہستی کیا؟“

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 412 تا 413 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

جب اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت کا پوشیدہ ہاتھ ہمارے ساتھ ہے، اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے ہم گواہ ہیں تو پھر مخالفین کی مخالفتوں سے ہمیں کیا ڈرا۔ حاسدوں کے حسد کی ہمیں کیا پرواہ، ظالموں کے ظلم کی کیا حیثیت۔ ہم تو اس بات پر واثق یقین رکھتے ہیں کہ یہی مخالفتیں، یہی اذیتیں، یہی صعوبتیں الٰہی جماعتوں کی ترقی کا زینہ ہوا کرتی ہیں۔ یہی وہ راستہ ہے جس پر انبیاء اور ان کی جماعتیں چل کر کامیابیاں حاصل کیا کرتی ہیں اور اپنا مقصود پالیتی ہیں۔ ہمارے سامنے ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ موجود ہے کہ آپ کو بُرا بھلا کہا گیا، مصیبت پر مصیبت آئی، فاقے پر فاقے ہوئے، محبوبوں اور عزیزوں کو بھوک پیاس سے اپنے سامنے تڑپتے دیکھا۔ تین سال تک شعب ابی طالب میں محصور رہے، جہاں کھانے کے لیے کچھ نہ ملتا تھا حتّٰی کہ درختوں کے پتے کھا کر گذارہ کرتے تھے۔ ایک صحابی کہتے ہیں ہمیں آٹھ آٹھ دن پاخانہ نہیں آتا تھا اور جب آتا تو بکری کی مینگنیوں کی طرح کا آتا کیونکہ کھانے کو کچھ نہ ملتا تھا اور ہم درختوں کے پتے کھاتے تھے۔ (بخاری کتاب المناقب۔ باب مناقب سعد بن ابی وقاص)۔ پھر اس وقت کو بھی یاد رکھیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف بادشاہوں کو تبلیغی خطوط لکھے تو اس وقت ہرقل نے کہا کہ عرب کا کوئی آدمی بلاؤ جس سے مَیں عرب کے اس نبی کے حالات دریافت کروں ابوسفیان حاضر ہوا تو اس نے پوچھا: اس کی قوم اسے مانتی ہے یا نہیں؟ ابوسفیان نے کہا نہیں۔ نہ صرف مانتی نہیں بلکہ مخالفت کرتی ہے۔ ہرقل نے کہا یہی انبیاء کے مخالفین کیا کرتے ہیں۔ (بخاری باب کیف بدء الوحی)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ لوگ حضور کی بہت مخالفت کرتے ہیں اور موافق تھوڑے ہیں۔ حیرانی ہوتی ہے کہ لوگ کس طرح حضور کو پہچانیں گے۔ آپ نے فرمایا: پہلی رات کے چاند کو دیکھ کر کیا گمان ہوتا ہے کہ اس کی روشنی سارے جہان میں پھیلے گی اور سب لوگ اس کو دیکھ لیں گے۔ مگر چودھویں رات کے چاند کو بہت لوگ دیکھ لیتے ہیں۔ کوئی اندھا ہی رہ جائے تو رہ جائے۔ (ماخوذ از سیرتِ احمد از قدرت اللہ سنوری صاحبؓ صفحہ 117-118)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کا کچھ حصہ مقدمات کی پیروی میں گذرا۔ جہاں مخالفین نے محض آپ کو رُسوا کرنے کی خاطر جھوٹے اور بے بنیاد مقدمات بنا رکھے تھے۔ لیکن مقدمات کی پیروی کے دوران بھی جہاں ایک طرف مخالفین اور حق کے دشمن آپ کو دنیاوی عدالت کے ذریعہ ذلیل کرنے کی کوشش میں لگے نظر آتے ہیں تو دوسری طرف آپ اللہ تعالیٰ کی عدالت میں سربسجود نظر آتے ہیں اور اپنی کامیابی پر بھی اپنے مخالف کو کبھی نیچا یا کمتر دکھانے کی کوشش نہیں کرتے جیسا کہ عموماً دیکھا جاتا ہے بلکہ ہر آن اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے مخالفین کے ساتھ محبت اور شفقت کا نمونہ دکھاتے ہیں۔

حضرت صاحبزادہ میاں بشیر احمد صاحب ایم۔اے رضی اللہ عنہ تحریر کرتے ہیں: آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں کسی شخص کی ذات سے عداوت نہیں ہے بلکہ صرف جھوٹے اور گندے خیالات سے دشمنی ہے۔ اس اصل کے ماتحت جہاں تک ذاتی امور کا تعلق ہے آپ کا اپنے دشمنوں کے ساتھ نہایت درجہ مشفقانہ سلوک تھا اور اشد ترین دشمن کا درد بھی آپ کو بےچین کر دیتا تھا۔...... جب آپ کے بعض چچا زاد بھائیوں نے جو آپ کے خونی دشمن تھے آپ کے مکان کے سامنے دیوار کھینچ کر آپ کو اور آپ کے مہمانوں کو سخت تکلیف میں مبتلا کر دیا اور پھر بالآخر مقدمہ میں خدا نے آپ کو فتح عطا کی اور ان لوگوں کو خود اپنے ہاتھ سے دیوار گرانی پڑی تو اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وکیل نے آپؑ سے اجازت لیے بغیر ہی ان لوگوں کے خلاف خرچہ کی ڈگری جاری کروا دی۔ اس پر یہ لوگ بہت گھبرائے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ایک عاجزی کا خط بھجوا کر رحم کی التجا کی۔ آپ نے نہ صرف ڈگری کے اجراء کو فوراً رُکوا دیا بلکہ اپنے ان خونی دشمنوں سے معذرت بھی کی کہ میری لاعلمی میں یہ کارروائی ہوئی ہے جس کا مجھے افسوس ہے اور اپنے وکیل کو ملامت فرمائی کہ ہم سے پوچھے بغیر خرچہ کی ڈگری کا اجراء کیوں کروایا گیا ہے۔ اگر اس موقع پر کوئی اور ہوتا تو وہ دشمن کی ذلت اور تباہی کو انتہا تک پہنچا کر صبر کرتا۔ مگر آپ نے ان حالات میں بھی احسان سے کام لیا اور اس بات کا شاندار ثبوت پیش کیا کہ آپؑ کو صرف گندے خیالات اور گندے اعمال سے دشمنی ہے، کسی سے ذاتی معاملات میں آپ کے دشمن بھی آپ کے دوست ہیں ...... اسی طرح جب ایک خطرناک خونی مقدمہ میں جس میں آپ پر اقدام قتل کا الزام تھا آپ کا

اشد ترین مخالف مولوی محمد حسین بٹالوی آپ کے خلاف بطور گواہ پیش ہوا اور آپ کے وکیل نے مولوی صاحب کی گواہی کو کمزور کرنے کے لیے ان کے بعض خاندانی اور ذاتی امور کے متعلق ان پر جرح کرنی چاہی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑی ناراضگی کے ساتھ اپنے وکیل کو روک دیا اور فرمایا کہ خواہ کچھ ہو مَیں اس قسم کے سوالات کی اجازت نہیں دے سکتا اور اس طرح گویا اپنے آپ کو خطرے میں ڈال کر بھی اپنے جانی دشمن کی عزت و آبرو کی حفاظت فرمائی۔(سلسلہ احمدیہ، جلد اوّل صفحہ 217)

اسی واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت اقدس علیہ السلام نے ایک موقع پر فرمایا:

’’قتل کے مقدمہ میں ہمارے ایک مخالف گواہ کی وقعت کو عدالت میں کم کرنے کی نیّت سے ہمارے وکیل نے چاہا کہ اس کی ماں کا نام دریافت کرے مگر مَیں نے اسے روکا اور کہا کہ ایسا سوال نہ کرو جس کا جواب وہ مطلق دے ہی نہ سکے اور ایسا داغ ہرگز نہ لگاؤ جس سے اسے مفرّ نہ ہو۔ حالانکہ ان ہی لوگوں نے میرے پر جھوٹے الزام لگائے۔ جھوٹا مقدمہ بنایا۔ افتراء باندھے اور قتل اور قید میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔ میری عزت پر کیا کیا حملے کر چکے ہوئے تھے۔ اب بتلاؤ کہ میرے پر کونسا خوف ایسا طاری تھا کہ میں نے اپنے وکیل کو ایسا سوال کرنے سے روک دیا۔ صرف بات یہ تھی کہ مَیں اس بات پر قائم ہوں کہ کسی پر ایسا حملہ نہ ہو کہ واقعی طور پر اس کے دل کو صدمہ دے اور اسے کوئی راہ مفرّ کی نہ ہو‘‘۔

(ملفوظات، جلد3، صفحہ 59۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ چندولعل مجسٹریٹ نے حضرت مسیح موعودؑ کے الہام اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ کے متعلق سوال کیا کہ یہ خدا نے آپ کو بتایا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ اللہ کا کلام ہے اور اس کا مجھ سے وعدہ ہے۔ وہ کہنے لگا جو آپ کی ہتک کرے وہ ذلیل وخوار ہوگا؟ آپ نے فرمایا: بے شک۔ اس نے کہا۔ اگر مَیں کروں؟ آپ نے فرمایا چاہے کوئی کرے۔ تو اس نے دو تین دفعہ کہا اگر مَیں کروں؟ آپ یہی فرماتے رہے چاہے کوئی کرے۔ پھر وہ خاموش ہوگیا۔(سیرت المہدی حصہ چہارم صفحہ 63)

اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کی نسبت کس قدر غیرت رکھتا ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب کرم دین والا مقدمہ چلا تو یہی ہندو مجسٹریٹ تھا۔ آریوں نے اسے ورغلایا اور کہا کہ وہ ضرور کچھ نہ کچھ سزا دے اور اس نے ایسا کرنے کا وعدہ بھی کرلیا۔ جب خواجہ کمال الدین صاحب نے یہ بات سنی تو ڈر گئے۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں گورداسپور حاضر ہوئے جہاں مقدمہ کے دوران آپ ٹھہرے ہوئے تھے اور کہنے لگے کہ حضور! بڑے فکر کی بات ہے۔ آریوں نے مجسٹریٹ سے کچھ نہ کچھ سزا دینے کا وعدہ لے لیا ہے۔ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام لیٹے ہوئے تھے۔ آپ فوراً اُٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا: خواجہ صاحب! خدا کے شیروں پر کون ہاتھ ڈال سکتا ہے۔ میں خدا کا شیر ہوں وہ مجھ پر ہاتھ ڈال کر تو دیکھے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ دو مجسٹریٹ تھے جن کی عدالت میں یکے بعد دیگرے یہ مقدمہ پیش ہوا اور دونوں کو سخت سزا ملی۔ ان میں سے ایک تو معطل ہوا اور ایک کا بیٹا دریا میں ڈوب کر مرگیا اور وہ اس غم میں نیم پاگل ہوگیا۔

(ماخوذ تفسیر کبیر زیرِ تفسیر سورۃ النور صفحہ 343)

جو خُدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبۂ زار و نزار

جب اللہ تعالیٰ کے انبیاء کی حد سے زیادہ توہین اور تذلیل کی جاتی ہے اور ہر طرف سے وہ دُکھ دئے جاتے ہیں اور ستائے جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی غیرت جوش میں آجاتی ہے اور وہ اپنے پیاروں کی مدد کو دوڑتا چلا آتا ہے اور دشمن کی صف لپیٹ کر اسے خاب وخاسر کردیتا ہے۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں:

’’ہر ایک جو مجھ پر حملہ کرتا ہے وہ جلتی ہوئی آگ میں اپنا ہاتھ ڈالتا ہے کیونکہ وہ میرے پر حملہ نہیں بلکہ اس پر حملہ ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔ وہی فرماتا ہے کہ اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ یعنی میں اس کو ذلیل کروں گا جو تیری ذلّت چاہتا ہے۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ۔ 101)

اسی طرح مخالفین کو مخاطب ہوکر آپ نے فرمایا:

’’کوئی زمین پر نہیں مرسکتا جب تک آسمان پر نہ مارا جائے۔ میری روح میں وہی سچائی ہے جو ابراہیم علیہ السلام کو دی گئی تھی۔ خدا سے ابراہیمی نسبت ہے۔ کوئی میرے بھید کو نہیں جانتا مگر میرا خدا۔ مخالف لوگ عبث اپنے تئیں تباہ کررہے ہیں۔ میں وہ پودا نہیں ہوں کہ ان کے ہاتھ سے اُکھڑ سکوں۔ اگر ان کے پہلے اور ان کے پچھلے اور ان کے زندے اور ان کے مردے تمام جمع ہوجائیں اور میرے مارنے کے لیے دعائیں کریں تو میرا خدا ان تمام دعاؤں کو لعنت کی شکل بنا کر ان کے منہ پر مارے گا‘‘۔

(اربعین نمبر4۔ روحانی خزائن جلد17 صفحہ 472، 473)

مگر دوسری طرف حقیقت یہ ہے کہ انبیاء سے بڑھ کر کوئی انسانیت کا سچا ہمدرد اور خیر خواہ نہیں ہوا کرتا لیکن جب انبیاء سچی ہمدردی اور خیر خواہی کی غرض سے گمراہ مخلوق کی غلطیوں کی نشاندہی کرتے ہیں اور انہیں بہتے پانی کی رَو کے مقابل تیرنے کی تعلیم دیتے ہوئے صراطِ مستقیم دکھاتے ہیں تو انہیں شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

"یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ مخالف مذہبوں کے لوگوں سے ہمیں کوئی دشمنی نہیں بلکہ ان کے سچے خیر خواہ اور ہمدرد ہم ہیں۔ لیکن کیا کریں ہمارا مسلک اس جرّاح کی طرح ہے جس کو ایک پھوڑے کو چیرنا پڑتا ہے اور پھر وہ اس پر مرہم لگاتا ہے۔ بے وقوف مریض پھوڑے کو چیرنے کے وقت شور مچاتا ہے حالانکہ اگر وہ سمجھے تو اس پھوڑے کو چیرنے کی اصل غرض اسی کے مفید مطلب ہے کیونکہ جب تک وہ چیرا نہ جاوے گا اور اس کی آلائش دُور نہ کی جاوے گی وہ اپنا فساد اَور بڑھائے گا اور زیادہ مضر اور مہلک ہوگا۔ اسی طرح پر ہم مجبور ہیں کہ ان کی غلطیاں ان پر ظاہر کریں اور صراطِ مستقیم ان کے سامنے پیش کریں"۔ (ملفوظات، جلد چہارم، صفحہ 623)

آپ مزید فرماتے ہیں: ’’دنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے۔ مَیں بنی نوع انسان سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر۔ مَیں صرف ان باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور ناانصافی اور بداخلاقی سے بیزاری میرا اصول‘‘۔

(اربعین نمبر1۔ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 344)

ایک اَور موقع پر فرمایا: ’’میری تو یہ حالت ہے کہ اگر کسی کو درد ہوتا ہو اور مَیں نماز میں مصروف ہوں، میرے کان میں اس کی آواز پہنچ جائے تو مَیں تو یہ چاہتا ہوں کہ نماز توڑ کر بھی اگر اس کو فائدہ پہنچا سکتا ہوں تو فائدہ پہنچاؤں اور جہاں تک ممکن ہے اس سے ہمدردی کروں۔ یہ اخلاق کے خلاف ہے کہ کسی بھائی کی مصیبت اور تکلیف میں اس کا ساتھ نہ دیا جائے۔ اگر تم کچھ بھی اس کے لیے نہیں کرسکتے تو کم از کم دعا ہی کرو‘‘۔(ملفوظات جلد اول صفحہ 305)

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ کے بیان کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بالمشافہ زبانی گندے حملے ہوئے، قتل کے فتوے اور منصوبے بنائے گئے، اخبارات اور خطوط میں گالیوں کی بوچھاڑ کی گئی۔ آپ کو گالیوں سے بھرے بیرنگ خطوط بھیج دیے جاتے یعنی جن پر ٹکٹ نہ لگا ہوتا تھا۔ چنانچہ حضور ایسے خطوط کی پوسٹل اسٹیمپ کے پیسے خود ادا کر کے وہ خطوط وصول کرتے اور جب کھولتے تو اوّل سے آخر تک فحش گالیوں کے سوا کچھ نہ ہوتا۔ آپ ان پر سے گزر جاتے اور ان شریروں کے لیے دعا کر کے ان کے خطوط ایک تھیلے میں ڈال دیتے۔

(ماخوذ از سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام از حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ)

اسی طرح حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی بیان کرتے ہیں کہ 29 جنوری 1904ء کا واقعہ ہے کہ حضور کے سامنے ایک گالیاں دینے والے اخبار کا تذکرہ آیا کہ فلاں اخبار بڑی گالیاں دیتا ہے۔ آپ نے فرمایا صبر کرنا چاہیے۔ ان گالیوں سے کیا ہوتا ہے۔ ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت لوگ آپ کی مذمت کیا کرتے تھے اور آپ کو نعوذ باللہ مذمّم کہا کرتے تھے تو اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس کر فرمایا کرتے تھے کہ میں ان کی مذمت کو کیا کروں۔ میرا نام تو اللہ تعالیٰ نے محمد رکھا ہوا ہے (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ فرمایا کہ اسی طرح اللہ نے مجھے بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ نے میری نسبت فرمایا ہے: یَحْمَدُکَ اللّٰہُ مِنْ عَرْشِہٖ یعنی اللہ تعالیٰ عرش سے تیری حمد کرتا ہے۔(ماخوذ از سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام از شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ صفحہ 450)

میرٹھ شہر سے ایک شخص احمد حسین شوکت نامی نے ایک اخبار ’’شحنہ ہند‘‘ جاری کیا ہوا تھا، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت میں اس نے اپنے اخبار کا ضمیمہ جاری کیا جس میں ہر قسم کے گندے مضامین مخالفت میں شائع کرتا اور اس طرح پر جماعت کی دلآزاری کرتا۔ میرٹھ کی جماعت کو خصوصیت سے تکلیف ہوتی۔ 2 اکتوبر 1902ء کا واقعہ ہے کہ میرٹھ کی جماعت کے پریذیڈنٹ شیخ عبدالرشید صاحب نے حضرت اقدسؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ مَیں نے ارادہ کیا ہے کہ ضمیمہ شحنہ ہند کے توہین آمیز مضامین پر عدالت میں نالش کروں۔ حضرت اقدسؑ نے کامل توکّل سے فرمایا:

ہمارے لیے خدا کی عدالت کافی ہے۔ یہ گناہ میں داخل ہوگا اگر ہم خدا کی تجویز پر تقدّم کریں۔ اس لیے ضروری ہے کہ صبر اور برداشت سے کام لیں۔

(ماخوذ از سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام از حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ۔ صفحہ 113)

بقول حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سارے نبیوں کے مخالفوں کا ہمیں یہی دستور دکھائی دیتا ہے کہ وہ گالیاں دیتے آئے، انبیاء اور ان کے ماننے والوں کو ستاتے اور دکھ دیتے آئے، انہیں مارتے اور پیٹتے رہے، ان پر پتھر برساتے رہے، اور بالمقابل ہمیں یہی نظر آتا ہے کہ نبی کے ماننے والوں نے ہمیشہ گالیاں کھائیں، تکالیف برداشت کیں، دکھ سہے، رنج وغم برداشت کیے۔ تو اب بھی ہمارا کام ہے کہ ہم گالیاں کھائیں اور ان کا کام ہے کہ وہ گالیاں دیں۔ بقولِ غالب:

وہ اپنی خُو نہ چھوڑیں گے ہم اپنی وضع کیوں بدلیں

اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا تعالیٰ کی طرف سے تھے اور یقیناً تھے تو پھر آپ کے منکروں کو یقینی طور پر وہی نمونہ دکھانا چاہیے جو ہمیشہ سے انبیاء کے منکرین دکھاتے چلے آئے ہیں۔ اُن کا فرض ہے کہ وہ ابراہیمؑ کے منکروں کی طرح ہمارے لیے آگ جلائیں۔ ان کا فرض ہے کہ وہ موسیٰؑ کے منکروں کی طرح ہمارے پلوٹھوں کو ہلاک کردیں۔ ان کا فرض ہے کہ وہ عیسیٰؑ کے منکروں کی طرح ہمیں صلیب پر لٹکائیں، ان کا فرض ہے کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منکروں کی طرح ہمیں اپنے وطن سے بے وطن کردیں، ہمیں موت کے گھاٹ اتارنے کی کوشش کریں اور ہر رنگ میں تکلیف اور اذیت پہنچا کر خیال کریں کہ وہ نیکی کا کام کررہے ہیں۔ اور اگر وہ ایسا نہ کریں تو ہر ایک مخالف کا حق ہوگا کہ وہ ہم سے پوچھے اگر مرزا صاحب نبی تھے تو کیا ان کے منکروں نے وہ کام بھی کیے جو دوسرے انبیاء کے منکر کرتے چلے آئے ہیں؟ پس جو اُن کا کام ہے وہ انہیں کرنے دو اور جتنا شور وہ مچانا چاہتے ہیں انہیں مچانے دو اور یاد رکھیں وہ جتنی زیادہ ہماری مخالفت کریں گے اتنے ہی ہماری صداقت میں ثبوت مہیا کریں گے۔

(ماخوذ از خطبات محمود۔ سال 1933ء صفحہ 65، 66)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اے لوگو! تم یقیناً سمجھ لو کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو اخیر وقت تک مجھ سے وفا کرے گا۔ اگر تمہارے مرد اور تمہاری عورتیں اور تمہارے جوان اور تمہارے بوڑھے اور تمہارے چھوٹے اور تمہارے بڑے سب مل کر میرے ہلاک کرنے کے لئے دعائیں کریں۔ یہاں تک کہ سجدے کرتے کرتے ناک گل جائیں اور ہاتھ شل ہوجائیں تب بھی خدا ہرگز تمہاری دعا نہیں سنے گا اور نہیں رکے گا جب تک وہ اپنے کام کو پورا نہ کرلے اور اگر انسانوں میں سے ایک بھی میرے ساتھ نہ ہو تو خدا کے فرشتے میرے ساتھ ہوں گے اور اگر تم گواہی کو چھپاؤ گے تو قریب ہے کہ پتھر میرے لیے گواہی دیں۔...... وہ خدمت جو عین وقت پر خداوند قدیر نے میرے سپرد کی ہے اور اس کے لیے مجھے پیدا کیا ہے ہرگز ممکن نہیں کہ مَیں اس میں سستی کروں اگرچہ آفتاب ایک طرف سے اور زمین ایک طرف سے باہم مل کر کچلنا چاہیں......خدا کے مامورین کے آنے کے لیے بھی ایک موسم ہوتے ہیں اور پھر جانے کے لئے بھی ایک موسم۔ پس یقیناً سمجھو کہ میں نہ بے موسم آیا ہوں اور نہ بے موسم جاؤں گا۔ خدا سے مت لڑو۔ یہ تمہارا کام نہیں کہ مجھے تباہ کردو‘‘۔(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 50)

پس وہ دن دُور نہیں جب مسیح محمدی کا چاند اکنافِ عالمَ میں پوری آب وتاب کے ساتھ اپنی چمک دکھا رہا ہوگا اور اس کی کرنیں ہر سُو روشنی پھیلا رہی ہوں گی۔ لیکن اس کی راہ میں حائل مشکلات اور مصائب کا مقابلہ ہم نے صبر اور دعاؤں کے ساتھ کرنا ہے۔ آج یہ ظلم کرنے والے اپنے زُعم میں اپنے آپ کو تمام طاقتوں کا مالک سمجھ رہے ہیں لیکن وقت آئے گا کہ یہی لوگ مظلوم مومنین کے زیرِ نگین کیے جائیں گے۔ یاد رکھیں ہماری فتح کا ہتھیار تو یہ دعائیں ہی ہیں اور یہی ہتھیار ہے جو دشمن کے شران پر الٹائے گا۔ جس شدت کے ساتھ ہم اس ہتھیار کو استعمال کریں گے اُسی قدر ہم جلد احمدیت کی فتح کے نظارے دیکھیں گے۔ پس ہم نے اِسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ کے حکمِ الٰہی کو اپنی ڈھال بنانا ہے۔ حَسْبُنَا اللّٰہُ کی پناہ میں آنا ہے، ہر ابتلاء اور تکلیف پر اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کا نعرہ بلند کرنا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بَشِّرِ الصَّابِرِیْنَ، اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ اور اُولٰئِکَ عَلَیْھِمْ صَلَوَاتٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَرَحْمَۃٌ وَاُولٰئِکَ ھُمُ الْمُھْتَدُوْنَ کی خوشخبری کا نقّارہ بج جائے۔ آمین

بقیہ رپورٹ جلسہ سالانہ آسٹریلیا از صفحہ نمبر 20

از صفحہ نمبر 20

بعدازاں اس سیشن کی پہلی باقاعدہ تقریر ’’معرفت الٰہی بذریعہ قبولیت دعا‘‘ کے موضوع پر مبلغ سلسلہ مکرم ودود جنود صاحب نے کی جس میں آپ نے خصوصیت کے ساتھ حضرت مسیح موعودؑ کے اقتباسات پیش کئے جن میں حضورؑ نے اس زمانہ میں قبولیت دعا، معرفت الٰہی اور قربِ الٰہی کا ذکر کیا ہے اور قبولیت دعا کے ہتھیار کو اپنے مخالفین کے سامنے بطور چیلنج پیش کیا ہے۔

ان کے بعد مکرم سہراب خانصاحب (صدر جماعت برسبین نارتھ) نے ’’آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم بطور رحمۃ للعالمین‘‘ کے موضوع پر تقریر کی۔ جس کے بعد مکرم عزیز عمر بھٹی صاحب نے ’’خلافت۔ ہمارے امن کی ضامن‘‘ کے عنوان پر تقریر کی جس میں آپ نے خلافت راشدہ کی تاریخ اور اس زمانے میں ہونے والی عظیم الشان فتوحات اور پھر اس دور میں خلافت احمدیہ پر ہونے والے اللہ تعالیٰ کے غیر معمولی احسانوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اس زمانے میں خلافت ہی ہماری حفاظت کا ذریعہ ہے اور حاضرین کو خلافت سے وابستگی کی تلقین کی۔ اس سیشن کی آخری تقریر مکرم خالد سیف اللہ خانصاحب نائب امیر جماعت احمدیہ آسٹریلیا کی تھی جس کا موضوع ’’نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک‘‘ تھا۔ آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات اور حضورانور کے ارشادات کی روشنی میں عبادتوں کے معیار کو بڑھانے کی طرف توجہ دلائی اور بتایا کہ انہوں نے بچپن میں قادیان میں صحابہؓ کو دیکھا ہے کہ وہ تکرار کے ساتھ سورۃ فاتحہ کی بعض آیات (اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنَ) وغیرہ تلاوت کیا کرتے تھے۔ پھر آپ نے حاضرین کو تلقین کرتے ہوئے کہا کہ اپنی عبادات کو اس رنگ میں بجالائیں کہ آپ کو اس میں سرور اور مزا حاصل ہو اور پھر اسی کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اسی رنگ میں خدمت دین کریں کہ آپ کو لذت حاصل ہو اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں میں سے ایک ہے جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے۔

سیشن کے اختتام پر شام کا کھانا پیش کیا گیا اور اس وقفے کے دوران بک اسٹال، نمائش، جلسہ بازار اور دیگر اسٹالز پر خاص رونق رہی۔

نماز مغرب وعشاء کے بعد احمدی انجینئرز، آرکیٹیکچرز اور ڈاکٹرز ایسوسی ایشن آسٹریلیا کی علیحدہ علیحدہ میٹنگز منعقد ہوئیں جن میں آسٹریلیا بھر سے آئے ہوئے انجینئرز، آرکیٹیکچرز اور ڈاکٹرز نے شمولیت کی اور آئندہ سال کے لیے لائحہ عمل تیار کیا۔

دوسرا دن

26 دسمبر 2015 بروز ہفتہ

حسبِ روایت جلسہ سالانہ آسٹریلیا کے دوسرے دن کا آغاز بھی باجماعت نمازِ تہجد، نمازِ فجر اور درس قرآنِ کریم سے ہوا۔

طلباء وطالبات کے ساتھ میٹنگ

صبح 9:00 بجے محترم امیر صاحب کی احمدی طلباء و طالبات سٹوڈنٹس (بچوں اور بچیوں) کے ساتھ میٹنگ تھی جس میں امیر صاحب نے احمدی بچوں کو خصوصیّت کے ساتھ اپنے علمی معیار کو بلند کرنے اور آگے بڑھنے کی طرف توجہ دلائی۔ آپ نے تمام طالبعلموں کو حصولِ علم کیلئے قرآنِ کریم اور احادیث میں بیان فرمودہ بعض دعائیں سکھائیں۔ یہ میٹنگ بے حد مفید رہی جس میں بچوں اور بچیوں نے کئی سوالات کیے۔ کلاس کی حاضری 80 تھی جس میں نیشنل سیکرٹری صاحب تعلیم کے علاوہ دیگر کئی جماعتوں کے سیکرٹریانِ تعلیم بھی شامل ہوئے۔

دوسرا سیشن

جلسہ سالانہ آسٹریلیا کے دوسرے سیشن کا آغاز ہفتے کے روز صبح 10:30 بجے ہوا جس کی صدارت محترم مبارک احمد نذیر صاحب، مشنری انچارج جماعت احمدیہ کینیڈا نے کی۔ تلاوت قرآنِ کریم اور نظم کے بعد پہلی تقریر مکرم مرزا عمران احسن کریم صاحب کی تھی جنہوں نے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات کے حوالہ سے "انفرادی برائیوں کو قومی برائیاں بننے سے پہلے روکیں" کے موضوع پر تقریر کی۔ مکرم مرزا عمران احسن کریم صاحب نے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حوالہ سے فرمایا کہ احمدی عموماً گھر میں نماز پڑھتے ہیں اور رفتہ رفتہ یہ ایک عادت بنتی جارہی ہے کہ مسجد پاس بھی ہو تو پھر بھی باجماعت نماز مسجد میں پڑھنے کی بجائے گھر میں ہی پڑھ لیتے ہیں اور یہ انفرادی سستی آہستہ آہستہ ایک قومی عادت بنتی جارہی ہے۔ اسی طرح آپ نے اپنی تقریر میں پردہ اور بھائی چارہ کے بارہ میں احبابِ جماعت کو توجہ دلائی اور حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات سننے اور نصائح پر عمل کرنے کی تلقین کی۔

اس سیشن کی دوسری تقریر مکرم امتیاز احمد نوید صاحب مبلغِ سلسلہ ساؤتھ آسٹریلیا کی تھی جس کا موضوع ’’عائلی زندگی میں امن‘‘ تھا۔ مکرم امتیاز احمد نوید صاحب نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعودؑ کی سیرت کے حوالے سے مختلف واقعات بیان کیے اور کہا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر عمل کر کے ہی ہم اپنے گھروں میں امن قائم کرسکتے ہیں۔ آپ نے مزید بتایا کہ جن گھروں میں پیار ہوتا ہے ان کی اولاد بھی والدین کی عزت کرنے والی اور آنکھوں کی ٹھنڈک بن جاتی ہے۔ آپ نے خصوصیّت کے ساتھ والدین کو اپنے جائزے لینے، اپنی حالتوں کو بدلنے اور اپنے آپ کو اسلامی شعار کے مطابق ڈھالنے کی طرف توجہ دلائی۔

ان کے بعد مکرم عبدالنور آفتاب صاحب کی تقریر تھی جس کا موضوع "مخالفت کی آندھیوں کے باوجود جماعتِ احمدیہ کی ترقیات" تھا۔ اُنہوں نے جماعتِ احمدیہ کی تاریخ میں اٹھنے والے مختلف فتنوں اور ابتلاؤں کا ذکر کرتے ہوئے، جماعت پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور ان کے نتیجے میں جماعتی ترقیات کا ذکر کیا۔ خواہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کے دور میں آپؑ کے خلاف فتاویٰ کفر ہوں یا مقدمات، تحریکِ احرار ہو یا 1953ء، 1974ء اور 2010ء کے ابتلاء۔ اللہ تعالیٰ نے ہر آن اپنی پیاری جماعت کو ان ابتلاؤں میں ثابت قدم رہنے اور مزید ترقیات کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

اس کے بعد مکرم مبارک احمد نذیر صاحب، مشنری انچارج جماعت احمدیہ کینیڈا نے حاضرینِ جلسہ سے خطاب فرمایا۔ اپنی تقریر کے آغاز میں آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات ’’مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ اور "I shall give you a large party of Islam" کے حوالے سے فرمایا کہ الحمد للہ، ثم الحمدللہ مجھے آج دنیا کے اس کونے میں جلسہ سالانہ میں شمولیت کی توفیق مل رہی ہے جو کہ آج سے 124 برس قبل قادیان کی چھوٹی سی بستی سے شروع ہوا تھا۔ اس پہلے جلسہ میں 75 افراد شامل ہوئے تھے اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کے نشان کے طور پر جلسہ سالانہ ساری دنیا میں منعقد ہورہے ہیں۔ مکرم مبارک احمد نذیر صاحب نے اپنے خطاب میں جو مغربی معاشرے میں نوجوانوں کو درپیش مسائل اور والدین کی ذمہ داریوں کے متعلق تھا، احبابِ جماعت کو عبادتوں کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کی طرف توجہ دلائی اور خصوصاً نوجوانوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں احمدی بچے مختلف نظر آنے چاہئیں۔ ہمارے ہتھیار دعا، علم، محبت، صداقت اور تعلق باللہ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہر احمدی کے اندر وہ مادہ رکھا ہے کہ وہ اعلیٰ ترین معیار حاصل کرسکے۔

بعدازاں ایک مہمان نے جو آسٹریلیا سکھ ایسوسی ایشن کے جنرل سیکرٹری تھے، اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ آپ سِکھ ایسوسی ایشن کے دیگر عہدیداروں کے ساتھ تشریف لائے تھے۔ آپ نے جلسہ کے انتظامات اور بچوں اور کارکنان کی خدمات کو سراہا اور کہا کہ بچے اور دیگر کارکنان جیسے سیوا کررہے ہیں، اسے دیکھ کر ہم بہت خوش ہوئے ہیں اور جماعت احمدیہ آسٹریلیا کو جلسہ سالانہ کی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

ان کے بعد مکرم ڈاکٹر اظہر محمود ناصر صاحب (صدر IAAAE Australia) نے مسرور گیسٹ ہاؤس کے بارے میں Presentation دی جس کا سنگِ بنیاد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے دورۂ آسٹریلیا کے دوران اکتوبر 2013ء میں رکھا تھا۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 25 دسمبر 2015ء سننے کا خصوصی انتظام

بعدازاں دوپہر کے کھانے اور نمازِ ظہر وعصر کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 25 دسمبر 2015ء سنایا گیا، جس کو بیک وقت مرد وخواتین نے اپنے اپنے جلسہ گاہ میں سنا۔ خطبہ جمعہ میں حضورِ انور نے ازراہِ شفقت جلسہ سالانہ آسٹریلیا کا بھی ذکر فرمایا۔

تیسرا سیشن

جلسہ سالانہ آسٹریلیا کے تیسرے سیشن کا آغاز ہفتے کے روز سہ پہر کو ہوا جس کی صدارت محترم ناصر کاہلوں صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ آسٹریلیا نے کی۔ تلاوت قرآنِ کریم اور نظم کے بعد پہلی تقریر مکرم سید مبارک احمد صاحب کی تھی جنہوں نے "حضرت مسیح موعودؑ کا جذبۂ خدمتِ اسلام" کے موضوع پر تقریر کی۔ ان کے بعد مکرم محمد امجد صاحب نے "روحانی خزائن کے ذریعہ علم ومعرفت کے حصول" پر روشنی ڈالی اور حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کے مطالعہ اور اُن روحانی خزائن سے استفادہ کرنے کی تلقین کی۔ بعدازاں محترم ناصر کاہلوں صاحب نے اپنے خطاب میں "اپنے ایمان کی حفاظت کے لیے احمدیوں کی قربانیاں" کے موضوع پر روشنی ڈالی اور خصوصاً آسٹریلیا میں بسنے والے شہداء اور اسیران راہ مولا اور ان کے خاندانوں کے حالات، ان پر توڑے جانے والے مظالم اور صبر و وفا کے نتیجے میں ان پر ہونے والے اللہ تعالیٰ کے احسانات کا ذکر کیا کہ کس طرح انتہائی نامساعد حالات کے باوجود احمدی اپنے ایمان پر قائم رہے اور اس راہ میں اپنا سب کچھ قربان کرنے پر مستعد رہے۔

اس کے علاوہ اس سیشن میں ’’نظامِ وصیّت۔ نظامِ نو‘‘ اور ’’وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا‘‘ کے موضوعات پر تقاریر ہوئیں۔ نظامِ وصیّت کے حوالے سے مکرم منظور قادر خان صاحب نے خصوصیت کے ساتھ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 14/اپریل 2015ء کا ذکر کیا جس میں حضورِ انور نے آسٹریلیا کے پہلے احمدی اور برِ صغیر سے باہر پہلے موصی حضرت صوفی حسن موسیٰ خان صاحبؓ کا ذکر کرتے ہوئے اپنی اس خواہش کا اظہار فرمایا تھا کہ جماعت احمدیہ آسٹریلیا کا ہر چندہ دہند، موصی ہو۔

لجنہ سیشن

اس سیشن کے متوازی لجنہ اماء اللہ آسٹریلیا نے اپنا الگ سیشن منعقد کیا، جس میں "اسلام میں شادی کے بارے میں تعلیمات"، "پردہ ۔ عورت کی حفاظت اور وقار کا ذریعہ"، "تربیتِ اولاد ۔ والدہ کی ذمہ داری"، "امن کے قیام کے لیے جماعتِ احمدیہ کا کردار"، "اسلام میں عورت کا مقام" اور "ہراک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے" کے موضوعات پر تقاریر ہوئیں۔

تبلیغ کے متعلق خصوصی سیشن

ہفتہ کے روز شام کو تبلیغ کے متعلق ایک خصوصی سیشن منعقد ہوا جس میں مکرم ڈاکٹر عمر شہاب خان صاحب اور مکرم کامران مبشر صاحب مبلغِ سلسلہ نے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات اور خواہش "تبلیغ کے کام کو مؤثر رنگ میں سرانجام دینے اور زیادہ سے زیادہ آسٹریلینز تک اسلام احمدیت کا پیغام پہنچانے اور ذاتی روابط بڑھانے" کے متعلق تلقین کی۔

اس کے علاوہ رشتہ ناطہ اور واقفین و واقفاتِ نو کی بھی الگ الگ میٹنگز منعقد ہوئیں۔ محترم مبارک احمد نذیر صاحب نے بھی واقفین و واقفاتِ نو سے خطاب کیا اور انہیں ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔

آسٹریلیا کے نیشنل ٹی وی چینل SBS پر جلسہ سالانہ آسٹریلیا کی نیوز

آسٹریلیا کے نیشنل ٹی وی چینل SBS کی نمائندہ اور کیمرہ مین مسجد بیت الھدیٰ آئے اور جلسہ سالانہ کے مختلف مناظر کی ویڈیو بنائی اور محترم امیر صاحب، صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ، ایک ناصر، طفل اور ناصرہ (بچی) سے انٹرویو لیا۔ یہ خبر شام 6:30 بجے کی نیشنل نیوز پر براڈ کاسٹ ہوئی، جلسہ سالانہ کے متعلق یہ نیوز اور video clip کا دورانیہ دو منٹ سے زائد تھا۔ SBS چینل نہ صرف آسٹریلیا میں دیکھا جاتا ہے بلکہ جنوب مشرقی ایشیا کے بیشتر ممالک میں بھی اس کی نشریات دیکھی جاتی ہیں۔

تیسرا دن
27 دسمبر 2015ء بروز اتوار

جلسہ سالانہ آسٹریلیا کے تیسرے روز کا آغاز بھی باجماعت تہجد، نمازِ فجر اور اس کے بعد درس سے ہوا۔

جلسہ سالانہ کے چوتھے اور آخری سیشن کا آغاز اتوار کے روز ساڑھے دس بجے محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ آسٹریلیا کی صدارت میں شروع ہوا۔ تلاوت اور نظم کے بعد آج کے سیشن کی پہلی تقریر "ذکرِ الٰہی ۔ اطمینانِ قلب کا ذریعہ" کے موضوع پر تھی جو کہ مکرم خالد عبدالناصر صاحب نے کی ۔ اپنی تقریر میں آپ نے قرآن کریم کی آیت اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْب کے حوالے سے بتایا کہ انسانی دل اور روح صرف خدا کے ذکر ہی سے تسکین پا سکتی ہے۔ اور آج کے اس مادی دور میں ذکرِ الٰہی کے ذریعہ سے ہی ہم اطمینانِ قلب حاصل کر سکتے ہیں۔

آپ کے بعد مکرم رمضان شریف صاحب نے "عالمگیر امن کا پیغام" کے موضوع پر تقریر کی۔ آپ کی تقریر Presentation پر مشتمل تھی جس میں آپ نے ساری دنیا میں جماعت کی طرف سے قیامِ امن کی کوششوں کا ذکر کیا۔ آپ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورۂ فرانس، جاپان، امریکہ، جرمنی وغیرہ کے دوران حضور انور کے خطابات اور اسی طرح برطانوی اور یورپین پارلیمنٹ اور کیپیٹل ہِل (امریکہ) سے خطابات کو Highlight کیا۔ اسی طرح حضور انور کے عالمی سربراہان کو قیامِ امن کے لیے لکھے گئے خطوط کا حوالہ دیا۔ اپنے محدود وسائل کے باوجود جماعت احمدیہ آسٹریلیا قیامِ امن اور خدمتِ انسانیت کے لئے جو کام کر رہی ہے اس کے بارے میں حاضرین کو بتایا۔ الحمدللہ جماعت احمدیہ آسٹریلیا کی یہ عاجزانہ کوششیں ہر سطح پر Recognise کی جاتی ہیں اور فیڈرل پارلیمنٹ کے ایک اجلاس میں Michelle Rowland MP نے خصوصیت کے ساتھ ان کا ذکر کیا۔

اس کے بعد مکرم مرزا یاسر احمد صاحب نے ''ذِکرِ حبیب'' کے موضوع پر تقریر کی۔ آپ نے اپنی تقریر میں حضرت مسیح موعودؑ کی سیرت کے مختلف واقعات سنائے جو حضرت مسیح موعودؑ کی مہمان نوازی، عاجزی، علم، صحابہؓ سے محبت وغیرہ کے متعلق تھے۔

آپ کی تقریر کے بعد Deputy Mayor of Blacktown، Councellor Jacquline Donaldson اور پھر آسٹریلین ہندو ایسوسی ایشن کے نمائندہ نے حاضرین سے خطاب کیا اور جماعت احمدیہ آسٹریلیا کو جلسہ سالانہ کے کامیاب انعقاد پر مبارکباد دی۔

تقریب علمِ انعامی

سال 2014-2015ء کے دوران علمِ انعامی حاصل کرنے والی مجلس کا اعلان نائب صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ آسٹریلیا مکرم عثمان محمود صاحب نے کیا۔ اور امسال پہلی دفعہ مجلس خدام الاحمدیہ لینگ وارن (Langwarrin) میلبورن کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ وہ سال کی بہترین مجلس قرار پائی۔ محترم امیر صاحب نے قائد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ لینگ وارن کو علمِ انعامی دیا۔ جبکہ اطفال الاحمدیہ کے علمِ انعامی کے لیے مجلس لوگان (برسبن) بہترین مجلس قرار پائی اور ناظم صاحب اطفال نے محترم امیر صاحب سے علمِ انعامی وصول کیا۔

تقریب تقسیم تعلیمی ایوارڈز، سرٹیفکیٹس و خصوصی شیلڈز

اس کے بعد حسب روایت اعلیٰ تعلیمی کامیابی حاصل کرنے والے طلباء و طالبات کو میڈلز اور سرٹیفکیٹ دئے گئے۔ امسال الحمدللہ ایک احمدی طالبعلم مکرم خضر رانا صاحب نے South Australia میں 99.95% نمبر حاصل کر کے تمام سٹیٹ میں اوّل پوزیشن حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ تمام طلباء کے لئے ان کے اعزازت مبارک کرے اور آئندہ مزید ترقیات عطا فرمائے۔ آمین

اس کے علاوہ دورانِ سال وقارِ عمل اور دیگر جماعتی خدمات بجالانے والے افرادِ جماعت کو خصوصی شیلڈز دی گئیں۔

تقریب تقسیمِ انعامات کے بعد محترم امیر صاحب نے جلسہ سالانہ کے شرکاء سے خطاب کیا۔ اپنی اختتامی تقریر میں آپ نے ایک دفعہ پھر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے جلسہ سالانہ آسٹریلیا کے موقع پر دیے گئے خصوصی پیغام کا ذکر کیا اور احباب کو حضور انور کی ہدایات پر عمل کرنے کی تلقین کی۔ محترم امیر صاحب کی ہدایت پر حضور انور کے پیغام کی 1000 کاپیاں جو اُردو پیغام اور اس کی انگلش ٹرانسلیشن پر مشتمل تھا احباب و خواتین میں تقسیم کی گئیں تا کہ وہ یہ پیغام گھروں میں لے جائیں۔

اس کے علاوہ محترم امیر صاحب نے جلسہ سالانہ کے شرکاء اور تمام کارکنان کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے کئی ماہ مسلسل محنت اور وقارِ عمل کے ذریعہ جلسہ سالانہ کے انتظامات کئے۔ محترم امیر صاحب نے خصوصیت کے ساتھ موسم کا ذکر کیا جس کے بارے میں بہت پریشانی تھی لیکن جلسہ کے تینوں دن موسم بے حد خوشگوار رہا۔ جس کا ذکر کرتے ہوئے محترم امیر صاحب نے کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل اور حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔

اپنی تقریر میں محترم امیر صاحب نے دنیا کے تیزی سے بدلتے ہوئے حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطابات کے حوالہ سے جماعت کو کثرت سے دعائیں کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

جلسہ سالانہ کا اختتام اجتماعی دعا سے ہوا جس کے بعد خدام اور انصار کی مختلف ٹیموں نے نظمیں پیش کیں۔

آسٹریلیا کے نیشنل ٹی وی چینل 7 پر جلسہ سالانہ آسٹریلیا کی نیوز

اس روز بھی آسٹریلیا کے ایک بڑے نیشنل ٹی وی چینل 7 کا نمائندہ اور کیمرہ مین جلسہ سالانہ کی کوریج کے لئے آئے اور Ratings کی ویب سائٹ کے مطابق 26 دسمبر 2015ء کی نیوز جس پر 30 سیکنڈز سے زائد جلسہ سالانہ کی خبر دکھائی گئی ۔ ٹی وی رینکنگ کی ویب سائٹ کے مطابق اس کو پورے آسٹریلیا میں 9,40000 افراد نے دیکھا۔ اس طرح الحمدللہ، ثم الحمدللہ جلسہ سالانہ کے ذریعہ جماعت احمدیہ کا تعارف دو دنوں میں ملین افراد سے زیادہ تک پہنچا۔

محترم امیر صاحب (انعام الحق کوثر صاحب) کا آسٹریلیا میں یہ پہلا جلسہ سالانہ تھا اور اس حوالے سے آپ فکر مند بھی تھے جس کا اظہار بھی آپ نے کیا لیکن الحمدللہ، جلسہ کے انتظامات ہر لحاظ سے بہتر تھے اور جلسہ ہر لحاظ سے کامیاب رہا۔ بیرونِ ملک اور اسی طرح آسٹریلیا کے مختلف حصوں سے آنے والے مہمانوں نے جلسہ کے انتظامات پر خوشی کا اظہار کیا اور بعض ایسے احمدی جنہیں پاکستان کے بعد اب جلسہ میں شمولیت کا موقع ملا وہ کہہ اٹھے کہ "ربوہ کی یاد تازہ ہوگئی" اور بعض نے کہا کہ یہ جلسہ Mini UK Jalsa لگتا ہے۔

✵......جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے جلسہ سالانہ کا ایک مقصد یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ دورانِ سال جو بہن بھائی وفات پا جائیں ان کے لیے دعائے مغفرت کی جائے۔ چنانچہ نیشنل جنرل سیکرٹری مکرم خلیل شیخ صاحب نے ایسے تمام افرادِ جماعت کے نام اختتامی تقریب کے دوران پڑھ کر سنائے اور ان کے لیے دعائے مغفرت کی تحریک کی۔

✵......جلسہ کے موقع پر بک سٹال ، جماعت احمدیہ آسٹریلیا کی تاریخ اور خدمتِ انسانیت کے لئے کی گئی جماعت احمدیہ آسٹریلیا کی کاوشوں پر مبنی نمائش اور جلسہ بازار وغیرہ کا بھی اہتمام کیا گیا۔

الغرض جماعت احمدیہ آسٹریلیا کا 31واں جلسہ سالانہ اپنی برکتیں، رحمتیں اور اللہ تعالیٰ کے لامحدود فضلوں کو بانٹتا ہوا اختتام پذیر ہوا اور تمام شرکاء اللہ تعالیٰ کی حمد کے ترانے گاتے ہوئے اس امید پر اپنے گھروں کو روانہ ہوئے کہ اللہ تعالیٰ جلد انہیں دوبارہ اس بابرکت اجتماع کے لئے واپس لائے اور جو انہوں نے یہاں سیکھا ہے اللہ تعالیٰ انہیں اپنی زندگیوں میں اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

✵......جلسہ سالانہ کے اختتام پر اگلے روز 28 دسمبر 2015ء بروز سوموار کو کارکنان کے لیے سپیشل ڈنر کا انتظام کیا۔ اس تقریب سے مبارک احمد نذیر صاحب آف کینیڈا، افسر جلسہ سالانہ مکرم فیروز علی شاہ صاحب، افسر جلسہ گاہ مکرم عبدالنور آفتاب صاحب اور افسر خدمتِ خلق مکرم وقاص احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ آسٹریلیا نے بھی خطاب کیا اور تمام کارکنان اور معاونین کی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے شکریہ ادا کیا۔

محترم امیر صاحب انعام الحق کوثر صاحب نے بھی کارکنان سے خطاب کیا اور اپنے خطاب کے دوران کہا کہ آپ سب کی خدمت کا اَجر تو اللہ تعالیٰ آپ کو دے گا اور ہم آپ سب کے لیے دعا کرتے ہیں۔ محترم امیر صاحب نے جلسہ کے انتظامات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ عموماً تمام مہمانوں نے جلسہ کے انتظامات کی تعریف کی لیکن تمام افسران، ناظمین اور کارکنان اپنی رپورٹس دیں اور یہ بھی ذکر کریں کہ ان کے نزدیک کہاں بہتری کی گنجائش ہے تا کہ Red Book میں درج کیا جا سکے اور آئندہ سال مزید بہتر انتظامات کیے جا سکیں۔

آپ نے ربوہ کے جلسہ سالانہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ جلسہ کے اگلے روز حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کارکنان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا کرتے تھے اور اس میں "پائے" بھی پکائے جاتے تھے، چنانچہ اس روایت کو زندہ کرتے ہوئے ڈنر میں چکن اور چاول وغیرہ کے ساتھ پائے اور مغز بھی پیش کیے گئے۔

بعد ازاں اکثر کارکنان نے محترم امیر صاحب اور محترم مبارک احمد نذیر صاحب کے ساتھ بیٹھ کر خلافت جوبلی ہال ہی میں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جلسہ سالانہ قادیان سے خطاب براہِ راست دیکھا۔ تقریباً 400 سے زائد کارکنان و کارکنات اس پروگرام میں شامل ہوئے۔

☆......☆......☆

امام وقت کا کام

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

''مختلف طبیعتیں ہیں مختلف تربیتی دَوروں میں سے انسان گزرتا ہے اور خلیفۂ وقت اور امام وقت کا یہ کام ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جماعت کو تربیت کے مقامات میں سے درجہ بدرجہ آگے ہی آگے لئے جاتا چلا جائے تا کہ وہ خدا تعالیٰ کی رضا کو زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے والی ہو اور اللہ تعالیٰ کی محبت انہیں بہت زیادہ مل جائے۔''

(خطباتِ ناصر جلد 2 صفحہ 133)

قائم شدہ 1952ء

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

SHARIF JEWELLERS

SINCE 1952

Aqsa Road Rabwah

0092 47 6212515

28 London Rd, Morden SM4 5BQ

0044 20 3609 4712

مجلس انصاراللہ برطانیہ کے 33ویں سالانہ اجتماع کا بابرکت انعقاد

امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا پُرمعارف خطاب اورنہایت اہم نصائح

علمی وورزشی مقابلوں اوررُوح پرور ماحول میں تربیتی وتعلیمی اجلاسات کا انعقاد۔

مختلف موضوعات پرعلماءسلسلہ کی پُرمغزتقاریر۔15ممالک سے نمائندگان کی شمولیت۔

(فرخ سلطان محمود ۔ ناظم رپورٹنگ)

مجلس انصاراللہ برطانیہ کا 33واں سالانہ اجتماع نہایت کامیابی کے ساتھ مسجد بیت الفتوح مورڈن کے احاطہ میں 18، 19اور 20/ستمبر 2015ء کومنعقد ہوا۔ امسال اجتماع کا انعقاد مجلس عالمگیر کی 75 سالہ تاریخ کے حوالہ سے خصوصی اہمیت کا حامل تھا۔ سیّدنا حضرت مصلح موعودرضی اللہ عنہ کی دُوررس نگاہ نے 1940ء میں مجلس انصاراللہ کے قیام کا اعلان کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا تھا کہ لجنہ اماء اللہ، خدام الاحمدیہ، اطفال الاحمدیہ کے بعد انصاراللہ کے قیام کے ساتھ احمدیت کی عمارت کی چاروں دیواریں مکمل ہوگئی ہیں۔

خلفاءاحمدیت نے متعدد خطبات، خطابات اور پیغامات کے ذریعہ انصارکواُن کی ذمہ داریوں سے آگاہ کرنے کا سلسلہ بھی ہمیشہ جاری رکھاہے۔ بلکہ تین خلفاءکرام اپنے دَورخلافت میں یا اُس سے قبل صدر مجلس انصاراللہ مرکزیہ کی حیثیت سے بھی انصار کی رہنمائی فرماتے رہے ہیں۔

اجتماع گاہ کا خوشنما منظر

مسجد بیت الفتوح مورڈن کے احاطہ میں دو وسیع وعریض مارکیاں نصب کی گئی تھیں جن میں سے ایک اجتماع گاہ اوردوسری طعام گاہ کے طور پر استعمال ہورہی تھی۔ اجتماع کی خصوصی اہمیت اور بیرونی ممالک سے تشریف لانے والے مہمانوں کی وجہ سے نہ صرف مارکی کا بلکہ سٹیج کا سائز بھی گزشتہ سال کی نسبت نمایاں بڑا تھا۔ سٹیج کے پس منظر میں سورۃ آل عمران کی آیت 104 میں سے ”وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَاتَفَرَّقُوْا“ کے الفاظ (اردو اور انگریزی تراجم کے ساتھ) درج تھے۔ دراصل یہ وہ بنیادی پیغام تھا جواس تاریخی اجتماع کے حوالہ سے دیا جانا مقصود تھا۔ اجتماع کی مارکی کی دونوں اطراف میں مختلف بینرز لگائے گئے تھے جن پر حضرت مسیح موعودعلیہ السلام اورخلفائے سلسلہ کے پاکیزہ ارشادات درج تھے۔ اجتماع گاہ کے آخری حصہ میں ایک خوبصورت اورنہایت مفید نمائش کا اہتمام کیا گیا تھا جس میں دعوت الی اللہ اورقرآن کریم کے حوالہ سے دیدہ زیب چارٹس اور بینرز کی شکل میں دلچسپ معلومات پیش کی گئی تھیں۔ اس کے علاوہ مغربی افریقہ کے مختلف ممالک میں تعمیر کئے جانے والے ماڈل ویلیجز (Model Villages) کے حوالہ سے بھی بہت دلچسپ معلومات پیش کی گئی تھیں۔ نیز مالی میں بنائے جانے والے ایک ماڈل ویلیج کا ماڈل بھی نمائش کے لئے رکھا گیا تھا جو خاص طور پر دلچسپی کے ساتھ دیکھا گیا۔

اجتماع کا پروگرام، حاضری اورانتظامیہ

امسال اجتماع کے تینوں ایام میں نہایت روح پرور ماحول میں برطانیہ کے طول وعرض سے تشریف لانے والے 2202/ انصار کے علاوہ 15 بیرونی ممالک سے شامل ہونے والے معزز نمائندگان نیز خدام اوربچوں کی ایک بڑی تعداد بھی شامل ہوئی۔ کُل حاضری 3100 سے زائد تھی۔ اس اجتماع میں جرمنی، کینیڈا، آسٹریلیا، پاکستان، ہالینڈ، ڈنمارک، ملائشیا، ناروے، سپین اور سویڈن کے صدور نیز فرانس، غانا، نائیجیریا، شام اورامریکہ کے نمائندگان نے شرکت کی۔

تینوں دن نماز تہجد باجماعت ادا کی گئی اور نماز فجر کے بعد درس (قرآن کریم، حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ملفوظات حضرت اقدس مسیح موعودؑ) کا پروگرام ہوتا رہا۔

ہفتہ اوراتوار کے دونوں دن ناشتہ کے بعد قریباً ساڑھے نو بجے بیک وقت مختلف علمی اورورزشی مقابلہ جات کا انعقاد عمل میں آتا رہا۔ اس موقعہ پر منعقد ہونے والے علمی مقابلہ جات میں تلاوت، نظم خوانی، تقریر، فی البدیہہ تقریر، پیغام رسانی اورحفظ قرآن کے مقابلے شامل تھے جبکہ ورزشی مقابلوں میں والی بال، رسّہ کشی اور گولہ پھینکنا کے علاوہ اتھلیٹکس سے متعلق بعض مقابلے بھی منعقد ہوئے۔ انفرادی مقابلہ جات کے دومعیار مقرر تھے۔ یعنی یوکے سے تعلق رکھنے والے انصاراور بیرونی ممالک سے آنے والے مہمانان۔ اسی طرح مہمانوں کے والی بال کے نمائشی مقابلے بھی کروائے گئے۔ ان مقابلہ جات کے فائنل میں یوکے نے جرمنی کو ہراکر پہلا انعام حاصل کیا۔

علمی مقابلے اجتماع گاہ کے علاوہ ناصر ہال اورنُور ہال میں منعقد کئے گئے جبکہ ورزشی مقابلہ جات کے لئے مسجد کے سامنے واقع وسیع گراؤنڈ میں انتظام کیا گیا تھا۔ اسی گراؤنڈ میں پارکنگ کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔ دورانِ اجتماع رات کوقیام کرنے والے انصار کی رہائش کا انتظام طاہر ہال کے ایک حصہ میں کیا گیا تھا۔ قریباً ساڑھے تین صد انصار نے یہاں قیام کیا۔

طعام گاہ کے طور پرایک علیحدہ مارکی لگائی گئی تھی جو 20 میٹر چوڑی اور 80 میٹر لمبی تھی۔ اس مارکی میں 1700 کرسیاں لگائی

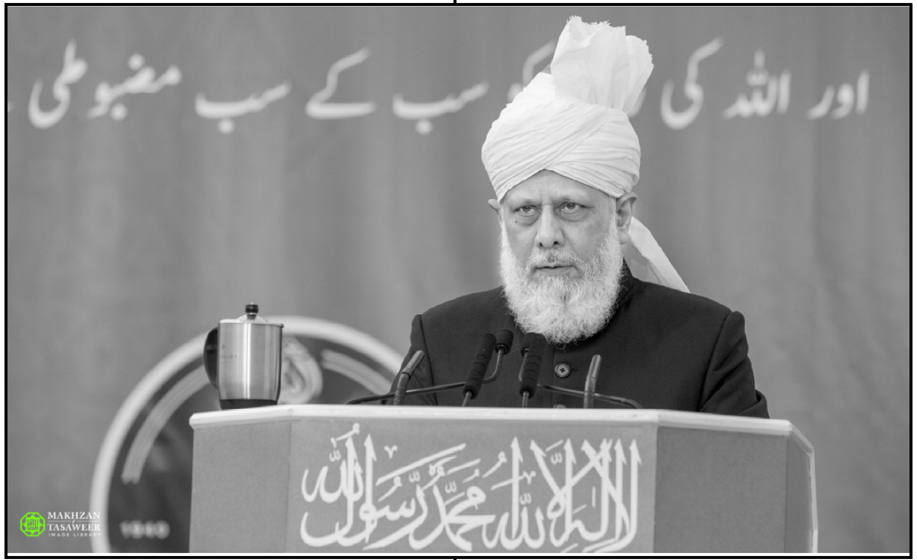

گئی تھیں۔ مارکی میں سروس کیلئے 8 پوائنٹس بنائے گئے تھے اوردو صد انصار کھانا کھلانے کی ڈیوٹی پر متعیّن تھے۔ نیز چائے وغیرہ کا انتظام ہمہ وقت موجود رہا۔ مقامی مجالس کی سہولت کے لئے مختلف قیادتوں نے اپنے سٹالز بھی لگائے تھے۔ ان میں قیادت تعلیم، مال، تجنید، تبلیغ، تعلیم القرآن، عمومی اورنومبایعین کے شعبہ جات کے سٹالز شامل تھے۔

اس اجتماع کے ناظم اعلیٰ مکرم ڈاکٹر چودھری اعجازالرحمٰن صاحب نائب صدر اوّل تھے۔ جن کے ساتھ 8 نائب ناظمین اعلیٰ اور 125 ناظمین اورنائب ناظمین تھے اس کے علاوہ تقریباً 300 انصار نے انتظامات کواحسن رنگ میں سرانجام دے کراس تاریخی اجتماع کی کامیابی میں اہم کردارادا کیا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام خدمت کرنے والوں کی مساعی کوقبول فرمائے۔ آمین

افتتاحی اجلاس

18/ستمبر 2015ء کوقریباً پونے چار بجے سہ پہر اجتماع کے افتتاحی اجلاس کے باقاعدہ آغاز سے قبل لوائے انصاراللہ لہرانے کی تقریب مسجد بیت الفتوح کے احاطہ میں نصب کی جانے والی وسیع وعریض مارکی میں عمل میں آئی۔

افتتاحی اجلاس کی صدارت مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ برطانیہ نے کی۔ کارروائی کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ تلاوت ونظم کے بعد مکرم امیر صاحب نے انگریزی میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ خلافت پر ایمان رکھنے والے ہی کامیابی اورترقیات کا منہ دیکھتے ہیں لیکن خلافت پرایمان رکھنے کے نتیجہ میں ہم پر بعض ذمہ داریاں بھی عائد ہوتی ہیں۔ آپ نے مختلف اخلاقی پہلوؤں مثلاً سچائی اور دیانتداری پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ جھوٹ اور بدعنوانی میں مبتلا لوگوں کی اولاد پرمنفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ قول سدید کہنے کے حکم پرعمل نہ کرنے سے معاشرتی تعلقات متاثر ہوتے ہیں۔ اَنا کے نتیجہ میں گھر برباد ہونے لگتے ہیں۔ پس آئندہ نسلوں کی تربیت کی خاطرہمیں اپنے عمل پرغور کرنا چاہئے۔ بچوں کی نیک راہوں کی طرف رہنمائی کرنی چاہئے اوران کے لئے دعا کرنی چاہئے۔ تعلیمی میدان میں بھی اُن کا خیال رکھنا چاہئے اور برطانیہ میں جاری تعلیمی نظام سے استفادہ کرنا چاہئے۔ اس وقت دنیا کی 20 بہترین یونیورسٹیوں میں سے 5 کا تعلق برطانیہ سے ہے۔ اور یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ خلافت احمدیہ کی وجہ سے احمدی مسلمانوں کواس معاشرہ میں احترام کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔

تقریر کے اختتام پرمکرم امیر صاحب نے دعا کروائی۔

اسلام کی امتیازی خصوصیات

باقاعدہ افتتاح کے بعداجتماع کی پہلی تقریر سلسلہ کے جیّد عالم اور بزرگ محترم سیّد میرمحمود احمد صاحب ناصر نے موازنہ مذاہب کے حوالہ سے اسلام کی امتیازی خصوصیات کے موضوع پرنہایت دلنشیں انداز میں اردو زبان میں کی۔ آپ نے اسلام کی اعلیٰ وارفع تعلیم کا عیسائیت اور یہودیت کی تعلیم سے تقابلی جائزہ پیش کرتے ہوئے 20 سے زیادہ نکات بیان فرمائے۔

محترم میر صاحب نے بتایا کہ اسلام کا بنیادی عقیدہ توحید ہے جو واضح اقرار کے ساتھ اوربغیر کسی شک وشبہ اورابہام کے ہونی چاہئے۔ اگرچہ بعض عیسائی بھی خدا کوایک مانتے ہیں لیکن وہ تثلیث کے بھی قائل ہیں۔ یہودی بھی انسانی بزرگوں کی تحریر کردہ کتب کوخدا کی کتب قرار دیتے ہیں۔ پھر اسلام ایک ایسے نبی کوپیش کرتا ہے جو اسوۂ حسنہ اورکامل ترین نمونہ ہے۔ لیکن اہل کتاب اپنے نبیوں پر خود ہی شرک، جھوٹ اور بدکاری کے الزامات لگاتے ہیں۔ پھر اسلام ہرقوم، ہرنسل اور ہرزبان بولنے والے سے خطاب کرتا ہے لیکن اہل کتاب صرف اپنی قوم سے ہی مخاطب ہوتے ہیں۔ پھر قرآن کریم ہرقسم کی تحریف، تضاد اور تبدیلی سے پاک ہے۔ اورقرآن کریم کا یہ بھی چیلنج ہے کہ اس کی طرح کی ایک سورۃ ہی بنا کرلے آؤ۔ اسی طرح قرآن کریم کی زبان ہرلحاظ سے پاکیزہ اور مہذّب ہے اور اس کے مضامین نہایت اعلیٰ، تحقیقی اورزبان دانی کے لحاظ سے عمدہ ہیں جبکہ بائبل کے محققین نے بھی بائبل کی زبان کوادنیٰ قرار دیا ہے۔ پھر قرآن کریم قطعی طور پر جارحانہ حملہ کرنے سے منع کرتا ہے۔ صرف اُن سے لڑائی کرنے کا حکم دیتا ہے جوحملہ کرتے ہیں۔ جبکہ بائبل میں ایسے مظالم کا حکم ہے جس میں شہر کے تمام مردوں، عورتوں، بچوں اور جانوروں کوقتل کرکے شہر کوجلا کر خاکستر کردینے کا حکم ہے۔ جبکہ قرآن کریم عمداً قتل کرنے والوں کے علاوہ کسی کوقتل کرنا جائز قرار نہیں دیتا اورقاتل کے لئے معافی اوردیت وغیرہ کے راستے کھلے رکھے ہیں۔ پھر اسلام میں جنگ کے علاوہ کسی کو قیدی بنانے کی اجازت نہیں۔ اوررحم کرکے یا فدیہ لے کر رہا کرنے کا حکم بھی دیا بلکہ پرانے قیدیوں (غلاموں) کومکاتبہ کے ذریعہ رہا کرنے کا حکم بھی دیا۔

اسلام کی ایک خوبی اہل لوگوں کوذمہ داریاں سپرد کرنے کا حکم ہے۔ ایک حدیث کے مطابق تباہی کی گھڑی اُس وقت آئے گی جب لوگ امانات ضائع کرنے لگیں گے۔ عہدے بھی امانت ہیں اوران کوصرف اہل لوگوں کے سپرد کرنے کا حکم ہے جبکہ بائبل میں سارے انتظامی اختیارات ایک ہی قبیلہ کے سپرد کئے جانے کا حکم ہے خواہ وہ کسی قابل ہو یا نہ ہو۔

اسی طرح اسلام نے سب سے بڑے گناہ یعنی شرک کی سزا مقرر نہیں کی بلکہ سزا صرف اُس کے لئے ہوگی جوکسی دوسرے کے بدن پر، اُس کے مال پر یا اُس کی عزت پرحملہ کرے۔ اس کے علاوہ کسی جرم کی سزا نہیں دی گئی۔ لیکن بائبل میں شرک کی سزا بھی موت رکھی گئی ہے۔

پھر اسلام ظاہری صفائی کا بھی حکم دیتا ہے جو دیگر مذاہب میں نظر نہیں آتا۔ آنحضورصلی اللہ علیہ وسلم نے مَردوں کوخاص طور پرصاف رہنے کا ارشاد فرمایا ہےاورگھروں کے صحنوں کی صفائی کا بھی حکم دیا ہے۔ نیز خوراک میں ایسی اشیاء حرام قرار دی ہیں جو جسم، دماغ، اخلاق یاروحانیت کے لئے مُضر ہوں۔

پھر اسلام میں مجددین کا نظام قائم ہے۔ اسی طرح معاشیات کے بارہ میں دو بنیادی اصول ہیں۔ اوّل یہ کہ زمین میں جو کچھ ہے وہ سب انسانوں کی ملکیت ہے نہ کہ کسی ایک گروپ کی۔ اور دوسرا یہ کہ محنت اورکوشش کے نتیجہ میں ذاتی ملکیت میں کمی بیشی ہوسکتی ہے۔ اسی طرح سود سے ممانعت اور ورثہ کی تقسیم کے اصول بھی اسلام نے بیان فرمائے ہیں۔

آپ نے بتایا کہ عیسائیت نے Faith اور Reason کے دائروں کوالگ الگ کردیا ہے مگر اسلام نے الہام اورعقل کے درمیان ایک لطیف تعلق قائم کیا ہے۔ نیز قرآن کریم نے سائنسی قواعد کے حوالہ سے بنیادی طور پرتین امور بیان فرمائے ہیں اوّل یہ کہ ساری کائنات میں ہرجگہ ایک ہی اصول جاری ہوگا اورکوئی تضاد نہیں ہوگا۔ دوسرا ارتقاء کا اصول ہے اورتیسرا اصول یہ ہے کہ Cause اور Effect لازم وملزوم ہیں۔

نماز باجماعت کی ادائیگی اورانصار کی ذمہ داری

اجلاس کی دوسری تقریرمکرم مولانا عطاءالمجیب راشد صاحب نائب امیر وامام مسجد فضل لندن کی انگریزی زبان میں تھی۔ آپ نے عبادت (خصوصاً نماز باجماعت) کے حوالہ سے انصارکواُن کی ذمہ داریوں کی طرف نہایت احسن رنگ میں توجہ دلائی۔

آپ نے کہا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بارہا نماز باجماعت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے واضح طور پرفرمایا ہے کہ کام کے لئے نماز کونہ چھوڑو بلکہ نماز کے لئے کام کوچھوڑدو۔

آپ نے بتایا کہ نماز کودین کا ستون قرار دیا گیا ہے چنانچہ اگرنماز قائم نہ رہےاورشرائط کے مطابق وضو کرکے، کھڑے ہوکر اورتوجہ سے ادا نہ کی جائے تو دین کی عمارت قائم نہیں رہ سکتی۔ جلدی میں نماز ادا کرنا اقامۃ الصلوٰۃ نہیں ہے۔ انصار اپنے مقام کے لحاظ سے اس سوال کا جواب خود تلاش کریں کہ کیا وہ نماز کا حق ادا کررہے ہیں۔

مکرم امام صاحب نے قرآن کریم، اسوۂ نبویؐ اورحضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے نماز باجماعت کی اہمیت کواجاگر کیا۔ آپ نے بتایا کہ مسجدوں کی تعمیر اصل چیز نہیں ہے بلکہ مسجدوں کونمازیوں سے بھرنا اصل کام ہے اور یہ انصاراللہ کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ تجربہ اورحکمت کے ساتھ اس بارہ میں دوسروں کی راہنمائی کرنے کا فرض ادا کریں۔

مجلس انصاراللہ کے قیام کے بعد حضرت مصلح موعودؓ نے انصارکواُن کی بنیادی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے یہ بھی فرمایا تھا کہ ”اس فیصلہ کے ذریعہ اس امرکی بھی نگرانی رکھی جائے گی کہ کوئی شخص ایسا نہ رہے جومسجد میں نماز باجماعت ادا کرنے کا پابند نہ ہو“۔ پس نماز باجماعت کا قیام انصاراللہ کی تنظیم کا ایک اہم مقصد ہے۔ اور جب انصار اپنی زندگی کے اختتام کی طرف بڑھ رہے ہوں تو اُن کا فرض ہے کہ اپنے خاندان میں اورنسلوں میں نماز باجماعت کی اہمیت کوقائم کریں اوراس مقصد کے لئے بچوں پرسختی کرنے کی بجائے اپنا نمونہ پیش کریں۔ انہیں چاہئے کہ قرآن کریم میں بیان فرمودہ دوانبیاء کی مثالیں ہمیشہ پیش نظر رکھیں جن کی نماز اورعبادت کی مثال خدا تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے۔ یہ انبیاء حضرت اسماعیل علیہ السلام اورحضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

انصاراللہ کا قیام۔ حضرت مصلح موعودؓ کا عظیم احسان

اس اجلاس کی آخری تقریر مکرم ڈاکٹر محمد احمد اشرف صاحب نائب صدر مجلس انصاراللہ پاکستان کی تھی جس میں آپ نے مجلس انصاراللہ کے قیام کے حوالہ سے حضرت مصلح موعودؓ کے عظیم احسان کا ذکر کیا اور مجلس انصاراللہ کی ذمہ داریوں اور اس کی خدمات کا تذکرہ کیا۔ یہ تقریر الفضل انٹرنیشنل کے 26 فروری 2016ء شمارہ میں شائع کی جاچکی ہے۔

چند مہمان نمائندگان کا اظہار خیال

بعدازاں چند مہمان نمائندگان نے حاضرین سے مختصراً اپنے خیالات کا اظہار کیا اور اپنے ملک میں انصاراللہ کے تحت ہونے والی چیدہ چیدہ سرگرمیوں پر روشنی ڈالی۔ جن میں مکرم شاہد منصور صاحب صدر انصاراللہ کینیڈا، مکرم فیروز علی صاحب صدر مجلس انصاراللہ آسٹریلیا اور نائیجیریا مجلس عاملہ کے رُکن خصوصی مکرم Sanusi Ahmed Babatunde صاحب نے اپنے صدر مجلس مکرم Alhaji Mikail Babatunde Odukoya صاحب کا مرسلہ پیغام پڑھ کر سنایا۔

اجلاس کے بعد نماز مغرب وعشاء باجماعت ادا کی گئیں۔

بروز ہفتہ 19 ستمبر 2015ء

صبح ساڑھے نو بجے مختلف علمی اور ورزشی مقابلہ جات کا آغاز ہوا جو دوپہر کے کھانے تک جاری رہے۔ بعدازاں نماز ظہر وعصر باجماعت ادا کی گئیں اور اس کے بعد پونے تین بجے دوسرے اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی جو مکرم حافظ مظفر احمد صدر مجلس انصاراللہ پاکستان کی زیرصدارت منعقد ہوا۔ اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور نظم سے ہوا۔

ذکرِ حبیب۔ دعوت الی اللہ کے آئینہ میں

اس اجلاس کے پہلے مقرر مکرم مولانا عبدالماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن تھے۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوت الی اللہ کے لئے جوش کو بیان کر کے انصار کو بھی اس میدان میں آگے بڑھنے کی تلقین کی۔

آپ نے بتایا کہ اگرچہ دین اسلام اپنے دلائل اور تعلیم کی رُو سے دیگر ادیان پر حاوی ہے تاہم اس کی کامل طور پر دنیا بھر میں اشاعت ایسے وقت کو چاہتی تھی جب دنیا ایک Global Village کی شکل اختیار کرلے۔ چنانچہ یہ وقت مسیح موعودؑ کے دَور میں آیا جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز کامل تھے اور آپؑ کو بھی تبلیغِ دین کا وہی جوش عطا ہوا تھا جو انبیاء کا ہی خاصا ہے۔ آپؑ نے بارہا فرمایا کہ ’’اِس راہ میں اگر مجھے اپنی جان بھی قربان کرنی پڑے تو کوئی فکر نہیں‘‘۔ ایک بار فرمایا کہ ’’خطرہ ہوتا ہے کہ تبلیغ کے جوش کی وجہ سے میرا دماغ نہ پھٹ جائے‘‘۔

مقرر موصوف نے حضرت اقدسؑ کی نثر اور نظم میں سے ایسے کئی اقتباسات اور اشعار پیش کئے جن سے حضور علیہ السلام کے جوش کا اندازہ ہوتا تھا۔ مثلاً ایک بار فرمایا: ’’جب کوئی دینی ضروری کام آپڑے تو مَیں اپنے اوپر کھانا پینا اور سونا حرام کر دیتا ہوں جب تک وہ کام نہ ہو جاوے‘‘۔

چنانچہ قادیان کے ہندو لالہ ملاوامل کے ساتھ حضور علیہ السلام کے تعلق کا آغاز بھی حضورؑ کی تبلیغ کا ہی نتیجہ تھا۔

پھر جب بٹالہ کے قدرت اللہ نے اسلام ترک کر کے عیسائیت قبول کرلی تو حضورؑ اس قدر بے قرار ہوئے کہ آپؑ نے منشی نبی بخش صاحب کو بھجا کہ اُن کو واپس اسلام میں لائیں اور یہ دلائل پیش کریں۔ فرمایا کہ اگر میری ضرورت ہو تو مَیں بھی وہاں آجاؤں گا۔ تاہم منشی صاحب کی کوشش کامیاب ہوئی اور قدرت اللہ مسلمان ہوگیا۔

ایک بار حضورؑ کو شدید کمزوری اور ضعف کا غلبہ تھا۔ آپؑ نے قریب بیٹھنے والوں سے فرمایا کہ اگر انہیں اسلام پر کوئی اعتراض یاد ہو تو وہ کیا جائے۔ جب کسی کو یاد نہ آیا تو پھر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں نعت سنی شروع کی اور اس کے بعد ایک اعتراض کا جواب دیتے ہوئے ایسا جوش پیدا ہوا کہ دورہ جاتا رہا۔

حضرت اقدسؑ کی دلی تمنّا تھی کہ اسلام کا ساری دنیا میں بول بالا ہو۔ چنانچہ ایک بار جب حضرت مصلح موعودؓ نے حضرت اقدسؑ سے کرکٹ کا میچ دیکھنے کے لئے میدان میں آنے کی درخواست کی تو حضورؑ نے فرمایا: تمہارا گیند تو گراؤنڈ کے باہر نہیں جائے گا لیکن مَیں وہ کرکٹ کھیل رہا ہوں جس کا گیند ساری دنیا میں جائے گا۔

اسی طرح ایک بار کسی نے جوش سے حضورؑ کا دروازہ کھٹکھٹایا اور ایک مناظرہ میں مخالف کی پسپائی کی خبر پہنچائی۔ آپؑ کو اطلاع دی گئی تو آپؑ نے مسکرا کر فرمایا کہ ہم سمجھے کہ شاید وہ یہ خبر لائے ہیں کہ یورپ مسلمان ہوگیا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے تھے کہ ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے جو زبانی نہیں بلکہ عملی طور پر کچھ کر کے دکھانے والے ہوں اور اپنی زندگیاں وقف کریں۔ آپؑ نے مبلغین کیلئے جو خصوصیات بیان فرمائیں اُن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی مثال دیتے ہوئے بتایا کہ قناعت کا مادہ سرفہرست ہے۔ پھر تقویٰ کی خوبی ہو کیونکہ متقی میں قوّتِ جذب ہوتی ہے اور وہ اکیلا رہتا ہی نہیں۔ پھر صبر اور شکر کا شاندار مظاہرہ کرنے والے ہوں۔ اخلاقی حالت بھی اچھی ہو۔

حضرت مسیح موعودؑ کے بعض صحابہ رضوان اللہ علیہم نے حضور علیہ السلام کے ارشادات کو پیش نظر رکھتے ہوئے واقعتہً تبلیغ کا حق ادا کردیا۔ چنانچہ حضرت عبیداللہ صاحب ماریشس تشریف لے گئے تو دسمبر 1923ء میں صرف 32 سال کی عمر میں وہیں وفات پاکر دفن ہوئے۔ اسی طرح حضرت حافظ جمال احمد صاحبؓ کو ماریشس بھجوایا گیا تو انہوں نے اپنے مخصوص حالات کے پیش نظر اپنی فیملی لے جانے کی اجازت چاہی۔ اس پر اُن کو جماعت کی مالی حالت کے پیش نظر بتایا گیا کہ فیملی لے جانے کی صورت میں اُنہیں کبھی واپس نہیں بلایا جاسکے گا۔ چنانچہ وہ فیملی سمیت ماریشس چلے گئے اور 1947ء میں وہیں وفات پاکر دفن ہوئے۔ اسی طرح حضرت مولوی ظہور حسین صاحبؓ آف بخارا نے جب ایران سے روس میں داخل ہونے کی کوشش کی تو جاسوس سمجھ کر گرفتار کرلئے گئے اور نہایت دردناک حالات سے گزرنا پڑا۔ دو سال کی سخت اذیّتناک قید کے دوران بھی آپؓ نے تبلیغ کا کام جاری رکھا اور کئی قیدیوں کو مسلمان کرلیا۔ قید کے دوران آپؓ کو ایسے مظالم کا نشانہ بنایا گیا کہ سن کر رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ آخر آپؓ کی دعا کے نتیجہ میں حضرت مصلح موعودؓ کو رؤیا میں اُن حالات کی خبر دی گئی جن میں حضرت مولوی صاحبؓ گرفتار تھے اور اس کے بعد پھر کوشش شروع ہوئی اور آپؓ کی رہائی عمل میں آئی۔

موصوف مقرر نے بتایا کہ وہ داعیان الی اللہ بھی تھے جو افریقہ میں پانچ سال تک صرف پتّے کھا کر گزارا کرتے رہے۔ اسی طرح وہ مبلغین بھی تھے جو تبلیغ کی پاداش میں بلند عمارتوں اور چلتی ہوئی بسوں سے نیچے گرادیئے گئے۔ لیکن اُن کے پائے استقامت میں لغزش نہ آئی اور عزم صمیم کے ساتھ اپنے مقصد کے لئے سرگرم عمل رہے۔

آخر میں مکرم مولانا عبدالماجد طاہر صاحب نے ایک اقتباس پیش کیا جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آج عمر بڑھانے کا نسخہ تبلیغ ہی کو قرار دیا ہے۔

ابتلاؤں پر الٰہی جماعتوں کی استقامت اور اس کی برکات

اجلاس کی دوسری تقریر مکرم مولانا اخلاق احمد انجم صاحب کی تھی جس میں آپ نے الٰہی جماعتوں پر آنے والے ابتلاؤں کے نتیجہ میں نازل ہونے والی برکات کا احاطہ کرنے کی کوشش کی اور بتایا کہ ابتلاؤں کے نتیجہ میں وہ قومیں تیار ہوتی ہیں جو دنیا کی تقدیر بدلنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ آغازِ اسلام میں بھی توحید کے مقابل جو آندھی چلی تو وہ کونسا دُکھ تھا جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیا گیا۔ اُن مظالم کا تصوّر کر کے دل کانپ اٹھتا ہے لیکن وہ کوہِ وقار اپنے منصب کے ادا کرنے میں کبھی سست اور غمگین نہیں ہوا۔ جس طرح شیریں پانی حاصل کرنے کیلئے زمین کو کھودنا پڑتا ہے اسی طرح مصائب اٹھائے بغیر وہ لذّت نہیں مل سکتی۔ لیکن اس کیلئے خدا کی محبت اور اُس پر توکّل بہت ضروری ہے۔

انبیاء کی بعثت کے آغاز سے قربانیوں کی تاریخ بھی شروع ہوتی ہے۔ یہی تاریخ ایک سو سال قبل قادیان میں بھی جاری ہوئی۔ بے شمار دوسرے مصائب کے ساتھ کابل میں جو دردناک واقعہ پیش آیا اُسے حضرت مسیح موعودؑ نے صدق وصفا کا راستہ قرار دیا اور حضرت سید عبداللطیف شہیدؓ کے بارہ میں فرمایا کہ وہ جوانمرد اور ربّ کریم کا محبوب تھا۔

خدا تعالیٰ ہر قربانی کا اجر دیتا ہے اور ان مظالم کا سامنا کرتے ہوئے حضورؓ نے بھی یہ دعویٰ فرمایا تھا کہ ’’اے تمام لوگو! سن رکھو، یہ اُس کی پیشگوئی ہے...... وہ اس جماعت کو تمام دنیا میں پھیلا دے گا اور غلبہ بخشے گا‘‘۔

بیرونی ابتلاؤں کے ساتھ ساتھ دینی جماعتوں میں اندرونی فتنے بھی جنم لیتے ہیں جن کے ساتھ بھی کامیابیاں وابستہ ہوتی ہیں۔ چنانچہ خلافت اولیٰ میں جب منافقین نے سر اٹھایا تو یورپ میں تبلیغ کی نوید ملی اور پہلا احمدی مبلغ لندن بھجوایا گیا۔ پھر خلافت ثانیہ میں انکارِ خلافت کے فتنہ کے نتیجہ میں فتوحات کا دروازہ کھل گیا۔ 1934ء میں احرار نے قادیان پر دھاوا بولا تو حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ تم سب مخالف متحد ہوجاؤ اور قادیان کے منافقوں کو بھی اپنے ساتھ ملالو لیکن یہ خدا کا لگایا ہوا پودا ہے۔ ساری قومیں مل کر اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتیں۔ چنانچہ اس ابتلا کے نتیجہ میں تحریک جدید کا قیام عمل میں آیا۔ 1953ء کے فسادات ہوئے تو عدالتی کارروائی کی رپورٹ میں ثابت ہوگیا کہ یہ فتنہ مولوی کی کُوکھ سے پھوٹا ہے لیکن اس فتنہ کے نتیجہ میں جماعت کو وقف جدید کے قیام کی خوشخبری عطا ہوئی۔ 1974ء میں وسیع پیمانہ پر منظّم مظالم کا بازار گرم کیا گیا تو خدا تعالیٰ نے احمدیوں کو دنیا بھر میں پھیلا دیا۔ 750 سال بعد سپین میں مسجد کی تعمیر ہوئی۔ مجلس نصرت جہاں سکیم کے تحت بے شمار طبّی اور تعلیمی ادارے قائم ہوئے۔

آج خلافت خامسہ میں بھی ظلم و جور کا بازار گرم ہے۔ 28 مئی 2010ء کو لاہور کی دو مساجد میں 86 احمدیوں کو شہید کردیا گیا۔ اس واقعہ کے بعد ایک ماں نے اپنے نو دس سالہ بچے کو اگلے جمعہ ہی مسجد میں بھیجا اور کہا کہ تم نے وہیں کھڑے ہو کر نماز ادا کرنی ہے جہاں پچھلے جمعہ تمہارے باپ نے شہادت پائی تھی۔ حضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہ واقعہ سن کر فرمایا تھا کہ جب تک احمدی ماؤں میں یہ روح زندہ رہے گی تب تک دنیا کی کوئی طاقت احمدیت کو شکست نہیں دے سکتی۔

مقرر موصوف نے تاریخ احمدیت سے متعدّد واقعات بیان کر کے بتایا کہ ہر قربانی اور ابتلاء کے نتیجہ میں ترقیات کی نئی سیڑھیاں جماعت کو عطا ہوتی رہی ہیں۔ پس یہ مخالفتیں اور ظلم و جور جماعت کا بال بھی بیکا نہیں کرسکتیں۔ ان کے پھل جماعت کی کامیابی کی صورت میں لگنے ہیں اور لگ رہے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنے اندر وہ رُوح زندہ رکھیں اور استقامت، صبر اور دعاؤں کے ساتھ ایسی تکالیف کا مقابلہ کرتے چلے جائیں۔

الٰہی جماعتیں اور دعوت الی اللہ کی ذمہ داریاں

اس اجلاس کی تیسری تقریر مکرم حافظ مظفر احمد صاحب کی تھی جس میں آپ نے قرآن کریم، سنّت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کے حوالہ سے انصار کو دعوت الی اللہ کی ذمہ داریاں ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

مقرر موصوف نے قرآن کریم کے حوالہ سے بتایا کہ تبلیغ کے تین اصول بیان ہوئے ہیں۔ اوّل: تبلیغ خدا کی خاطر ہو۔ دوم: عمل صالح کا بہترین نمونہ بھی ہو۔ اور سوم: مسلمان امن وآشتی کا علمبردار رہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت حکمت کے ساتھ دنیا کو امن کی دعوت دی اور اپنا بہترین نمونہ دکھایا بلکہ سابقہ انبیاء کے نمونے اپنی زندگی میں پیش کردیئے۔

قرآن کریم نے حضرت نوحؑ کی تبلیغ کو عزم واستقلال کا نمونہ ٹھہرایا ہے۔ آپؑ نے دن رات اعلانیہ اور مخفی، اجتماعی اور انفرادی، ہر سطح پر اتمام حجّت کردی۔ پھر حضرت ابراہیمؑ نے گھر سے تبلیغ کا آغاز کیا اور بادشاہ نمرود کو بھی تبلیغ کی۔ قوم کے ساتھ مناظرے بھی کئے۔ داعیان کی جماعت کی تربیت بھی کی جن کے ذریعہ لمبا عرصہ تک تبلیغ کا کام جاری رکھا۔ حضرت یوسفؑ نے جیل میں بھی تبلیغ جاری رکھی۔ حضرت صالحؑ نے ایک دَر بند ہونے پر تبلیغ کے نئے دروازے تلاش کئے۔ اونٹنی کو تبلیغ کے لئے استعمال کیا۔ حضرت موسیٰؑ نے جرأت کے ساتھ سلطان کے سامنے کلمۂ حق کہا۔ ان سب انبیاء کے نمونے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع کردیئے گئے۔ آپؐ نے حکمت کے ساتھ غرباء کو بھی اور امراء کو بھی تبلیغ کی۔ بادشاہوں کو بھی تبلیغی خطوط لکھے۔ کبھی بشیر بن کر خوشخبری دی اور کبھی نذیر بن کر ڈرایا۔ حتّٰی کہ ایک پہلوان رکانہ کے ساتھ بھی اس کے کہنے پر کُشتی کی اور تین بار اُس کو پچھاڑ دیا اور اُس نے اسلام قبول کرلیا۔ حج اور میلوں کے دنوں میں وہاں جاتے اور تبلیغ کرتے۔ طائف میں لہولہان ہوگئے۔ اس حالت میں ایک باغ میں پناہ لی جہاں ایک خادم ترس کھا کر انگوروں کا خوشہ آپؐ کے لئے لایا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بھی تبلیغ کی اور وہ مسلمان ہوگیا۔ مدینہ آنے کے بعد نجران کے عیسائیوں اور طائف کے مشرکین کو تبلیغ کی۔ یہودی خادم بیمار ہوا تو اُس کے گھر گئے اور اُس کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ خیبر کے میدان میں ایک حبشی چرواہا ملا تو اُسے تبلیغ کی اور وہ مسلمان ہوکر خیبر کی لڑائی میں ہی شہادت پاگیا۔ آپؐ کسی کو بھی تبلیغ کے حوالہ سے حقیر نہیں جانتے تھے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ کا آغاز انفرادی تبلیغ سے کیا۔ یہ دراصل ایسا انداز ہے جس کے بارہ میں حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ فرمایا کرتے تھے کہ جتنی مرضی پابندیاں لگ جائیں لیکن انفرادی تبلیغ کا ذریعہ کبھی ختم نہیں کیا جاسکتا۔

مخالفت بھی تبلیغ کا ذریعہ ہے چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ مہمانوں سے اُن کے علاقوں میں مخالفت کا بھی پوچھا کرتے تھے۔ چنانچہ کئی مخالفین آتے لیکن اسلام قبول کرلیتے۔

اسی طرح مظلومیت بھی بہت بڑی طاقت ہے۔ حضرت حمزہؓ نے یہی دیکھ کر اسلام قبول کیا تھا کہ ابوجہل نے ناحق آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دُکھ پہنچایا ہے۔

ہجرت بھی اسلام کے لئے طاقت کا سبب بنی اور اسی کے نتیجہ میں مرکزِ اسلام مدینہ بھی عطا ہوا۔

آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ ندا دی ہے کہ زمین پر اب سچا مذہب صرف اسلام ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ ہمارے اختیار میں ہو تو ہم فقیروں کی طرح گھر بہ گھر پھر کر سچے دین کی تبلیغ کریں۔ حضرت مسیح موعودؑ کے بعد تبلیغ کا یہ سلسلہ خلافت کے ذریعہ جاری رہا اور جس طرح حضرت اقدسؑ نے ملکہ وکٹوریہ کو تبلیغ فرمائی تھی، اسی طرح حضور انور نے بھی امن کے قیام کی خاطر دنیا کے اہم ممالک کے سربراہان کو خطوط لکھے۔ نیز کئی ممالک اور یورپین پارلیمنٹس کے علاوہ کیپیٹل ہِل میں خطاب فرمائے اور ان کوششوں کے نتیجہ میں امن کا سفیر کہلائے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ دعوت الی اللہ کی کامیابی کے لئے اپنے دل میں درد پیدا کرنے کی ضرورت ہے کہ لوگ ہدایت پاجائیں۔

ایک اسیر راہ مولیٰ کے رات دن

اگلے اجلاس میں مکرم محمد الیاس منیر صاحب مربی سلسلہ جرمنی نے اپنے دَورِ اسیری کے حوالہ سے نہایت ایمان افروز واقعات بیان کئے۔ آپ کو اکتوبر 1984ء میں اس واقعہ کے بعد گرفتار کرلیا گیا تھا جس میں مکرم رانا نعیم الدین صاحب نے مسجد احمدیہ ساہیوال میں اپنی حفاظت میں گولی چلائی تھی۔ اس کے نتیجہ میں گیارہ احمدیوں پر سراسر جھوٹا مقدمہ درج کر کے فیصلے میں مکرم رانا صاحب اور مکرم الیاس منیر صاحب کو سزائے موت اور چار احمدیوں کو سات سات سال قید بامشقّت سنائی گئی۔ جھوٹے گواہوں کی مدد سے سماعت جاری تھی کہ فیصلہ سے قبل ہی عدالت نے احمدیوں سے دریافت کیا کہ کیا وہ رحم کی اپیل کرنا چاہتے ہیں۔ احمدیوں کا فیصلہ تھا کہ ضیاء جیسے فرعونوں کے سامنے ہمارے سر کٹ تو سکتے ہیں لیکن جُھک نہیں سکتے۔ یہ فیصلہ ایسا تھا جو توثیق کے لئے جب گورنر غلام جیلانی کے پاس گیا تو انہوں نے اس کو مسترد کرتے ہوئے نظرثانی کا حکم جاری کیا۔ اس پر ضیاء نے یہ معاملہ اپنے ہاتھ میں لے کر نئے فیصلہ میں سزائے موت پانے والوں کے جرمانہ کی سزا میں اضافہ کردیا اور سات سال کی قید پانے والوں کی سزا کو عمر قید میں بدل کر جرمانہ میں بھی اضافہ کردیا۔ اور پھر یہ فیصلہ اپنے دستخط سے جاری کیا۔

مقرّر موصوف نے اس ابتلا کے دوران جماعت کے عمومی ردّعمل اور خصوصاً حضرت خلیفۃالمسیح الرابع رحمہ اللہ کی ہدایات اور دعاؤں سے طے ہونے والے مراحل کا ذکر کیا۔ حضورؒ نے ایک طرف تو اسیران کو ’’تذکرۃ الشہادتین‘‘ کا بکثرت مطالعہ کرنے کی تحریک فرمائی اور خطوط میں ڈھارس دیتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ ’’بہت دعا کریں کہ میرا اور اس پیاری جماعت کا سر ہر ابتلا میں بلند رہے اور کبھی غیراللہ کے سامنے نہ جھکے‘‘۔ دوسری طرف حضورؒ نے اپنے مولیٰ کے حضور دعاؤں اور آہ وفغاں کی انتہا کردی۔

ضیاء الحق کے فیصلہ کے بعد اسیران کو کال کوٹھڑی میں بند کردیا گیا۔ اسیران نے رحم کی اپیل کی بجائے فیصلہ کو چیلنج کیا تو

نظرِثانی کی درخواست مسترد کر کے دونوں کو سزائے موت پانے والوں کی پھانسی گھاٹ میں بند کر دیا گیا اور بتایا گیا کہ سات دن بعد پھانسی دیدی جائے گی۔ مکرم الیاس منیر صاحب نے بیان کیا کہ ایسے وقت میں مَیں نے پھانسی کے مقام پر جا کر بالکل بےخوف ہوکر سارے نظام کو اچھی طرح دیکھا اور پھر ایک روز اپنی آنکھوں کے سامنے موت کو سرپٹ بھاگتے ہوئے بھی دیکھا۔ اسیری کے دوران متعدد بار خوابوں میں مشکلات سے نجات کے نظارے بھی اللہ تعالیٰ نے دکھائے۔

اسیری میں تبلیغ کے مواقع بھی ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ اس وجہ سے ہمیں مارا پیٹا بھی گیا، قیدِتنہائی میں بھی ڈالا گیا، بیڑیاں بھی لگائی گئیں۔ صوبائی انتظامیہ کو ہمارے خلاف درخواستیں دی گئیں۔ دھمکیاں بھی دی جاتیں۔ جب ایک غریب آدمی کی درخواست پر ہم نے اُسے اپنے کھانے میں شریک کرلیا تو مخالفین نے اُسے لعن طعن کر کے ہم سے دُور کر دیا۔ ایک شخص کے کہنے پر مَیں نے اُسے قرآن پڑھانا شروع کیا تو بھی یہی ردّعمل دیکھنے میں آیا۔ پھر حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ کو ہماری جیل سے رہائی کی قبل از وقت خوشخبری دیدی گئی اور جس دن ہماری باعزت رہائی عمل میں آئی تو رمضان کو گزرے تین چار روز ہوئے تھے۔ حضورؒ نے مسجد میں فرمایا کہ اس رمضان میں مَیں نے بہت دعا کی کہ خدایا اگلا رمضان ان کو جیل میں نہ آئے۔

مجلس انصاراللہ یوکے کی متفرق مساعی

اس کے بعد مجلس انصاراللہ برطانیہ کے قائد تبلیغ مکرم شکیل احمد بٹ صاحب اور قائد مال مکرم عبدالمنان اظہر چوہدری صاحب نے اپنے اپنے شعبہ جات میں کارکردگی کی رپورٹس پیش کیں اور مکرم حافظ مظفر احمد صاحب نے عمدہ کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والے قائدین اور زعماء میں سندات امتیاز تقسیم کیں۔

پھر مکرم ڈاکٹر اعجازالرحمٰن صاحب نائب صدر مجلس انصاراللہ یوکے نے مجلس انصاراللہ برطانیہ کی متفرق سرگرمیوں اور اُن کے خوش کُن نتائج پر مختصراً روشنی ڈالی۔ آپ نے بیان کیا کہ اس وقت انصاراللہ یوکے کی Charity Walk for Peace جماعت کے تعارف کا سب سے مؤثر ذریعہ ہے۔

قاتلانہ حملہ سے معجزانہ شفاء

مکرم شفقت صاحب آف ڈاور (ربوہ) نے ایک ذاتی واقعہ بیان کیا کہ جب احمدی ہونے کی وجہ سے چنیوٹ میں اُن پر ٹوکہ سے حملہ کر کے گردن میں گہرا گھاؤ لگایا گیا تو گردن کا بڑا حصہ کٹ گیا۔ چنیوٹ ہسپتال والوں نے بتایا کہ یہ چند منٹ سے زیادہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ کوشش کر کے فیصل آباد لے جاؤ۔ چنانچہ فیصل آباد پہنچے تو ڈاکٹر نے پہلے تو مایوسی کا اظہار کیا بعد میں ساڑھے پانچ گھنٹے کا آپریشن کیا اور 17 بوتلیں خون کی انہیں لگائی گئیں۔ ڈاکٹر نے آپریشن کے بعد بتایا کہ اگر یہ زندہ بھی رہا تو یادداشت ختم ہوجائے گی اور بایاں حصہ فالج زدہ ہوجائے گا۔ ساری عمر لقوہ کے باعث منہ کھلا رہے گا اور بائیں آنکھ بند نہیں ہوسکے گی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے غیرمعمولی فضل کیا اور خلیفۂ وقت کی دعاؤں سے معجزانہ صحت عطا فرمائی۔

دہشتگردی کی کہانی۔ ایک شامی احمدی کی زبانی

اس اجلاس کی آخری تقریر ڈاکٹر محمد المسلم الدروبی صدر جماعت احمدیہ شام (سیریا) کی تھی جو 28 مئی 2010ء کے دہشتگردی کے واقعہ کے وقت احمدیہ مسجد دارالذکر لاہور میں موجود تھے۔

آپ نے بتایا کہ اگرچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہاماً بتایا گیا کہ شام کے بزرگ اور صلحاء آپؑ کے لئے دعا کرتے ہیں تاہم حضور علیہ السلام کے زمانہ میں شام کے کسی شخص کو قبولِ احمدیت کی توفیق نہیں ملی تھی۔ ایک لمبے عرصہ بعد پہلے شامی شخص نے جس کا تعلق Tripoli سے تھا، احمدیت قبول کی۔ 1925ء میں حضرت مصلح موعودؓ نے شام کا دورہ فرمایا اور وہاں کے علماء کو دعوت الی اللہ کی لیکن انہوں نے پیغام قبول کرنے کی بجائے مخالفت میں پورا زور لگا دیا۔ تاہم آج مَیں عینی شاہد ہوں کہ خدا کے فضل سے وہ پیشگوئیاں پوری ہوچکی ہیں۔

حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمسؓ پہلے مبلغ تھے جنہیں شام بھجوایا گیا اور آپؓ کی قربانی، محنت اور دعاؤں سے بہت سے شامیوں نے احمدیت قبول کرلی۔ آپؓ کے واپس آنے کے بعد محترم منیر الحصنی صاحب شام کے پہلے امیر مقرر ہوئے۔ اس دَور میں احمدیت کو ترقیات عطا ہوئیں لیکن عوام اور حکومت کی طرف سے مخالفت بھی زورشور سے ہونے لگی۔ کئی احمدیوں کو مشق ستم بنایا گیا اور بہت سے احمدیوں کو اسیرانِ راہ مولیٰ ہونے کی سعادت ملی۔

1989ء میں مجھے بھی 25 روز جیل میں گزارنے کا موقع ملا جب مَیں صدسالہ جوبلی جلسہ دیکھ کر لندن سے واپس پہنچا۔ سنگین حالات کے پیش نظر حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ نے شام کے احمدیوں کو غیرضروری طور پر متحرّک ہونے سے منع فرمادیا۔ حضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ نے خدائی اشاروں کو دیکھتے ہوئے ہمیں پھر تبلیغ کی طرف توجہ کرنے کی ہدایت فرمائی۔ 2007ء میں مجھے جماعت احمدیہ شام کا صدر مقرر کیا گیا۔ ہم نے تازہ جذبہ کے ساتھ دعوت الی اللہ کا آغاز کیا تو اللہ تعالیٰ نے غیرمعمولی کامیابیاں بھی عطا فرمائیں لیکن عوام اور حکومت نے مخالفت اور ظلم میں بھی انتہا کردی۔

2010ء میں مجھے پاکستان جانے کا موقع ملا۔ 28 مئی کو مَیں دارالذکر لاہور میں نماز جمعہ ادا کرنے پہنچا اور محراب کے سامنے کھڑا ہوکر نوافل ادا کرنے لگا۔ یہ میری زندگی کے عجیب نوافل تھے کہ نصف گھنٹہ روحانیت کے ایسے ماحول میں گزرا جو میری زندگی میں پہلی بار آیا تھا۔ اس مختصر وقت میں مَیں نے جتنی بھی دعائیں کرنے کی توفیق پائی، خداتعالیٰ نے اپنے فضل سے میری ہر دعا کو شرفِ قبولیت بخشا۔ یہ نماز واقعی ایک عجیب پُرسرور تجربہ تھا۔ جب حملہ شروع ہوا تو مَیں پہلی صف میں بیٹھا تھا۔ امام نے سب کو لیٹنے اور درودشریف پڑھنے کا کہا لیکن اُن کے اردو میں الفاظ مجھے سمجھ نہیں آرہے تھے اس لئے انہوں نے مجھے ہاتھ سے لیٹنے کا اشارہ کیا۔ اسی اثناء میں میرے قریب ہی ایک زوردار دھماکہ ہوا اور میری ایک ٹانگ شدید زخمی ہوگئی اور مَیں خون میں نہا گیا۔ مَیں نے وہاں دہشتگردی کے گھناؤنے کھیل کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھا۔ شدید فائرنگ اور دھماکوں کے دوران بھی احمدیوں کی طرف سے کوئی شور یا آہ وفغاں نہیں تھا بلکہ خاموشی سے سب درودشریف اور استغفار میں مشغول تھے۔ جب بھی کسی تہ خانہ میں یا دوسرے کمرہ میں جانے کا اشارہ ہوتا تو کسی دھکم پیل کے بغیر ایک دوسرے کی مدد کرتے ہوئے عمل ہوتا۔ ایک نوجوان کے پاس پانی کی بوتل تھی جو اُس نے آگے پکڑائی تو شدید گرمی کے باوجود لوگ صرف ایک ایک گھونٹ پی کر آگے دوسرے کو پکڑانے لگے۔ یہ ایثار دیکھ کر عجیب احساس ہوتا تھا۔ اسی دوران دوسرے دھماکہ سے میری دوسری ٹانگ بھی زخمی ہوگئی۔ جب دہشتگردوں کی گولیاں تھم گئیں تو زخمیوں کو باہر نکالا جانے لگا۔ مجھے بھی سہارا دے کر باہر لایا گیا۔ مسجد کا فرش شہداء کی لاشوں سے بھرا ہوا اور بہنے والے خون سے سرخ تھا۔ جب مجھے باہر لایا گیا تو اندر سے ایک نوجوان میرا موبائل فون لے کر آیا اور مجھے دیتے ہوئے بتایا کہ یہ مَیں نیچے تہ خانہ میں بھول آیا تھا۔ پھر مجھے ہسپتال لے جایا گیا جہاں عملہ کے ایک فرد نے فون کرنے کے بہانے سے مجھ سے فون لیا اور پھر وہ شخص مجھے دوبارہ نظر نہیں آیا اور نہ ہی فون ملا۔ اس وقت مجھے احمدیوں اور غیروں کے درمیان فرق کا صحیح اندازہ ہوا۔

ہسپتال میں مجھے بتایا گیا کہ میری ٹانگوں کے اندر کتنے سپلنٹرز ابھی تک موجود ہیں اور یہ بھی کہ ہڈی بھی فریکچر ہوچکی ہے۔ چنانچہ میرا آپریشن کیا گیا۔ آپریشن سے قبل ایک ڈاکٹر نے مجھ سے معذرت کی کہ میرے ساتھ یہ سلوک کرنے والے واقعی انسانیت کے دشمن ہیں۔ مَیں سوچنے لگا کہ پاکستانی قوم میں ابھی بھی اچھے لوگ موجود ہیں۔

مقرّر موصوف نے کہا کہ احمدیوں پر حملہ کرنے والے دہشتگرد دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اسلام کے مبلغ ہیں حالانکہ وہ نفرت پھیلانے کا کام کرتے ہیں اور اُن کا عمل اس بات کا گواہ ہے کہ یہ گھناؤنا کردار بھی شدید نفرت کا ہی نتیجہ ہے۔

شہدائے احمدیت کے حوالہ سے مشاعرہ کا انعقاد

آج کا آخری پروگرام ایک مختصر مشاعرہ تھا جو شہدائے احمدیت کے حوالہ سے منعقد کیا گیا۔ اس مشاعرہ میں نظامت کے فرائض معروف شاعر مکرم مبارک احمد صدیقی صاحب نے سرانجام دیئے۔ شعراء میں اُن کے علاوہ مکرم راجہ محمد سلیمان صاحب (جرمنی)، مکرم خواجہ عبدالمومن صاحب (ناروے)، مکرم ڈاکٹر وسیم احمد طاہر صاحب (جرمنی)، مکرم آدم چغتائی صاحب (برمنگھم) اور مکرم عبدالقدوس طاہر صاحب شامل تھے۔

قریباً سوا سات بجے شام یہ پروگرام اختتام کو پہنچا جس کے بعد نماز مغرب وعشاء ادا کی گئیں اور پھر کھانا پیش کیا گیا۔

اتوار 20 ستمبر 2015ء

مختلف علمی و ورزشی مقابلے صبح سے نماز ظہروعصر تک جاری رہے۔ بعد دوپہر محترم چودھری وسیم احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ یوکے کی زیرصدارت منعقد ہونے والے اجلاس کا آغاز تلاوت ونظم سے ہوا۔

صف دوم کے انصار کا کردار اور ذمہ داریاں

پہلی تقریر مکرم ٹومی کالون صاحب نائب صدر صف دوم کی تھی جنہوں نے صف دوم کے انصار کی ذمہ داریوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ آپ نے بتایا کہ صف دوم کے انصار نسبتاً بہتر صحت کے مالک ہوتے ہیں اور جسمانی مشقّت کی خدمت بہتر انداز میں کرسکتے ہیں نیز قربانیاں پیش کرنے کا اُن کا معیار بھی بہت عمدہ ہوتا ہے۔ عموماً صف دوم کے انصار وہ ہیں جو اس ملک میں پیدا ہوئے یا لمبے عرصہ سے یہاں مقیم ہیں اور معاشرتی طور پر سرگرم عمل ہیں۔ چنانچہ اُن کی انگریزی زبان بھی بہتر ہے اور وہ دعوت الی اللہ اور دیگر پروگراموں میں بھی زیادہ بہتر انداز میں خدمت کرسکتے ہیں۔ یہی وہ انصار ہیں جنہوں اللہ تعالیٰ کے فضل سے آئندہ مجلس انصاراللہ اور جماعت احمدیہ کی خدمت کی توفیق پانی ہے اس لئے ان کو اپنی ذمہ داریوں کو خاص طور سمجھنا چاہئے اور خلیفۂ وقت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنی اور اپنی آئندہ نسلوں کی تعلیم وتربیت اور اخلاقی وروحانی ترقیات کے لئے کوشاں رہنا چاہئے۔

دعوت الی اللہ کے میدان میں تجربات

دوسری تقریر مکرم جاوید حیدر حمید صاحب کی تھی جنہوں نے اپنے تبلیغی تجربات کو مختصراً بیان کیا اور اس ضمن میں بہت سی تاریخی تصاویر بھی حاضرین کو دکھائیں۔ انہوں نے بتایا کہ میرے والد چودھری حمید احمد لائلپوری صاحب 1961ء میں برطانیہ آئے تھے اور مَیں نے اس ملک میں احمدیت کی حیرت انگیز ترقیات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

دو سال قبل مجھے یہ ہدایت ملی کہ چیریٹی واک سے جمع ہونے والی کچھ رقم ایسی کونسلز کی چیریٹیز کو دینے کا اہتمام کیا جائے جہاں احمدیوں کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے تاکہ وہاں کے مقامی مستحق افراد بھی ہماری طرف سے جمع کی جانے والی رقم سے استفادہ کرسکیں۔ چنانچہ ایسی تقاریب کا اہتمام کیا گیا اور ان کونسلوں کے تمام کونسلرز کو دونوں کتب "Life of Muhammad" اور "Pathway to Peace" تحفۃً دی گئیں۔ مجھے حیرانی اس بات پر تھی کہ ان تقاریب کے انعقاد کے لئے زیادہ محنت نہیں کرنی پڑی اور ایسے محسوس ہوتا تھا کہ جیسے یہ کام خودبخود ہورہے تھے اور ہم صرف دعائیں کرتے ہوئے یہ نظارے دیکھتے رہے۔

خدا تعالیٰ نے حقیقی اسلام کا پیغام پہنچانے کا غیرمعمولی انتظام فرمایا۔ کونسلز کے اجلاسات میں انسانیت کی خدمت کے لئے چیریٹی کی رقم بھی پیش کی گئیں۔ جماعت کی سرگرمیوں سے آگاہ کیا گیا۔ شجرکاری کی مہم اور بسوں پر محبت اور امن کے پیغامات کی تشہیر کا بھی بہت فائدہ ہوا۔ نمائشیں اور سٹالز بھی لگائے گئے۔ بےشمار افراد نے یہ اظہار کیا کہ انہیں مسلمانوں میں کسی ایسے پُرامن فرقہ کی موجودگی کا علم ہی نہیں تھا اور وہ احمدیت کی متأثرکُن تعلیم سے بےخبر تھے۔ چنانچہ ان میٹنگز کے نتیجہ میں تعلقات میں غیرمعمولی وسعت پیدا ہوئی اور بہت سی مثبت سرگرمیوں نے جنم لیا۔ کئی میٹنگز میں کونسلرز نے اپنے تعلق سے مہمانوں کو دعوت دی کہ وہ بھی ہماری بات سنیں۔ کئی مہمانوں نے بعدازاں ہمارے جلسہ سالانہ میں بھی شرکت کی۔

مقرّر موصوف نے انگریزی زبان بولنے والے انصار کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ ارشاد یاد دلایا جس میں آپؑ نے اس تمنّا کا اظہار فرمایا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ آپؑ کو انگریزی کا علم عطا فرمادے تو آپؑ اپنی ساری زندگی انگریزی بولنے والے ممالک میں تبلیغ کرتے ہوئے گزار دیں گے۔ چنانچہ آج ہمارا فرض ہے کہ ہم حضور علیہ السلام کی تڑپ کو سامنے رکھ کر اِس ملک میں تبلیغ کریں۔ اس کے علاوہ اب برطانیہ میں ہر نیشنیلٹی اور ہر زبان بولنے والے لوگ موجود ہیں اس لئے تمام انصار کے لئے اپنی زبان میں تبلیغ کرنے کے مواقع بھی موجود ہیں۔

قرآن کریم کی پاکیزہ تعلیم کے اثرات

اس اجلاس کی تیسری تقریر مکرم عارف احمد صاحب آف سپن ویلی کی تھی۔ آپ نے بھی اپنے تبلیغی تجربات کو بیان کیا۔ آپ نے بتایا کہ امریکی پادری Terry Jones کی طرف سے قرآن کریم کے خلاف چلائی جانے والی مُہم نے میری زندگی کا رُخ بدل کر رکھ دیا اور پھر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی روشنی میں قرآن کریم کے نسخوں اور تعلیمات کو پھیلانے کے لئے زیادہ سے زیادہ نمائشوں کا اہتمام کرنے کا جذبہ مجھ میں پیدا ہوگیا۔ اگرچہ نمائش لگانا بہت مشکل معلوم ہوتا تھا لیکن آغاز میں ہی مجھے اندازہ ہوا کہ یہ کام میری سوچ کی نسبت سے بھی بہت آسان تھا۔ پہلے کونسل سے رابطہ کر کے ٹاؤن ہال کی بُکنگ کروائی اور پھر مہمانوں یعنی اپنے دوستوں کو بذریعہ فون مدعو کرنا شروع کیا۔ کونسلرز، ممبر پارلیمنٹ اور میئر وغیرہ کو بذریعہ ای میل دعوت دی اور نمائش کے لئے مواد جمع کرنا بھی شروع کردیا۔ لیکن اسی اثناء میں مُلّاؤں نے کونسل پر نمائش کینسل کرنے کے لئے دباؤ ڈالا اور متنبّہ کیا کہ اس نمائش کے لگانے سے فساد بھڑک اُٹھے گا۔ مُلّاؤں نے MP پر بھی دباؤ ڈالا کہ وہ نمائش دیکھنے نہ جائے۔ ان حالات میں نمائش مُلتوی کردی گئی لیکن ہم نے لائبریریوں میں اور انفرادی ملاقاتوں کے ذریعہ سے قرآن کریم اور اس کی صحیح تعلیم سے متعلق لٹریچر لوگوں کو دینا شروع کیا۔ اس کا ردّعمل بہت خوش کُن تھا۔ ایک خاتون پادری نے اس بات پر حیرت کا اظہار کیا کہ قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر بھی آیا ہے۔ چنانچہ ایسے شہر میں جہاں پہلے لائبریریوں میں قرآن کریم یا دینی کتب قبول نہیں کی جاتی تھیں وہاں کی گیارہ لائبریریوں میں قرآن کریم کے قریباً 30 نسخے شکریہ کے ساتھ قبول کئے گئے۔

پھر ہم نے کتاب "Life of Muhammad" کی تقسیم بڑے پیمانے پر شروع کی۔ اس کا ردّ عمل اتنا مثبت تھا کہ مقامی کونسلرز کی حمایت ہمیں حاصل ہوگئی۔ اسی دوران ہم نے میئر کو چیریٹی کے لئے چیک بھی پیش کیا۔ میئر، کونسلرز اور دیگر مقامی رہنماؤں کی طرف سے نہایت حوصلہ افزا پیغامات موصول ہوئے۔ سب ہی نے دل کھول کر قرآن کریم کی تعلیم اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کو سراہا اور حضور انور ایدہ اللہ کی کتاب "World Crisis and the Pathway to Peace" کو بہت پسند کیا۔ چرچ اور کونسل سے متعلّق کئی افراد (بشمول میئر آف ڈرہم) نے احمدیہ مسجد کا وزٹ کیا۔ نیز لائبریریوں کے کونسلر انچارج نے ہماری کتب پر بہت عمدہ خیالات کا اظہار کیا۔

آپ نے بتایا کہ تبلیغی کاموں کے نتیجہ میں روحانی سکون حاصل ہوتا ہے اور مادی دنیا سے دل اُچاٹ ہونے لگتا ہے۔ اگر آپ اپنی فیملی کو بھی اس کام میں شامل کرلیں تو سب کی تربیت ہونے لگتی ہے۔ افطار پارٹیاں، عیدملن پارٹیاں، کافی مارننگ کے نتیجہ میں اسلام کی حقیقی تعلیم کو اپنے معاشرہ میں پھیلانے کی خوب کوشش کرنی چاہئے اور حقیقی معانی میں انصاراللہ بن جانا چاہئے۔

انٹرنیٹ کے نقصانات اور انصار کا کردار

اجلاس کی چوتھی تقریر مکرم نثار آرچرڈ صاحب سیکرٹری تربیت جماعت احمدیہ یوکے کی تھی۔ آپ نے گرافس اور اعداد و شمار کی مدد سے انٹرنیٹ اور دیگر اسی قسم کی ایجادات کے بارہ میں نہایت مفید امور حاضرین کے سامنے پیش کئے اور بتایا کہ انٹرنیٹ کی مدد سے نئی چیزوں اور ڈیزائن وغیرہ کی تخلیق کے علاوہ رابطوں کی بھی بہت آسانی ہوگئی ہے۔ بینکنگ اور بزنس سے متعلقہ امور نمٹانے بھی آسان ہوگئے ہیں۔ لیکن ان فوائد کے ساتھ جو نقصانات پہنچ رہے ہیں اُن کی فہرست بھی کافی طویل ہے۔ نیز موبائل فون بھی آجکل اسی زمرے میں آتا ہے جس کی مدد سے Messaging، سوشل سائٹس پر جانے اور ویڈیو گیمز کھیلنے کا شوق بڑھ جاتا ہے۔ انٹرنیٹ کے منفی اثرات کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ 26 فیصد بچوں کا خیال ہے کہ جو کچھ وہ انٹرنیٹ پر دیکھتے ہیں اس کا علم اُن کے والدین کو نہیں ہونا چاہئے۔ اسی طرح 55 فیصد بچوں نے اپنا نام اور دیگر معلومات اجنبی لوگوں کو مہیا کیں۔

آپ نے بتایا کہ دراصل انٹرنیٹ اور موبائل وغیرہ نشہ کا رنگ اختیار کرچکے ہیں۔ اس کے خطرات کے نتیجہ میں غیر مناسب جنسی مواد تک رسائی، نفرت، نسل پرستی اور تشدّد میں اضافہ وغیرہ شامل ہیں۔ بچے مذہب سے دُور اور آزادی کی طرف جارہے ہیں اور سوال کرتے ہیں کہ اگر اخلاقی تعلیم موجود ہے تو پھر مذہب کی کیا ضرورت ہے۔ والدین اور گھر سے رابطہ میں مسلسل کمی آرہی ہے۔ حضرت چودھری سر محمد ظفراللہ خان صاحبؓ فرمایا کرتے تھے کہ لوگوں کے پاس بچے پیدا کرنے کے لئے تو وقت ہے لیکن بچوں کی دیکھ بھال کے لئے وقت نہیں ہے۔ پس آج ضرورت ہے کہ بعض چیزیں گھر میں ایسی اختیار کی جائیں جو فیملی یونٹ کو تقویت دیں۔ ان میں MTA دیکھنے کے علاوہ نماز باجماعت کا قیام بھی شامل ہے۔ اسی طرح کھانا اکٹھے کھانے کی روایت بھی ڈالنی چاہئے۔

تقریر کے آخر میں آپ نے انٹرنیٹ کے استعمال کے متعلق انصار کو ہمیشہ اپنے پیش نظر رکھنے کے لئے ایک سنہرا اصول بیان کیا اور کہا کہ انٹرنیٹ کے استعمال کا ایک ہی معیار ہونا چاہئے یعنی جو چیز ایک ناصر کے لئے دیکھنا ٹھیک ہے وہی چیز اُس کے بچوں کے لئے دیکھنا بھی ٹھیک ہے۔ اس طرح انصار کو اپنی اخلاقی اور روحانی ترقی کی طرف بھی توجہ ہوگی۔ نیز ہمیں یہ بات بھی ہمیشہ ذہن میں رکھنی چاہئے کہ نماز فحشاء اور ناپسندیدہ باتوں سے روکتی ہے۔

مہمان نمائندگان کی تقاریر

بعدازاں مکرم افتخار احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ جرمنی نے اپنے ملک میں تعمیراتی سرگرمیوں اور انصار کی اس میں قربانیوں کو بیان کیا۔ مکرم انور احمد رشید صاحب صدر مجلس انصاراللہ سویڈن نے اپنے ملک میں مجلس کے تحت ہونے والے امور بیان کئے۔ مسجد کی تعمیر اور فِن لینڈ کے زیرانتظام ایک خودمختار ریاست کے طور پر موجود ایک جزیرہ میں (جہاں کی زبان سویڈش ہے) تبلیغی کوششوں اور کامیابیوں کا ذکر بھی کیا۔

مکرم رائے عبدالقدیر صاحب صدر مجلس انصاراللہ ناروے نے مسجد کی تعمیر کے بعد سے ہر ماہ ہونے والے 'اوپن ڈے' کی کامیابی کا ذکر کیا۔ نیز اب ناروے کے انتہائی شمال میں واقع علاقہ میں بھی مسجد کی تعمیر کے منصوبہ پر عملدرآمد ہو رہا ہے۔

مکرم Miljuan Hadjiran صاحب نمائندہ صدر مجلس انصاراللہ ملائشیا نے ملائشیا میں تبلیغ پر پابندی اور دیگر مشکلات کا ذکر کرکے دعا کی درخواست کی۔ نیز بتایا کہ 39/احمدیوں کو نماز جمعہ کی ادائیگی کے الزام میں ایک مقدمہ کا سامنا ہے۔

مجلس انصاراللہ غانا کے نائب صدر اوّل مکرم محمد افورن صاحب نے بتایا کہ غانا میں ایک ٹی وی سٹیشن کے قیام کی کوششیں کی جارہی تھیں کہ اس دوران مقامی ٹی وی چینل سے بہت کامیاب معاہدہ طے پا گیا ہے۔

☆ اجلاس کی آخری تقریر مکرم ڈاکٹر چودھری اعجاز الرحمٰن صاحب نائب صدر اوّل مجلس انصاراللہ یوکے کی تھی۔ آپ نے سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ کے پُرشوکت الفاظ میں انصار کو اُن کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔

☆ نماز اور طعام کے وقفہ کے بعد مکرم شمیم احمد خان صاحب (انچارج دفتر مجلس انصاراللہ مرکزیہ) نے مختلف علمی و ورزشی مقابلوں میں دوم و سوم آنے والے انصار کو انعامات دیئے۔

ایثار و قربانی کی زندہ حکایات

بعد ازاں مکرم چودھری وسیم احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ یوکے نے مختصر مگر بہت پُراثر تقریر کی۔ آپ نے ایثار و قربانی کی چند روایات بیان کرتے ہوئے توجہ دلائی کہ آج ہمیں بھی اُنہی مقدّس وجودوں کے نقش قدم پر چلنے کی ضرورت ہے۔ آپ نے بتایا کہ کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ سالانہ پر آنے والے مہمانوں کیلئے اپنا بستر بھی دے دیا اور خود سخت سردی کی ساری رات یونہی بیٹھ کر گزار دی۔ اسی طرح لنگرخانہ کا بجٹ ختم ہونے پر حضرت امّاں جانؓ نے اپنا زیور پیش کردیا۔

1922ء کی مجلس شوریٰ میں حضرت مصلح موعودؓ نے ارشاد فرمایا کہ چونکہ بجٹ کے مطابق چندہ اکٹھا نہیں ہوسکا اس لئے نظارتیں اپنے بجٹ میں 30 فیصد کمی کریں۔ اس کے بعد ایک خصوصی کمیٹی نے مزید کمی کی اور پھر حضرت مصلح موعودؓ نے خود جائزہ لے کر بجٹ میں مزید کٹوتی کی۔ وہ دَور ایسا تھا جب جماعت کے ملازمین کو پانچ پانچ ماہ سے تنخواہیں نہیں مل سکی تھیں۔ ایسے میں کسی مخیّر شخص نے معمولی رقم ایک ایسے دوست کو دی جن کے گھر چند روز سے چولہا نہیں جلا تھا۔ ایثار کا یہ عالم تھا کہ اُس دوست نے اُس معمولی رقم میں سے نصف آگے ایک ایسے دوست کو پیش کردی جس کے بارہ میں وہ جانتا تھا کہ وہ کئی وقت کا بھوکا ہے۔ ایثار کے یہی مظاہرے ہر سطح پر جاری تھے۔ چنانچہ جب ایک دوست بھوک کی وجہ سے بیہوش ہوئے تو حضرت مصلح موعودؓ نے اپنا سارا کھانا اٹھا کر اس حکم کے ساتھ بھجوایا کہ اُس دوست کو ضرور کھلا دیا جائے۔

مکرم صدر صاحب نے بتایا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دَور میں بھی صحابہ نے نہایت تنگی کا زمانہ دیکھا تھا۔ چنانچہ بعد میں ایک بار حضرت عبدالرحمٰن بن عَوف نے اپنا دسترخوان بھرا ہوا دیکھا تو رو پڑے۔ دوسروں کے پوچھنے پر بتایا کہ مجھے اُحد کا وقت یاد آگیا تھا جب ہمارے پاس اپنے شہیدوں پر ڈالنے کے لئے پوری چادر بھی نہ ملتی تھی۔

حضرت مصلح موعودؓ نے جب مسجد فضل لندن کی تعمیر کیلئے احمدی خواتین کو مالی قربانی کرنے کی تحریک فرمائی تو ایک پٹھان عورت حضور کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اپنی ٹوٹی پھوٹی زبان میں بتایا کہ اُس کی ہر چیز دفتر سے مِلی ہوئی ہے۔ اُس کے کپڑے، چادر حتّٰی کہ قرآن کریم بھی دفتر نے دیا ہے۔ اُس کے پاس سوائے ایک دو مرغیوں کے کچھ نہیں۔ پھر اُس نے دو روپے حضورؓ کی خدمت میں پیش کئے کہ یہ مسجد کی تعمیر کیلئے قبول فرمالیں۔

ایک ماں کے جذبات کا اظہار کرنے والا یہ واقعہ بھی ہے کہ جب حضرت مصلح موعودؓ نے فرقان فورس میں شمولیت کے لئے نوجوانوں کو تحریک فرمائی تو ایک وفد ضلع گوجرانوالہ پہنچا اور وہاں ایک مقام پر جب حضورؓ کا ارشاد پہنچایا گیا تو جلسہ میں کسی نے بھی حامی نہ بھری۔ اس پر پردہ کے پیچھے سے ایک بیوہ عورت نے اپنے اکلوتے بیٹے کو آواز دی کہ او فلاں! کیا تُو نے خلیفۃ المسیح کا پیغام نہیں سنا؟ اُٹھ اور لبیک کہہ۔

جب یہ واقعہ حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں تحریر کیا گیا تو حضورؓ فرماتے ہیں کہ میرا دل جذبات سے اس قدر مغلوب ہوگیا کہ مَیں نے دعا کی کہ اے خدا! میرا بھی حق ہے کہ مَیں قربانی کروں، تُو میرے بیٹے کی جان لے لیجیو لیکن اس ماں کا سہارا نہ چھیننا۔

مکرم صدر صاحب نے بتایا کہ گزشتہ ایک سال میں دس ہزار مرتبہ انصار تبلیغ کے لئے باہر نکلے ہیں لیکن دراصل یہ صرف 700/انصار کی مساعی تھی۔ چنانچہ اگر انصار کی تعداد بڑھ جائے تو دعوت الی اللہ کے نہایت خوش کُن اثرات ظاہر ہوں گے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ اپنی ذمہ داریوں کا جائزہ لیں۔ ہماری میٹنگز آمدن، نشستن اور برخواستن نہیں ہونی چاہئیں۔ آج جو لوگ جماعتی کاموں میں حصہ نہیں لیتے، اُن کی اولادیں آئندہ ملنے والے انعامات سے محروم ہوجائیں گی۔

پاکستان میں ہونے والے مظالم اور شہادتوں کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے بتایا کہ احمدی شہداء کا خون ہم سے کچھ مطالبہ کرتا ہے۔ چاہئے کہ ہم یہ کہہ سکیں کہ تم سے خون مانگا گیا اور تم نے خون دیا، ہم سے وقت مانگا گیا اور ہم نے وقت پیش کیا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے بھی انصار کے لئے ارشاد فرمایا تھا کہ وہ روزانہ نصف گھنٹہ یا ہر ماہ تین دن خدمت دین کیلئے پیش کیا کریں۔

اختتامی اجلاس

سہ پہر 3 بج کر 40 منٹ پر حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اجتماع گاہ میں تشریف لائے تو احباب نے پُرزور نعروں سے اپنے پیارے آقا کا استقبال کیا۔ حضور انور کی زیرصدارت اختتامی اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم معاذ احمد نوید صاحب آف ملائشیا نے کی۔ مکرم جلال الدین لطیف صاحب آف امریکہ نے آیات کا انگریزی ترجمہ پیش کیا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اقتداء میں انصار نے اپنا عہد دہرایا۔ پھر مکرم اکبر بیگ صاحب آف جرمنی نے حضرت مصلح موعودؓ کا منظوم کلام پیش کیا۔

اس کے بعد مکرم چودھری وسیم احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ یوکے نے رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ امسال 13 میں سے 12 علاقائی مجالس نے اجتماعات منعقد کرنے کی توفیق پائی۔ اس اجتماع کو پلاٹینم جوبلی کے حوالہ سے منانے کے لئے حضور انور کی اجازت سے دیگر ممالک کے نمائندگان کو بھی اجتماع میں شرکت کی دعوت دی گئی تھی چنانچہ 15 ممالک سے نمائندگان شامل ہوئے۔

اس کے بعد علمی و ورزشی مقابلہ جات میں اوّل آنے والے انصار کے علاوہ اعلیٰ کارکردگی کی بنیاد پر مختلف مجالس کے زعماء کو بھی سندات و انعامات حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے۔ امسال مجموعی کارکردگی کی بنیاد پر چھوٹے ریجنز میں ساؤتھ ویسٹ ریجن سرفہرست رہا۔ جبکہ بڑے ریجنز میں ساؤتھ ریجن اوّل، لندن ریجن دوم اور بیت النور ریجن سوم قرار پائے۔ چھوٹی مجالس میں اوّل مجلس براملے و لیوشم، دوم مجلس سوانسی اور سوم مجلس وُلور ہیمپٹن رہیں۔ جبکہ علمِ انعامی کے مقابلہ میں مجلس حلقہ مسجد فضل سوم آئی، مجلس ناربری دوم قرار پائی اور مجلس مچم اوّل آکر علم انعامی اور سند خوشنودی کی حقدار ٹھہری۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب فرمایا۔

[حضور انور کے اس نہایت اہم اور زرّیں نصائح پر مشتمل روح پرور خطاب کا مکمل متن الفضل انٹرنیشنل کے شمارہ 16/اکتوبر 2015ء میں شائع ہوچکا ہے۔]

بقیہ: غیر مذاہب کے بارہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور تعامل...... از صفحہ 4

اس مسجد میں خدا تعالیٰ کے نبی کی موجودگی میں اور اس نبی کی موجودگی میں جو خدا تعالیٰ کی توحید قائم کرنے کے لئے آیا نصاریٰ صلیبیں رکھ کر عبادت کرتے ہیں اور آپؐ فرماتے ہیں: کیا حرج ہے بےشک کرلو۔ آج بڑے بڑے حوصلہ والوں کی بھی اتنی جرأت نہیں کہ اپنی عبادت گاہوں میں غیر مذاہب کے لوگوں کو عبادت کرنے دیں۔

تیسری مثال یہ ہے کہ آپ ہمسایوں سے خواہ وہ کسی مذہب کے ہوں اچھا سلوک کرنے کا حکم دیتے اور اس کے متعلق اتنا زور دیتے کہ صحابہ ہر وقت اس کی پابندی یاد رکھتے۔ لکھا ہے کہ ابن عباس ایک دفعہ گھر میں آئے۔ انہوں نے دیکھا کہیں سے ان کے ہاں گوشت آیا ہے۔ انہوں نے گھر والوں سے پوچھا کہ اپنے ہمسائے یہودی کو گوشت بھیجا ہے یا نہیں؟ آپ نے اس بات کو اتنی دفعہ دہرایا کہ گھر والوں نے کہا آپ اس طرح کیوں کہتے ہیں۔ انہوں نے کہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مَیں نے سنا ہے جبرائیل نے اتنی دفعہ ہمسایہ کے حق کی تاکید کی کہ مَیں نے سمجھا اسے وراثت میں شریک کردیا جائے گا۔

یہ عملی سلوک تھا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جو آپ نے غیر مذاہب کے لوگوں سے روا رکھا۔

آپؐ لوگوں کے احساسات کا بھی بے حد خیال رکھتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت ابوبکرؓ کے سامنے کسی یہودی نے کہا کہ موسیٰ کی قسم! جسے خدا نے سب نبیوں پر فضیلت دی۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے اسے طمانچہ مار دیا۔ جب یہ معاملہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپؐ نے حضرت ابوبکر جیسے انسان کو زجر کی۔ غور کرو مسلمانوں کی حکومت ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت موسیٰؑ کو ایک یہودی فضیلت دیتا ہے اور ایسے طرز سے کلام کرتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ جیسے نرم دل انسان کو بھی غصہ آجاتا ہے اور وہ اسے طمانچہ مار بیٹھتا ہے مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے ڈانٹتے ہیں اور فرماتے ہیں کیوں تم نے ایسا کیا۔ اسے حق ہے جو چاہے عقیدہ رکھے۔

چوتھی مثال۔ فتح خیبر کے موقع پر ایک یہودی عورت نے آپ کی دعوت کی اور اس نے گوشت میں زہر ملا دیا۔ جب آپؐ کے سامنے رکھا گیا تو ایک صحابی بُشرؓ نے اس میں سے کھالیا۔ مگر آپؐ کو الہاماً معلوم ہوگیا۔ اس لئے آپؐ نے لقمہ اٹھا کر پھر رکھ دیا۔ آپؐ نے اس عورت سے پوچھا کہ اس کھانے میں تو زہر ہے۔ اُس نے کہا آپ کو کس نے بتلا دیا۔ آپ نے ایک ہڈی کی طرف اشارہ کرکے فرمایا: اس نے۔ یہودن نے کہا: مَیں نے اس لئے زہر ملایا تھا کہ اگر آپ خدا کے سچے نبی ہیں تو آپ کو یہ بات معلوم ہوجائے گی۔ اگر جھوٹے ہیں تو دنیا کو آپ کے وجود سے نجات حاصل ہوجائے گی۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا: اسے کچھ نہ کہو۔ حالانکہ وہ صحابی بُشرؓ فوت ہوگئے۔ آپ کی خاطر اپنی جان قربان کرنے والا صحابی فوت ہوگیا مگر آپ نے عورت ہونے کی وجہ سے اُسے چھوڑ دیا۔ حالانکہ اُس نے آپ کی اور آپ کے مخلص صحابہ کی جان لینے کی کوشش کی تھی اور اس طرح اسلام کو بیخ و بُن سے اُکھیڑنا چاہا تھا۔ یہ کتنا بڑا سلوک تھا۔

پانچویں مثال۔ جب آپ جنگ کے لئے جاتے تو حکم دیتے کسی قوم کی عبادت گاہیں نہ گرائی جائیں۔ ان کے مذہبی پیشواؤں کو نہ مارا جائے۔ عورتوں پر اور بوڑھوں، بچوں پر حملہ نہ کیا جائے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے پہلے یہ رواج تھا کہ پادریوں اور صوفیوں کو مار

ڈالا جاتا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے روک دیا۔ اگر آپ دیگر مذاہب کے ایسے دشمن ہوتے جیسے مخالفین آپ کو قرار دیتے ہیں تو کیا آپ یہ حکم دیتے کہ ان مذاہب کے رہنماؤں کو چھوڑ دیا جائے۔ آپ تو یہ کہتے کہ سب سے پہلے ان کو مارا جائے۔ مگر آپؐ نے فرمایا جو تلوار لے کر حملہ کرتا ہے اسے مارو لیکن جو لوگ مذہبی کاموں میں لگے ہوئے ہوں، ان کو نہ مارو۔

چھٹی مثال۔ دنیا میں طریق رائج ہے کہ جن لوگوں سے جنگ ہوئی ہے، ان کے احساسات کا خیال نہیں رکھا جاتا اور مفتوح اقوام کو ہر طرح دبانے اور ان کے جذبات کچلنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ انگریزی حکومت بڑی مہذّب کہلاتی ہے مگر آج تک لاہور میں لارنس کا مجسّمہ ہاتھ میں تلوار لئے کھڑا ہے۔ جس کے نیچے ہندوستانیوں کو مخاطب کر کے لکھا ہے: ’’قلم کی حکومت چاہتے ہو یا تلوار کی‘‘۔

ہر ہندوستانی سمجھتا ہے کہ اس میں اہل ہند کی ہتک کی گئی ہے اور انہیں کہا گیا ہے کہ اگر تم قلم کی حکومت نہ مانو گے تو تلوار کے زور سے تم پر حکومت کی جائے گی۔ ہندوستانیوں نے اس مجسّمہ کے ہٹائے جانے کے لئے بڑا زور بھی لگایا۔ مگر گورنمنٹ نے نہیں مانا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان دیکھئے۔ مکّہ والوں نے آپؐ پر کس قدر ظلم کئے تھے۔ متواتر 13 سال مکّہ والے آپ اور آپ کے ساتھیوں پر مظالم کرتے رہے۔ عورتوں کی شرمگاہوں میں نیزے مار کر ہلاک کیا گیا۔ رسیوں سے باندھ کر تپتی ریت پر گھسیٹا گیا۔ بعض مردوں اور عورتوں کی آنکھیں نکال دی گئیں اور یہاں تک ظلم کئے گئے کہ آخر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا پیارا وطن چھوڑنا پڑا۔ وہاں بھی ان لوگوں نے آپ کو چین نہ لینے دیا۔ وہاں کے لوگوں کو آپؐ کے خلاف اُکسایا۔ قیصر اور کسریٰ کی حکومتوں کو اشتعال دلایا۔ مگر جب ایسی قوم کے خلاف آپ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ چڑھائی کر کے جاتے ہیں تو ابوسفیان آجاتا ہے۔ اس وقت مسلمانوں کی آنکھوں کے سامنے اہلِ مکّہ کے سارے مظالم ایک ایک کر کے آرہے ہیں۔ ان کا خون جوش سے اُبل رہا ہے اور وہ سمجھ رہے ہیں کہ آج ہم اپنے بھائیوں کے خون کے ایک ایک قطرہ کا بدلہ لیں گے۔ اس وقت فوج کے ایک حصہ کا کمانڈر کہتا ہے آج مکّہ والوں کی خیر نہیں، ہم ان کے ظلموں کا ان سے بدلہ لیں گے۔ اس پر ابوسفیان آگے بڑھ کر شکایت کرتا ہے کہ اس شخص نے ہمارا دل دکھایا ہے۔ (کس کا؟ شدید دشمن، بالمقابل لشکر کے کمانڈر کا) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اس شخص کو بلوایا اور فرمایا آپ کو معزول کیا جاتا ہے کیونکہ آپ نے کفار مکّہ کے احساسات کا خیال نہیں رکھا۔

دیکھو ابھی معلوم نہیں کہ مکّہ والے کیا رویّہ اختیار کریں گے، لڑائی کا کیا نتیجہ رونما ہوگا۔ مگر مکّہ والوں کے ایک سردار کے یہ کہنے پر کہ فلاں افسر نے ہمارا دل دکھایا ہے، ایک کمانڈر کو معزول کر دیا جاتا ہے۔ کیا دنیا کی تمام جنگوں کی تاریخ میں کوئی ایسی مثال دکھائی جاسکتی ہے۔ کمانڈر چھوڑ نائیک (Nike) اور لانس نائیک (Lance Nike) کی مثال بھی نہیں دکھائی جاسکتی کہ اسے اس لئے سزا دی گئی ہو کہ اس نے میدان جنگ میں کھڑے ہو کر کہا ہو آج ہم دشمن کی خوب خبر لیں گے اور اسے پوری پوری شکست دیں گے۔

اب مَیں اپنی تقریر ایک واقعہ کا ذکر کر کے ختم کرتا ہوں۔ مخالفوں کی طاقت کو کچلنے کا آخری موقع فتح مکّہ تھا۔ مگر دیکھو کس محبت اور پیار کا معاملہ آپ نے ان لوگوں سے کیا۔ مغربی تاریخوں میں ایک مشہور شخص ابراہیم لنکن ہوا ہے۔ اس کے زمانہ میں دو گروہوں میں لڑائی ہوئی۔ ایک کہتا کہ غلامی قائم رہنی چاہئے مگر دوسرا گروہ اسے ظلم قرار دے کر مٹانا چاہتا۔ ابراہیم لنکن مٹانے والوں میں سے تھا۔ اس کی بڑی خوبی یہ بیان کی جاتی ہے کہ جب دوسرے فریق کو شکست ہوئی تو وہ سر نیچے کئے ہوئے گیا۔ کہتے ہیں وہ دعا کر رہا تھا کہ فیصلہ ہوگیا۔ فوجوں نے اسے کہا کہ بینڈ بجاتے ہوئے جانا چاہئے۔ مگر اس نے کہا نہیں، اس طرح دوسروں کا دل دکھے گا۔ یہ اس کی خاص خوبی بیان کی جاتی ہے۔ مگر وہ ایسا شخص تھا جسے ان لوگوں نے کوئی ذاتی دکھ نہ دیا تھا۔ لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکّہ پر حملہ آور ہوئے تو ان لوگوں کی غدّاری کی وجہ سے حملہ آور ہوئے تھے۔ اور ان دشمنوں پر حملہ کرنے گئے تھے جنہوں نے قریباً رُبع صدی تک مسلمانوں پر ظلم کئے تھے۔ جنہوں نے آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو بے حد دُکھ دیئے تھے۔ مگر جب مکّہ کے قریب پہنچے تو سب کمانڈروں کو جمع کیا اور فرمایا جب تم مکّہ میں داخل ہوگے، مَیں ساتھ نہ ہوں گا، تم نے کسی کو مارنا نہیں۔ اور جب مکّہ نظر آیا اور آپ نے مخالفوں کی طرف سے لڑائی کے سامان نہ دیکھے تو سجدہ میں گر گئے۔ کہا گیا ہے کہ لنکن دعا کرتا ہوا گیا تھا۔ مگر اس کی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حالت نہ تھی۔ جو دکھ اہل مکہ نے آپ کو دیئے تھے، ان کا لاکھواں حصہ بھی لنکن کو نہ دیا گیا تھا۔ مگر آپ نے قوم کو خونریزی سے بچالیا۔ مسلمانوں کے چار لشکر گئے مگر آپ کسی لشکر کے ساتھ نہ گئے بلکہ اکیلے گئے تا کہ شان نہ ظاہر ہو اور جا کر کعبہ میں نماز پڑھی اور اعلان کر دیا کہ جو شخص گھر میں بیٹھا رہے گا، اُسے معاف کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد مکّہ کے لوگ آپ کے پاس آئے۔ وہ مسلمان نہیں تھے بلکہ اپنے مذہب پر قائم تھے۔ اور وہ لوگ تھے جنہوں نے 13 سال کے ہر منٹ میں آپ کو مارنے کی کوشش کی تھی اور اس کے بعد سات سال تک دوسو میل دُور جا کر آپ کی تباہی کی کوشش کرتے رہے تھے۔ ان سے پوچھا جاتا ہے بتاؤ تم سے کیا سلوک کیا جائے۔ اگر ان کے جسموں کا قیمہ بھی کر دیا جاتا تو یہ ان کے جرموں کے مقابلہ میں کافی سزا نہ تھی۔ مگر جب انہوں نے کہا ہم سے وہی سلوک کیا جائے جو یوسف نے اپنے بھائیوں سے کیا تھا تو آپ نے فرمایا: لَاتَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ ۔

(شرح مواھب اللدنیہ جلد 2 صفحہ 302 طبع باراوّل مطبع زھریہ مصر)

جاؤ تمہیں معاف کیا جاتا ہے اور کوئی گرفت نہیں کی جاتی۔ یہ وہ خاتمہ ہے جو اس جنگ کا ہوا جو آپ کے قدیمی دشمنوں اور آپ کے درمیان ہوئی۔

وہ لوگ جو کہتے ہیں اسلام تلوار کے ذریعہ پھیلا وہ سن لیں، اگر کوئی شخص یہ کہلانے کا مستحق ہے کہ اس نے تلوار کے مقابلہ میں عفو سے کام لیا تو وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہے۔ اگر عمر بھر کے ظلموں اور دکھوں کو کسی نے بخش دیا تو وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذات تھی۔ مَیں امید کرتا ہوں کہ آئندہ ایسے مقدس وجود پر کوئی اعتراض کرنے کی بجائے اس کے مخالف بھی اس کی تقدیس کریں گے۔

اب آؤ ہم سب مل کر دعا کریں کہ آپس کا تفرقہ دُور ہو اور آپس میں ایسی صُلح کریں کہ ایک دوسرے کے حقوق نہ لیں بلکہ بھائی بھائی بن کر اور ایک دوسرے کے حقوق دیتے ہوئے صُلح کریں۔

(الفضل 5، 7، 8 دسمبر 1944ء)

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ 13 / دسمبر 2015ء بروز اتوار نماز ظہر و عصر سے قبل سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر **مکرم اظہر احمد میاں صاحب آف ویمبلڈن کی نماز جنازہ حاضر** پڑھائی۔

آپ 11 دسمبر 2015ء کو 66 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ صحابی حضرت مسیح موعودؑ کے پڑپوتے اور ڈاکٹر عبدالحمید صاحب چغتائی صحابی حضرت مسیح موعودؑ کے پوتے تھے۔

مرحوم 2001ء تا 2015ء ناظم دفتر جلسہ سالانہ کے علاوہ قائد تجنید مجلس انصار اللہ یو کے، زعیم حلقہ، لائبریرین بیت الفتوح اور سیکرٹری امورِ عامہ جماعت مرٹن پارک کے طور پر خدمت بجالاتے رہے۔ آپ کے چھوٹے بھائی مکرم عمران چغتائی صاحب بطور نائب افسر جلسہ سالانہ خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ مرحوم نے لواحقین میں 3 بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

اس کے ساتھ حسب ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی:

(1) مکرم عبدالباری قیوم شاہد صاحب واقفِ زندگی (ابن مکرم کیپٹن شیخ نواب دین صاحب مرحوم کراچی)

19 نومبر 2015ء کو 73 سال کی عمر میں ہارٹ اٹیک کے باعث بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے 1967ء میں جامعہ احمدیہ سے شاہد کی ڈگری حاصل کی اور اس کے بعد عربی فاضل کا امتحان بھی پاس کیا۔ ٹی آئی کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کے میگزین ’’المنار‘‘ کے ایڈیٹر بھی رہے۔ آپ کو کئی علمی کتب تالیف کرنے کی بھی توفیق ملی۔ 1984ء میں 3 سال کے لیے غانا میں نصرت جہاں سکیم کے تحت ٹیچر ٹریننگ کالج میں بھی خدمت کی توفیق ملی۔ اسی طرح مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ میں معتمد مقامی اور پھر 1993ء میں مجلس انصار اللہ مارٹن روڈ کراچی میں 14 سال زعیم اعلیٰ انصار اللہ کی حیثیت سے خدمات کی توفیق پائی۔ آپ پنجوقتہ نمازی، تہجد گزار، نہایت شفیق، امانتدار، چندوں اور مالی تحریکات میں حصہ لینے والے، دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 2 بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

(2) مکرمہ رحمت بی بی صاحبہ (اہلیہ مکرم میاں غوث محمد صاحب آف شیخوپورہ پاکستان)

11 ستمبر 2015ء کو 94 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، قرآن کریم کی باقاعدگی سے تلاوت کرنے والی، غریب پرور، صلہ رحمی کرنے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ آپ نے بیعت کے بعد مخالفت کا نہایت صبر و استقامت سے مقابلہ کیا۔ اپنے گاؤں میں بہت سے لوگوں کو قرآن کریم بھی پڑھایا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

(3) مکرم گناون احمد صاحب انجینئر (آف انڈونیشیا)

2 جون 2015ء کو بعارضہ کینسر وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے آباؤاجداد انڈونیشیا کے Garut اور Tasikmalaya ریجن کے ابتدائی احمدیوں میں سے تھے۔ آپ نے حضرت مولانا رحمت علی صاحب مرحوم مبلغ سلسلہ کے ذریعہ بیعت کر کے جماعت میں شمولیت کی سعادت پائی۔ آپ 2011ء سے پتے کے کینسر میں مبتلا تھے۔ ڈاکٹروں نے انہیں بتایا تھا کہ وہ صرف ایک سال تک زندہ رہیں گے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہوں نے اس مہلک بیماری کے باوجود 5 سال مزید عمر پائی۔ آپ جماعت کے فعال رکن اور مخلص انسان تھے۔ ایک موقع پر آپ نے مخالفین کو جماعت کی مسجد پر حملہ کرنے سے بھی روکا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(4) مکرمہ طالعہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری احسان اللہ صاحب نبی سر روڈ سندھ)

30 نومبر 2015ء کو 92 سال کی عمر میں مختصر علالت کے بعد وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ صوم وصلوٰۃ کی پابند، قرآن کریم کی کثرت سے تلاوت کرنے والی، دعا گو، نہایت صابرہ و شاکرہ، جماعتی تحریکات میں حصہ لینے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور 6 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم ڈاکٹر سمیع اللہ طاہر صاحب نائیجیریا میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(5) مکرمہ رضیہ بیگم صاحبہ۔ کینیڈا

17 نومبر 2015ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے آباؤاجداد کا تعلق برہمن باڑیہ بنگلہ دیش سے تھا۔ آپ جماعتی پروگراموں میں فعال حصہ لینے والی، باقاعدگی سے قرآن کریم کی تلاوت کرنے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ کے میاں مکرم میاں نظام الحق صاحب نیشنل جنرل سیکرٹری آفس میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

☆......☆......☆

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ایسے اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ ہدیۂ قارئین کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت حافظ محمد قاری صاحب جہلمیؓ

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 10اکتوبر 2011ء میں حضرت حافظ محمد قاری صاحبؓ (یکےاز313) ولد نور حسین صاحب راجپوت کا مختصر ذکرخیر شامل اشاعت ہے۔

آپ حضرت مولوی برہان الدین صاحب جہلمیؓ کے شاگرد تھے۔ گوکہ حضرت مولوی صاحبؓ نے حضرت مسیح موعودؑ کی زیارت پہلے کی تھی لیکن پہلے بیعت کرنے کا شرف حضرت محمد قاری صاحبؓ کو حاصل تھا۔

حضرت مصلح موعودؓ کے پرائیویٹ سیکرٹری حضرت میاں محمد یوسف خان صاحب بیان فرماتے ہیں کہ حضرت قبلہ والد صاحب کا یہ معمول تھا کہ تہجد کبھی گھر میں اور کبھی مسجد میں ادا کرتے لیکن نماز فجر مسجد جاکر ہی ادا فرماتے جو گھر سے دُور تھی۔ مجھے بھی اپنے ہمراہ لے جاتے۔ یہ مسجد حضرت مولوی محمد قاری صاحبؓ کی تھی اور مسجد قصاباں (جہلم) کہلاتی تھی۔ جہلم میں سب سے پہلے حضرت قاری صاحبؓ ہی نے احمدیت قبول کی تھی اور اس وقت ان کی بڑی مخالفت ہوئی تھی۔ حضرت قاری صاحبؓ کی حیثیت اُن دنوں میں صرف ایک امام کی تھی اور اسی پر آپؓ کا گزارہ تھا۔ محلّہ کے لوگوں نے متولّی سے شکایت کی کہ قاری کافر ہوگیا ہے اس کی جگہ اَور امام مقرر کیا جائے۔ متولّی نے دریافت کیا: قاری شہادت کیا دیتا ہے؟ لوگوں نے کہا شہادت تو یہی دیتا ہے کہ خدا ایک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔ پھر پوچھا: اذان کس طرح دیتا ہے اور نماز کس طرح پڑھتا ہے؟ جب اُسے یہ جواب مل گئے کہ یہ سب کچھ وہی ہے جو پہلے تھا تو اس نے لوگوں کو جواب دیا کہ ان حالات میں مَیں اسے الگ نہیں کرسکتا تمہاری مرضی ہے تو نماز پڑھو ورنہ نہ پڑھو۔ یہ پہلی نصرت تھی جو اللہ تعالیٰ نے اپنے اس مومن بندے کی فرمائی۔ اس کے بعد حضرت قاری صاحبؓ اکیلے ہی اذان دے کر نماز پڑھ لیتے تھے لیکن جن دنوں میں مَیں نے آپؓ کو دیکھا اُن دنوں آپؓ کی مسجد میں نمازیوں کو نماز پڑھنے کے لیے جگہ نہ ملتی تھی۔

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتب ’’آریہ دھرم‘‘، ’’سراج منیر‘‘، ’’تحفہ قیصریہ‘‘ اور ’’کتاب البریہ‘‘ میں شامل مختلف فہرستوں میں حضرت حافظ صاحبؓ کا نام بھی درج فرمایا ہے۔ نیز کتاب ’’انجام آتھم‘‘ میں درج 313 کبار صحابہ میں بھی آپ کا نام 176 نمبر پر شامل فرمایا ہے۔

حضرت حافظ محمد قاری صاحبؓ نے 10/اکتوبر 1909ء کو جہلم میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔ آپؓ کا یادگاری کتبہ بہشتی مقبرہ قادیان میں لگا ہوا ہے۔ آپؓ کی ایک بیٹی نے 1904ء میں وفات پائی تھی جو حضرت حیدرشاہ صاحب سب پوسٹ ماسٹر جہلم ابن بابو نظام شاہ صاحب سٹیشن ماسٹر چکرکوٹ ضلع کوہاٹ کے ساتھ بیاہی ہوئی تھیں۔

محترم ملک محمد عبداللہ صاحب انجینئر

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 7/اکتوبر 2011ء میں شائع ہونے والے ایک مضمون میں مکرم پروفیسر مرزا مبشر احمد صاحب نے اپنے خسر محترم مکرم ملک محمد عبداللہ صاحب انجینئر کا ذکرخیر کیا ہے۔ آپ نے 28 مارچ 1993ء کو داعی اجل کو لبیک کہا۔ اس سے پیشتر آپ کی زوجہ محترمہ غلام زہرہ صاحبہ نے بھی 28 مارچ کو ہی 1989ء میں وفات پائی تھی۔ دونوں اسلام آباد (پاکستان) کے احمدیہ قبرستان میں مدفون ہیں۔

محترم ملک محمد عبداللہ صاحب نہایت شریف النفس، بااخلاق، ملنسار، سچائی پر سختی سے قائم، احمدیت سے گہری وابستگی رکھنے والے اور مہمان نواز تھے۔

قیام پاکستان کے وقت آپ سرینگر میں تعینات تھے جبکہ آپ کے بچے جموں میں رہائش پذیر تھے۔ جموں سے پاکستان ہجرت کرتے ہوئے آپ کے دو بھائی، تین سالے اور دو ہم زلف (ایک ہم زلف مع اپنے تمام بیوی بچوں کے) شہید ہوگئے۔ جبکہ آپ کا کم سِن بیٹا بھی یا تو شہید ہوگیا یا سکھ اٹھا کر لے گئے۔ اس موقع پر سارے خاندان نے بہت صبر کا مظاہرہ کیا۔

پاکستان آکر آپ نے پہلے MES میں اور وہاں سے ریٹائرمنٹ کے بعد ریپکو (REPCO) میں خدمات سرانجام دیں۔ جب خاکسار کی شادی 1967ء میں آپ کی بیٹی سے ہوئی تو چندروز کے بعد یہ انکشاف ہوا کہ آپ غیرمبائع ہیں (جبکہ میری خوشدامن صاحبہ جماعت احمدیہ سے تعلق رکھتی تھیں) البتہ یہ امر خوش کن تھا کہ ملک صاحب موصوف حضرت مصلح موعودؓ اور حضرت خلیفۃالمسیح الثالثؒ کا ذکر بڑے احترام کے ساتھ کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا مطالعہ بھی مستقل کرتے تھے۔ اس دوران آپ کا تبادلہ ایبٹ آباد ہوگیا تو خاکسار نے وہاں کے مربی مکرم مولانا چراغ دین خان صاحب مرحوم کا تعارف آپ سے کروادیا اور حضرت خلیفۃالمسیح الثالثؒ کی خدمت میں بھی آپ کے بارہ میں تفصیلی عریضہ تحریر کیا۔

خوش قسمتی سے انہی دنوں حضورؒ موسم گرما گزارنے کے لئے ایبٹ آباد تشریف لائے تو اس کا علم ہونے پر میرے خسر نے حضورؒ سے ملاقات کے لئے بے حد اشتیاق کا اظہار کیا۔ چنانچہ ہم دونوں جمعہ کی ادائیگی کے لئے حضور کی قیامگاہ پہنچے۔ نماز کے بعد حضور کھڑے ہوکر احباب سے مصافحہ فرمانے لگے۔ میرے خسر محترم کی باری آنے پر محترم مولانا چراغ دین صاحب نے تعارف کے طور پر کہا کہ ان کا نام ملک محمد عبداللہ ہے یہ یہاں انجینئر ہیں اور غیرمبائع ہیں۔ اس پر حضورؒ نے بلند آواز میں مسکراتے ہوئے فرمایا: ’’غیرمبائع تھے۔ کیوں ملک صاحب ٹھیک ہے نا......!‘‘۔ میرے خسر محترم کے چہرے پر خاص چمک ظاہر ہوئی اور آپ نے نہایت خندہ پیشانی سے عرض کیا: جیسے حضور فرمائیں۔ گھر پہنچنے پر خسر محترم نے بے حد خوشی کے ساتھ سارا واقعہ گھر والوں کو سنایا۔

بعدازاں محترم ملک محمد عبداللہ صاحب جمعہ کی نماز میں اور مغرب کے وقت حضور کی مجلس عرفان میں شرکت کرنے لگے۔ اس دوران آپ گاہے بگاہے غیرمبائعین کے مرکز واقع ایبٹ آباد بھی جاتے تھے۔ ایک بار آپ نے وہاں ڈاکٹر سعید احمد صاحب سے (جو بعد میں غیرمبائعین کے امیر بھی بن گئے) استفسار کیا کہ جب حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات میں بیٹے کا ذکر آتا ہے تو ہم سمجھتے ہیں کہ اس سے مراد روحانی اولاد ہے مگر حضورؑ کا یہ الہام کہ ہم تیرے بیٹے اور پوتے کو برکت دیں گے، یہاں پوتے سے کیا مراد ہے۔ اس پر ڈاکٹر صاحب نے نہایت روکھے انداز میں کہا کہ مَیں نے خواب میں دیکھ لیا ہے کہ آپ کی بیٹی اور داماد آپ کو دوسری طرف کھینچ رہے ہیں اس لئے آپ سے بات کرنا بیکار ہے۔ میرے خسر محترم نے اگرچہ بہت کہا کہ وہ مطالعہ کے نتیجہ میں اٹھنے والے سوالات کے تشفّی بخش جوابات چاہتے ہیں۔ لیکن ڈاکٹر صاحب نے اس سلسلہ میں مزید بات کرنے سے قطعی طور پر انکار کردیا۔

دوسری طرف ملک صاحب موصوف حضورؒ کے ساتھ نجی ملاقاتوں اور مجالس عرفان کے دوران اپنے بیشتر سوالات کے تسلی بخش جوابات پاچکے تھے۔ چنانچہ آپ نے حضور کی خدمت میں ایک سے زیادہ بار عرض کیا کہ اگر حضور ارشاد فرماتے ہیں تو میں بیعت کرلیتا ہوں۔ حضورؒ استفسار فرماتے کہ کیا آپ کی مکمل تسلی ہوگئی ہے۔ آپ عرض کرتے کہ کچھ سوال باقی ہیں۔ اس پر حضورؒ فرماتے کہ جب مکمل انشراح صدر ہوجائے تو پھر بیعت کرلیں۔

اگرچہ حضرت خلیفۃالمسیح الثالثؒ سے آپ کا تعلق گہرا ہوتا جارہا تھا مگر بیعت میں تاخیر ہورہی تھی۔ ایک دفعہ محترم ملک صاحب نے حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب کو چائے کے لئے گھر پر مدعو کیا اور وہاں تین سوالات بھی پیش کئے جن کے تشفّی بخش جوابات پاکر بہت مطمئن ہوئے۔ چنانچہ اُنہی دنوں خاکسار نے آپ کو ایک طویل عریضہ لکھا جس میں یہ گزارش کی کہ اب جبکہ آپ کے مطابق آپ کی 95% تشفّی ہوچکی ہے تو بیعت میں تاخیر مناسب نہیں۔ موت کے وقت کا کسے علم ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے خدانخواستہ آپ کو اچانک بلالیا تو آپ کے پاس بیعت نہ کرنے کا کیا جواز ہوگا؟۔ اس دردبھرے عریضے کے چند روز بعد آپ نے بیعت کی سعادت پالی۔

ملک صاحب کی بیعت پر حضرت خلیفۃالمسیح الثالثؒ نے اظہارخوشنودی کرتے ہوئے فرمایا کہ مولانا محمد یعقوب صاحب ’’ایڈیٹر لائٹ‘‘ کی گزشتہ سال ہونے والی بیعت پر غیرمبائعین کہتے تھے کہ ہمیں ان کے بیمار جسم کی کیا ضرورت تھی، اچھا ہوا انہیں ربوہ جماعت والے لے گئے ہیں۔ مگر عبداللہ صاحب تو صحتمند جسم کے مالک ہیں، اِن کے بارہ میں وہ کیا کہتے ہیں!۔

اگلے جلسہ سالانہ کے موقع پر خاکسار نے حضورؒ سے شرف ملاقات حاصل کیا تو حضورؒ نے متبسّم چہرے کے ساتھ فرمایا: ’’مبشر اب تو خوش ہو‘‘۔ میری خوشی کا ٹھکانہ نہ تھا کہ حضور کو نہ صرف خاکسار کا نام یاد ہے بلکہ یہ بھی معلوم ہے کہ خاکسار ملک صاحب موصوف کی بیعت کے لئے متفکّر اور کوشاں رہا تھا۔

بیعت کے بعد ملک صاحب کا حضورؒ کے ساتھ ان کی زندگی کے آخری لمحات تک گہرا تعلق رہا۔ حضورؒ نے آپ کو ازراہ شفقت اپنی دستخط شدہ تصویر، کچھ کتب اور اپنی جرسی وغیرہ بھی مرحمت فرمائی۔

ملک صاحب موصوف Chain Smoker تھے اور ان کے بائیں ہاتھ کی دو انگلیاں درمیان میں سیاہ ہوگئی تھیں۔ بیعت کرنے کے بعد آپ کے دل میں خیال آیا کہ سگریٹ پینے سے میرے منہ میں بو پیدا ہوتی ہے اور پھر اسی منہ سے قرآن شریف اور درود پڑھتا ہوں۔ اس خیال سے طبیعت بہت بے قرار رہنے لگی تو ایک روز ہونٹوں سے سگریٹ نکال کر میز پر رکھ دیا اور سگریٹ نوشی ترک کرنے کا بلند آواز میں اعلان کردیا۔ اس کے بعد چند دن بڑی تکلیف میں گزرے۔ سارا سارا دن ٹہلتے رہتے، راتیں بھی بے خوابی کی نذر ہوگئیں۔ مگر آپ نے یہ تکلیف دہ وقت نہایت استقامت کے ساتھ گزارا اور سگریٹ نوشی مستقل طور پر ترک کردی۔

مکرم فتح محمد صاحب بھٹی

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 10اکتوبر 2011ء میں مکرم سراج الحق قریشی صاحب کے قلم سے مکرم فتح محمد صاحب بھٹی کارکن سوئی گیس دفتر جلسہ سالانہ ربوہ کا مختصر ذکرخیر شامل اشاعت ہے۔

محترم فتح محمد بھٹی صاحب 27 ستمبر 2011ء کی شام ہارٹ اٹیک کے نتیجہ میں 61 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ آپ ایک مخلص، ایماندار، محنتی اور خدمت کا جذبہ رکھنے والے کارکن تھے۔ اپنے ساتھی کارکنان میں ہردلعزیز تھے اور شریف النفس، ہمدرد اور مہمان نواز کے طور پر مشہور تھے۔ آپ کو دفتر جلسہ سالانہ ربوہ میں تقریباً 39 سال بطور مکینک خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند اور دینی کاموں میں پورے خلوص اور جذبہ سے حصہ لینے والے نیک فطرت انسان تھے۔ ہر سال باقاعدگی سے رمضان المبارک کے روزوں کے ساتھ شوال کے روزے بھی رکھا کرتے تھے۔

آپ کا تعلق وتہ خیل ضلع میانوالی سے تھا۔ گاؤں میں بعض نامساعد حالات کی بِنا پر آپ اپنی والدہ اور چھوٹے بھائی مکرم گل خان صاحب کو لے کر ربوہ منتقل ہوگئے اور یہاں جماعت کے حسن اخلاق اور اعلیٰ تعلیمات سے متأثر ہوکر اس گھرانہ نے احمدیت قبول کی۔ اس پر آپ کے خاندان اور علاقہ کے لوگوں نے نہ صرف شدید مخالفت شروع کردی بلکہ مقدمات بھی قائم کئے اور آپ کو تشدّد کا نشانہ بنانے کے علاوہ جان لینے کی بھی کوشش کی۔ لیکن آپ نے انتہائی جوانمردی اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا۔

مرحوم نے اپنے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بھتیجے اور ایک بھتیجی اور ایک شادی شدہ بہن چھوڑی ہے۔ آپ اپنے بھتیجوں اور بھتیجی کے کفیل بھی تھے۔

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 12 ستمبر 2011ء میں مکرم قریشی داؤد احمد ساجد صاحب کا کلام شائع ہوا ہے۔ اس کلام میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

ہیولہ نُور کا مٹی کے گھر میں رہتا ہے
میرے خیال میں قلب و نظر میں رہتا ہے
وہ بولتا ہے تو ٹھہرا ہوا سمندر ہے
نگاہِ دُوربیں گویا سفر میں رہتا ہے
دہر کے لوگ اگرچہ نہ اس کو پہچانیں
پر اس کا تذکرہ تو بحر و بر میں رہتا ہے
ہے ان کے واسطے وہ حضرت خضر کی طرح
نصیب جن کا کہ مدّ و جزر میں رہتا ہے
جلا کے دیپ میرے دل میں اپنی یادوں کے
قریب یوں میرے شام و سحر میں رہتا ہے
اُٹھیں جو ہاتھ تو مانگوں دعا اسی کے لئے
وہ میری سوچ میں اور چشمِ تر میں رہتا ہے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
March 11, 2016 – March 17, 2016

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday March 11, 2016

00:00	World News
00:20	Tilawat: Surah Faatir, verses 28-37 with Urdu translation.
00:35	Dars Majmooa Ishteharaat
00:50	Yassarnal Quran: Lesson no. 67.
01:20	Reception At Hotel Taj: Rec. November 27, 2008.
02:15	Spanish Service
02:50	Pushto Muzakarah
03:20	Tarjamatul Qur'an Class: Surah Al-Baqarah, verses 283-287 by Khalifatul-Masih IV (ra) in Urdu. Class no. 33. Rec. January 04, 1995.
04:25	Ilmul Abdaan
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 13.
06:00	Tilawat: Surah Faatir, verses 38-46 with Urdu translation.
06:15	Dars-e-Hadith: The topic is 'righteous deeds'.
06:25	Yassarnal Quran: Lesson no. 68.
06:55	Reception By Lord Provost In Honour Of Hadhur (aba): Recorded on March 07, 2009.
07:55	In His Own Words: Selected extracts from the writings of the Promised Messiah (as) about the philosophy of the teachings of Islam.
08:30	Rah-e-Huda: Recorded on March 12, 2016.
10:00	Indonesian Service
11:05	Deeni-O-Fiqahi Masail: Programme no. 89.
11:40	Tilawat: Surah Ar-Rehman, verses 1-40.
11:45	Seerat-un-Nabi: A discussion about the life of the Holy Prophet Muhammad (saw).
12:30	Live Transmission From Baitul Futuh
13:00	Live Friday Sermon
14:00	Live Transmission From Baitul Futuh
14:35	Shotter Shondhane: Recorded on May 25, 2012.
15:35	Sidq Se Meri Taraf Aao: A programme dispelling the false allegations made about the Promised Messiah (as).
16:20	Friday Sermon [R]
17:30	Yassarnal Qur'an
18:00	World News
18:30	Reception By Lord Provost In Honour Of Hadhur (aba) [R]
19:35	Discover Alaska
20:20	Deeni-o-Fiqahi Masail [R]
21:00	Friday Sermon [R]
22:20	Rah-e-Huda [R]

Saturday March 12, 2016

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Yassarnal Quran
01:10	Reception By Lord Provost In Honour Of Hadhur (aba)
02:10	Friday Sermon: Recorded on March 11, 2016.
03:20	Rah-e-Huda: Recorded on March 12, 2016.
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 14.
06:00	Tilawat: Surah Yaaseen, verses 1-22 with Urdu translation.
06:15	In His Own Words
06:45	Al-Tarteel: Lesson no. 26.
07:15	Jalsa Salana Qadian Address: Recorded on December 31, 2012.
08:30	International Jama'at News
09:00	Question & Answer Session: Rec. May 24, 1997.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon [R]
12:15	Tilawat: Surah Ar-Rehman, verses 41-79.
12:25	Al-Tarteel [R]
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan: A poem request programme.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Maidane Amal Ki Kahani
16:00	Live Rah-e-Huda
17:35	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:25	Jalsa Salana Qadian Address [R]
19:45	Faith Matters: Programme no. 185.
20:45	International Jama'at News
21:15	Rah-e-Huda [R]
22:50	Friday Sermon [R]

Sunday March 13, 2016

00:05	World News
00:20	Tilawat
00:35	In His Own Words
01:05	Al-Tarteel
01:35	Jalsa Salana Qadian Address
02:55	Friday Sermon: Recorded on March 11, 2016.
04:05	Maidane Amal Ki Kahani
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 15.
06:00	Tilawat: Surah Yaseen, verses 23-37 with Urdu translation.
06:10	Yassarnal Quran: Lesson no. 68.
06:35	Bustan-e-Waqf-e-Nau Class: Rec. March 10, 2013
07:40	Faith Matters: Programme no. 185.
08:45	Question And Answer Session: Recorded on January 29, 1995.
10:05	Indonesian Service
11:10	Friday Sermon: Spanish Translation of Friday sermon delivered on November 21, 2014.
12:10	Tilawat: Surah Al-Waaqiah, verses 1-48.
12:25	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 68.
13:00	Friday Sermon: Recorded on March 11, 2016.
14:10	Shotter Shondhane: Recorded on May 25, 2012.
15:10	Bustan-e-Waqf-e-Nau Class [R]
16:20	Mujeeb-ur-Rehman Sahib: A discussion on the proceedings of the Ahmadiyya case in the Federal Sharyah Court 1984 Pakistan.
16:55	Kids Time: Programme no. 30.
17:30	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:25	Bustan-e-Waqf-e-Nau Class [R]
19:35	Beacon Of Truth: Rec. December 20, 2015.
20:45	Ashab-e-Ahmad: An Urdu discussion on the lives of the companions of the Promised Messiah (as).
21:15	Mujeeb-ur-Rehman Sahib [R]
21:50	Friday Sermon [R]
23:00	Question And Answer Session [R]

Monday March 14, 2016

00:25	World News
00:40	Tilawat
00:50	Aao Husne Yaar Ki Baatain Karein: Prog. no. 21.
01:10	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 68.
01:40	Bustan-e-Waqf-e-Nau Class
02:45	Ashab-e-Ahmad
03:15	Friday Sermon: Recorded on March 11, 2016.
04:15	Mujeeb-ur-Rehman Sahib [R]
04:55	Liqa Maal Arab: Session 16.
06:00	Tilawat: Surah Yaaseen, verses 38-53.
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 26.
07:05	Peace Conference Address: Rec. March 21, 2009.
08:00	International Jama'at News
08:30	Marhum-e-Isa: An Urdu discussion about the ointment that was applied to Hazrat Jesus (as) to heal the wounds after his crucifixion.
09:00	Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on December 29, 1997.
10:05	Friday Sermon: Indonesian translation of Friday Sermon delivered on October 16, 2015
11:10	Jalsa Salana Qadian Speech: Recorded on December 26, 2015.
12:00	Tilawat: Surah Al-Waaqiah, verses 49-97.
12:15	Dars-e-Malfoozat [R]
12:30	Al-Tarteel [R]
13:05	Friday Sermon: Recorded on April 23, 2010.
14:00	Bangla Shomprochar
15:10	Jalsa Salana Qadian Speech [R]
16:00	Rahe-e-Huda: Recorded on March 12, 2016.
17:30	Al-Tarteel [R]
18:05	World News
18:25	Peace Conference Address [R]
19:00	In His Own Words: Selected extracts from the writings of the Promised Messiah (as) from his book, 'The Heavenly Decree'.
19:30	Somali Service
20:10	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood: An Urdu discussion on the life and character of the Promised Messiah (as).
20:30	Rah-e-Huda [R]
22:05	Friday Sermon [R]
23:15	Jalsa Salana Qadian Speech [R]

Tuesday March 15, 2016

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:45	Al-Tarteel
01:20	Peace Conference Address
02:50	Friday Sermon
03:55	Marhum-e-Isa
04:25	Rights Of Women In Islam
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 17.
06:00	Tilawat: Surah Yaaseen, verses 54-70 with Urdu translation.
06:15	Dars Majmooa Ishtehara'at
06:30	Yassarnal Quran: Lesson no. 69.
07:00	Bustan-e-Waqfe Nau Class: Rec. March 10, 2013.
08:05	Open Forum
08:35	Question And Answer Session: Recorded on January 29, 1995.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on March 11, 2016.
12:05	Tilawat: Surah Al-Hadeed, verses 1-17.
12:25	Yassarnal Quran [R]
12:55	Faith Matters: Programme no. 185.
14:00	Bangla Shomprochar
15:00	Spanish Service: Programme no. 04.
15:35	Open Forum
16:05	In His Own Words: Selected extracts from the writings of the Promised Messiah (as) from his book 'The blessings of Prayer'.
16:50	Life Of The Promised Messiah (as)
17:25	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:15	Bustan-e-Waqfe Nau Class [R]
19:20	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on March 11, 2016.
20:30	Live The Bigger Picture: Discussing contemporary social issues.
21:15	Aao Urdu Seekhain
21:30	Faith Matters: Programme no, 185.
22:30	Question And Answer Session [R]

Wednesday March 16, 2016

00:00	World News
00:15	Tilawat
00:25	Dars Majmooa Ishtihirat
00:50	Yassarnal Quran
01:20	Bustan-e-Waqfe Nau Class
02:25	Aao Urdu Sekhain
02:40	Aadab-e-Zindagi
03:15	Story Time
03:35	Food For Thought
04:05	Noor-e-Mustafwi: A discussion about the different aspects of the life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw).
04:25	Australian Service
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 18.
06:00	Tilawat: Surah Yaaseen, verses 71-84 with Urdu translation.
06:10	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein: The topic is 'the existence of God Almighty'.
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 26.
07:05	Jalsa Salana Bangladesh Address: Rec. February 10, 2013.
09:00	Question And Answer Session: Recorded on September 22, 1986.
10:35	Indonesian Service
11:40	Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on March 11, 2016.
12:45	Tilawat: Surah Al-Hadeed, verses 18-30.
13:00	Al-Tarteel: Lesson no. 26.
13:30	Friday Sermon: Recorded on March 04, 2016.
14:30	Bangla Shomprochar
15:40	Deeni-o-Fiqahi Masail: Programme no. 88.
16:15	Faith Matters: Programme no. 184.
17:15	Al-Tarteel [R]
17:50	World News
18:10	Jalsa Salana Bangladesh Address [R]
20:05	French Service: Episode no. 35.
21:05	Deeni-O-Fiqahi Masail [R]
21:40	Kids Time [R]
22:15	Friday Sermon [R]
23:10	Intekhab-e-Sukhan: Rec. March 12, 2016.

Thursday March 17, 2016

00:10	World News
00:30	Tilawat
00:40	Al-Tarteel
01:15	Jalsa Salana Bangladesh Address [R]
03:10	Open Forum
03:40	Faith Matters: Programme no. 184.
04:40	Liqa Maal Arab: Session no. 19.
06:05	Tilawat & Dars Majmooa Ishteharaat
06:40	Yassarnal Quran: Lesson no. 69.
07:10	Mulaqa'at With Students
08:25	In His Own Words
09:00	Tarjamatul Quran Class: Rec. January 11, 1995.
10:05	Indonesian Service
11:10	Japanese Service
11:25	Ilmul Abdaan
12:00	Tilawat: Surah Al-Mujaadalah, verses 1-11.
12:15	Dars Majmooa Ishteharaat [R]
12:35	Yassarnal Quran [R]
13:05	Beacon Of Truth: Rec. December 13, 2015.
14:10	Friday Sermon: Recorded on March 11, 2016.
15:15	Khilafat-e-Ahmadiyya Sal Ba Sal: A programme about the blessings of Khilafat year by year from 1908-2008.
15:50	Persian Service: Programme no. 45.
16:20	Tarjamatul Quran Class [R]
17:25	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:20	Mulaqa'at With Students [R]
19:35	Faith Matters: Programme no. 184.
20:35	Live German Service
21:40	Tarjamatul Quran Class [R]
22:50	Beacon Of Truth [R]

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London
TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)
ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org
Vol 23 Friday 11 March , 2016 Issue No. 11

جماعت احمدیہ آسٹریلیا کے 31ویں جلسہ سالانہ کا کامیاب و بابرکت انعقاد

❁......حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جلسہ سالانہ کے موقع پر خصوصی پیغام ❁......مختلف دینی، تعلیمی و تربیتی موضوعات پر علماء سلسلہ کی تقاریر

❁......آسٹریلیا کے وزیر اعظم اور کئی دیگر اہم شخصیات کی طرف سے جلسہ سالانہ کے انعقاد پر مبارکباد کے پیغامات ❁......ایّام جلسہ میں باجماعت نماز تہجد کا قیام۔

❁......علم انعامی اور تعلیمی ایوارڈز کی تقسیم۔ ❁......نیشنل ٹی وی اور میڈیا میں جلسہ کی کوریج

ملک عمران احمد۔سڈنی، آسٹریلیا

الحمدللہ، ثم الحمدللہ جماعت احمدیہ آسٹریلیا کا 31واں جلسہ سالانہ 25 تا 27 دسمبر 2015ء (بروز جمعہ، ہفتہ و اتوار) اللہ تعالیٰ کے فضلوں، رحمتوں اور برکتوں کو بانٹتا ہوا اختتام پذیر ہوا جس میں آسٹریلیا کی تمام سٹیٹس کے علاوہ کینیڈا، نیوزی لینڈ، سنگاپور اور دیگر کئی ممالک سے دو ہزار سے زائد مہمان شامل ہوئے۔ جن میں محترم مبارک احمد نذیر صاحب، مشنری انچارج جماعت احمدیہ کینیڈا بھی شامل تھے جو پہلی دفعہ آسٹریلیا تشریف لائے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ ہر لحاظ سے کامیاب رہا۔ تقریباً 15 برس کے بعد یہ پہلا موقع تھا کہ جلسہ سالانہ آسٹریلیا دسمبر کے آخری ایام میں منعقد ہوا۔ ان دنوں چونکہ آسٹریلیا میں گرمی کا موسم ہوتا ہے اس لیے سب موسم کی وجہ سے فکر مند تھے لیکن جلسہ کے دنوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل کا عجیب نظارہ دیکھنے میں آیا کہ موسم بے حد خوشگوار رہا اور کسی قسم کی کوئی پریشانی نہیں ہوئی۔ میڈیا پر بھی جلسہ سالانہ کی نیوز کے ذریعے ایک ملین سے زائد آسٹریلین تک جماعتِ احمدیہ کا تعارف پہنچا۔ اسی طرح آسٹریلیا کے وزیرِ اعظم، نیوساؤتھ ویلز کے پریمیئر اور بلیک ٹاؤن کونسل کے میئر کے علاوہ دیگر کئی وزراء، ممبرز آف پارلیمنٹ، کونسلرز اور مختلف مذہبی و دیگر تنظیموں نے جلسہ کی مبارکباد بھجوائی اور جلسہ کے کامیاب انعقاد پر نیک خواہشات کا اظہار کیا۔ جبکہ آسٹریلیا میں مقیم پاکستانی ہائی کمشنر مسز نائلہ چوہان صاحبہ اور ان کے ساتھ بریگیڈیر اصغر خان صاحب ملٹری اتاشی، آسٹریلیا کے قدیم باشندوں (Aborigines) میں سے ایک نامور شخصیت Mr.Robert Fielding، کونسلر Mr. Raj Dutta، Deputy Mayor of Blacktown Council Cr. Jacquline Donaldson، Mr. David Berry (Melbourne) اور جنرل سیکریڑی آف ہندوایسوسی ایشن آسٹریلیا کے علاوہ دیگر کئی مہمانوں نے بھی جلسہ میں شرکت کی اور جلسہ کے انتظامات کو سراہتے ہوئے جماعتِ احمدیہ آسٹریلیا کو جلسہ سالانہ کی مبارکباد دی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 25 دسمبر 2015ء میں انڈیا، امریکہ اور آسٹریلیا میں منعقد ہونے والے جلسہ سالانہ کا ذکر فرمایا اور انتہائی قیمتی نصائح سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ ان نصائح پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

جلسہ سالانہ کے انتظامات کا معائنہ

23 دسمبر 2015ء کی شام مکرم انعام الحق کوثر صاحب امیر و مبلغ انچارج آسٹریلیا نے جلسہ سالانہ کے تمام کارکنان، افسران، ناظمین اور ان کے معاونین سے خطاب کیا اور بعد ازاں جلسہ گاہ کے تمام حصوں کا معائنہ کیا اور ہدایات دیں۔ محترم امیر صاحب نے خاص طور پر مہمان نوازی کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور حضرت مسیح موعودؑ کی مہمان نوازی کے بعض واقعات بھی سنائے۔

امسال مردانہ جلسہ گاہ مسجد بیت الہدیٰ کے احاطہ میں مینارہ کے ساتھ تیار کی گئی جبکہ طعامگاہ، بک سٹال، نمائش، جلسہ بازار اور سٹالز کا انتظام مسجد بیت الہدیٰ سے ملحق گراؤنڈ میں کیا گیا تھا۔

جلسہ سالانہ کے مرکزی سٹیج کا موضوع ''آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم۔ رحمۃ للعالمینؐ'' تھا جس پر جلی حروف میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اسی طرح وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ لکھا تھا۔ جبکہ ایک طرف مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسری طرف منارۃ المسیح کی تصویر تھی۔

پہلا دن

25 دسمبر 2015 بروز جمعہ

جلسہ سالانہ آسٹریلیا کے پہلے دن کا آغاز باجماعت نماز تہجد، نماز فجر اور درس قرآنِ کریم سے ہوا۔ آسٹریلیا کے مختلف حصوں سے جلسہ سالانہ کے لئے آنے والے حضرت مسیح موعودؑ کے مہمانوں کا سلسلہ کئی دنوں سے جاری تھا، چنانچہ جلسہ کے پہلے روز صبح بھی مہمان تشریف لاتے رہے۔ گزشتہ کچھ روز بارش کے باعث موسم بہت خوشگوار تھا اور ہلکی ہلکی ہوا بھی سارا دن چلتی رہی جو یقیناً الٰہی تصرف تھا کیونکہ سڈنی میں عموماً ان دنوں میں سخت گرمی ہوتی ہے۔

خطبہ جمعہ

محترم امیر صاحب نے خطبہ جمعہ میں جلسہ میں شامل ہونے والے تمام مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور جلسہ سالانہ کی اہمیت اور اس سے وابستہ برکات کا ذکر کیا اور اس بابرکت اجتماع کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کی دعائیں دہرائیں۔ پھر آسٹریلیا میں جلسہ سالانہ کی تاریخ بیان کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ یہاں پہلا جلسہ 1984ء میں منعقد ہوا جبکہ 1984ء ہی وہ سال ہے جب پاکستان میں ہم پر جلسہ سالانہ منعقد کرنے پر پابندی لگادی گئی تھی۔ پھر آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا ایک حوالہ احباب جماعت کے سامنے پڑھا جو کہ حضورؒ نے مسجد بیت الہدیٰ سڈنی کا سنگ بنیاد رکھتے وقت فرمایا تھا۔ جب پورے آسٹریلیا میں احمدیوں کی تعداد 60 یا 70 تھی۔ حضورؒ نے اس وقت فرمایا تھا کہ وہ دن دُور نہیں جب لوگ جوق در جوق اس مسجد میں تشریف لائیں گے۔ چنانچہ امیر صاحب نے کہا الحمدللہ آج ہم وہ نظارہ اپنی آنکھوں سے پورا ہوتا دیکھ رہے ہیں۔ محترم امیر صاحب نے احباب جماعت کو جلسہ کے دنوں میں خصوصاً ذکر الٰہی، تسبیح، تحمید اور درود پڑھنے اور پڑھتے رہنے کی طرف توجہ دلائی۔

تقریب پرچم کشائی

نماز جمعہ کے بعد دوپہر 2:45 بجے مسجد بیت الہدیٰ کے احاطے میں لوائے احمدیت اور آسٹریلیا کے پرچم لہرائے گئے۔ بعد ازاں محترم امیر صاحب نے اجتماعی دعا کروائی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جلسہ سالانہ آسٹریلیا کے لئے خصوصی پیغام

3:45 بجے جلسہ سالانہ کا افتتاحی پروگرام جلسہ گاہ میں شروع ہوا جس میں تلاوت اور نظم کے بعد محترم امیر صاحب نے اپنی تقریر کے آغاز میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جلسہ سالانہ کے لئے خصوصی پیغام پڑھ کر سنایا جس میں حضور انور نے احباب جماعت آسٹریلیا کو پنجوقتہ نماز التزام کے ساتھ پڑھنے، اپنی عبادتوں کے معیار بلند کرنے، خلیفہ وقت سے ذاتی تعلق اور وابستگی اور MTA کو باقاعدگی سے دیکھنے کے بارے میں خصوصیت سے تلقین کی۔ محترم امیر صاحب نے حضور انور کا پیغام انگلش اور اردو میں دہرایا تاکہ ہر احمدی تک یہ پیغام پہنچ جائے۔ اپنی افتتاحی تقریر میں محترم امیر صاحب نے اسلام کی اَمن کی تعلیمات کے حوالے سے روشنی ڈالی اور کہا کہ اس پُر اَمن تعلیم پر عمل کرکے ہم اپنے گھروں، معاشرے اور دنیا میں امن قائم کر سکتے ہیں۔ محترم امیر صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب ''پیغام صلح'' کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ اپنی وفات سے ایک روز قبل تک حضرت مسیح موعودؑ ساری دنیا اور اس میں بسنے والی مختلف قوموں اور مذاہب کو امن کا پیغام دے رہے تھے۔

پہلا سیشن

افتتاحی دعا کے بعد پہلے سیشن کا آغاز 4:00 بجے شروع ہوا۔ جس کی صدارت مکرم خالد سیف اللہ خان صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ آسٹریلیا نے کی۔

جلسہ کے موقع پر وزیر اعظم آسٹریلیا اور دیگر اہم شخصیات کے پیغامات

تلاوت قرآنِ کریم اور نظم کے بعد مکرم رمضان شریف صاحب (نیشنل سیکرٹری امور خارجہ) نے وزیر اعظم آسٹریلیا The Hon. Malcolm Turnbull کا پیغام پڑھ کر سنایا جس میں انہوں نے جلسہ میں شامل ہونے والے تمام احباب کو جلسہ کے کامیاب انعقاد کی مبارکباد پیش کی اور اس بات کا بھی اظہار کیا کہ

"The Ahmadiyya Muslim community is committed to preserving the values which underpin our open, peaceful society and I commend them for their efforts."

❁ اسی طرح **Mayor of Blacktown council** نے بھی اپنا پیغام بھجوایا اور اپنی کونسل میں منعقد ہونے والے اس جلسہ میں شامل تمام مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور جماعت احمدیہ کی مختلف خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔

❁ آسٹریلیا میں مقیم پاکستانی ہائی کمشنر مسز نائلہ چوہان صاحبہ اور ان کے ساتھ بریگیڈیر اصغر خان صاحب جو ملٹری اتاشی Defence Adviser ہیں، خصوصاً کینبرا سے جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے تشریف لائے۔ ان کو مسجد بیت الہدیٰ کا وزٹ کروایا گیا۔ مسز نائلہ چوہان صاحبہ نے حاضرینِ جلسہ سے خطاب کیا اور جلسہ میں شرکت کی دعوت پر شکریہ ادا کیا۔

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں